بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دیوان امیر
معروف باسم تاریخی
مرآة الغیب
مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مزین بہ طبع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتاب کا ذخیرہ سلسلہ فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان تفصیلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین بعض کتب علم اصول وغیرہ مذہبی اسلام کے درج کرتے ہین تا جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب متعلقہ کا نمانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کلیات دواوین و واسوخت اردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی میر انشاء اللہ خان بہادر کا ہے اور یہ حضرت عہد مین نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی شاعرون سے تھے -

کلیات لسان خ - اس مجموعہ مین رسائل ذیل ہین شاہد عشرت سخن شعرا اشعار لسان خ مرغوب دل دفتر بیمثال گنج تواریخ چشمہ فیض قند پارسی زبان ریختہ قطعہ منتخب از مولوی عبد الغفور خان صاحب -

قطعہ - از مولوی عبد الغفور خانصاحب بہادر رسالہ زبان ریختہ - و جا ایجاد زبان ریختہ کو لطف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع نظائر اشعار اساتذہ تالیف کیا -

شاہد عشرت - مولفہ ایضاً

سخن شعرا - ایضاً شعراے متاخرین کا اردو تذکرہ ہے -

مرغوب دل - یہ مجموعہ بھی تصنیف جناب ممدوح السعدہ کا فارسی رباعیات کا ہے -

دفتر بیمثال - دیوان اول ایضاً

گنج تواریخ - یہ کاکل تاریخین جناب ممدوح کی تصنیف سے ہین -

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ از کلام مرزا رفیع السودا -

کلیات نظیر - اکبرآبادی مطبع دہلی خورد

کلیات تراب - از حضرت تراب شاہ مع رسائل دیگر

کلیات - صنعت کلام شاعر مستند بیان میان محمد نجم الدین صنعت مرادآبادی -

کلیات ناسخ - کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہے دیوان سہ مصرعہ -

کلیات آتش - تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی سہ مصرعہ -

کلیات نظام - اردو یہ کلیات بامث نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد فرزان علی خان بہادر نظام ہے خیالات نظم قابل دید ہین -

کلیات نظیر اکبرابادی - اسمین مخمس و مسدس ہین و دیگر نظم ہین

کلیات امیر اللہ تسلیم نام تاریخی نظم ارجمند

بسعی صناع مکین و مکان فضل حق جیلان زمان
دیوان امیر
معروف باسم تاریخی
مراۃ الغیب
مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب بلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم واقبالہم مشتملبر مناظرۂ دانش و وہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہ قلم — دائرے طبل کیصورت ہین الف شکل علم

ہین جو یہ عرصۂ کاغذ پہ حروف و حرکات — یہی لشکر ہے یہی فوج یہی خیل و خدم

ہیں فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہی ندیم — وزرا مرتبۂ و دبدبۂ و جاہ و حشم

منتخب ہین جو مضامین تو معانی ہین لطیف — ہین وہی گنج و خزاین وہی دینار و درم

اہل دفتر نے ہی کھول کے بستونکو نشست — گردن منشی گردون ہوئی تسلیم کو خم

کبھی منصب کبھی تقسیم ہین دین جاگیرین — شقّے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوئے مجرائی — عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام — مژدہ ہاتھا جو ادب کا وہ پکارا پیہم

روبرو خسرو جمجاہ فلک فر کے نگاہ — تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم

ہوئی مجرے سے بخوبی جو فراغت حاصل — مسند حکم ہوئی مطلع انوار قدم

روبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلایق کی برآئے مطلب
بعد اخبار کے پرچون کی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کی دو دانش و وہم
بحث اک بات کی دونونین پڑی ہی ایسی
حکم عالی یہ ہُوا جلد کرو حاضر بزم
حاضرِ بزم ہوئے وہ تو ہُوا یہ ایما
عرض دانش نے یہ کی روز ابد تک قایم
بندۂ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک حاکم ہی فلک جاہ خردمند زکی
نام ہی کلب علیخان بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود و کرم و ہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر اوسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہی ناممکن
کیسے کیسے نہین گذرے ہین جہانمین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چارسو ہمت حاتم کا ہے آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہ ان سب سے ہے بڑھکر کوئی
مین یہ کہتا ہون مین دعوی مین ہون اپنے صادق

حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہوے لعل فشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش ا و سدم
درِ دولت پہ ہی ہنگامہ لڑے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورتِ خطِ توام
دیکھین کیا کہتے ہین خود دونونین ہم ہونگے حکم
کیون لڑے کیا سببِ جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانانِ زمانہ رؤساے عالم
صاحبِ علم و ہنر معدنِ اخلاق و کرم
جسکے خدام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہی وہ یکتاے زمانہ سرِ اقدس کی قسم
پیش انصاف گزین حق کا چھپانا ہی ستم
بلکہ مارا رہِ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگانِ عربستان و صنادیدِ عجم
سارے آفاق مین کسریٰ کی عدالت ہی علم
حکم نادر ہی عیان جلوہ نما عشرتِ جم
شش جہت پر ہی عیان سب سے جری تہا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب اسے ہم
ہین جو لایق جو ہون گوش شنوا گوشِ اصم

کچھ یہ سُنتا نہین انکار پہ باندھے ہی کمر
ہو گیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہی کلام
فی البدیہہ اوسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل رسُول
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چپ ہُوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
سُنکے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ بھی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش ازین نیست کہ دعوت مین کیا کرتا تھا ذبح
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہی حد
اِتنے سائل تھے قبیلے مین نہی طے کے کہان
روز پاتے ہین زر و گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحب زر ہو کے غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہین لوہا اسکا
سُنکے اس بات کو دانش کو ہُوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ نہین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سایل
میرے ممدوح کی جرات تھی بھلا اوسمین کہان

گفتگو ے طرفین آپ سنین ہو کے بہم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ نعم
نام کسرے کا ہی انصاف و عدالت مین علم
چاہ بے آب بھی پاتا ہی کہین رتبۂ یم
عدل کسریٰ مین ضلالت کی طریقے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہی یم جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اوسمین جتنے ہون میسر اوسے دینار و درم
گو سفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہی خلایق کا زہے جود و کرم
جمع اوسکی زر و دولت یہ ہی سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہے کہ ہین اسکے گدا تک حاتم
نطق ہو بند تو منہ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائل جرات رستم ہی عرب تا بعجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنا یار ستم
رعب سے اوسکے صفین ہوتی ہین درہم برہم

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
اِسپہ پڑجاے صفِ فوجِ عدو مین بھاگڑ
اِسمین بھی بند ہُوا وہم تو بولی اور ہی راہ
کی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکرِ نبرد
جامِ جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سُنکے دانش نے کہا خوب کہان تجکو تمیز
فرض کردم کہ ہُنیا ہون سب اسبابِ نشاط
آپ ہی ہین جو ہُوا اُسکو ہوا حاصل کیا خاک
اگلے لوگونمین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن رشکِ چمن بوقلمون رنگ برنگ
خوبصورت وہ حسین ماہ جبین پیشِ نظر
کبک و طاؤس کی رفتار تو بیٹھے کی کمر
رقص وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤسِ فلک
جامِ جم سے اگر آئینہ تھا احوالِ جہان
طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجاد ونمین
نہ چلی وہم کی اِسمین بھی تو بولا مجبور
حکمِ نادر کا فلاطون کی ہر حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہر
آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین بجرم
کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغِ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سرِ میدان جو ڈکارے صفتِ شیرِ اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کسنے آراستہ کی بزمِ طرب صورتِ جم
جس سے تھا پیشِ نظر آئینہ حالِ عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نقل و مے و اصوات و نغم
لذتِ سامعہ و ذائقہ و قوتِ شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شمیم
زیور و نمین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف رسا آئینے زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالانِ حرم
کان زہرہ بھی پکڑلے وہ مزامیر و نغم
رازِ کونین سے آگاہ یہان دل ہر دم
متأخر ہین سراسر قدما سے اقدم
خیر قائل ہون پر اِی فارقِ انوار و ظُلم
فرق اُنکا بھی سُنون کون سوا کون ہے کم
لائقِ مدح ہی ممدوح وہ ہین قابلِ ذم
وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
سُرمۂ روشنیِ چشم ہے یان خاکِ قدم
گردنین سیکڑون احسان سے اِسکے ہوئین خم

اور حکمت مین فلاطون کا ہی کیا ذکر کہ وہ / بیٹھ کر خم مین ہوا راہی اقلیم عدم

یہ وہ دریا کہ خم چرخ جہان ایک حباب / پھیل کر قطرۂ نہ دریا سے کبھی ہوا اعظم

طرفہ حکمت کہ نبی سے بھی وہ قائل تھا / دل صفا سے ہی یہان مطلع انوار قدم

کفر و ایمان مین بڑا فرق ہی لازم ہی تمیز / وہ اگر ہیمہ دوزخ تو یہ ہے سرو ارم

جب سنے ایسے براہین یہ ہوا وہم کا حال / خم کیا سر کو لئے دوڑ کے دانش کے قدم

تبسم الطاف سے دانش نے بھی کی اوسپہ نظر / پھر تفہیم کہا سن کہ تو ہے نیک شیم

یہ تو کہئے تیرے سوالات سے ای وہم جواب / وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم

علم مین حلم مین الطاف مین دانائی مین / ایک ہی فرد ہی یکتا ہے وہ فخر عالم

ہر سحر مشغلۂ فریاد رسی و داد رسی / مہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم

جتنے جس شہر سے آتے ہین مسافر یہان / کیمیا کرتی ہی اونکو نظر فیض شیم

اب جگہ چاہیے موزون ہون کئی مطلع ثنا / گھر مین بیتون کے نگین آئینے قد آدم

مطلع

وقت رفتار ہی زرریز عجب فیض قدم / نقش پا راہ مین بنجاتے ہین دینار و درم

زید دولت کی وہ عظمت ہی کہ جس سے ہر دم / لو لگائے ہوئے ہی لام ہو یا واو قسم

تنگدل وہ ہی عدو نام جو اوسکا ہو رقم / ساحت لوح یہ سمجھے کہ ہو میدان قلم

چشمۂ فیض سے اوسکے جو شجر ہون سیراب / عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم

دلین وہ سخت ہونکے بھی جگہ کرتا ہے / سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقش قدم

ہی تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب / کسر نفس او سکو نہ کس طرح کری فتح سے ضم

عفو ایسا کہ خطا کار سے بھی ہی اغماض / صاف پی جائے جو کھائے کوئی جھوٹی بھی قسم

زائر در جو بہ شوق مین ہوتے ہین وہان / حسرت آنکھونکو یہ ہوتی ہی ہوسے ہم نہ قدم

ہیبت دولت والا نے یہ پامال کیا / قر / کہین ڈھونڈھے نہین ملتا ہی نشان سر کم

مرکز کاف کی شمشیر سے کٹتا سر سیم
وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا
سوئے کہدے تو وہ بھول بھلیان بجائے
فیض سے اوسکے وہ گرز مین و شمال تقسیم
قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب اوسکا ہے
سر بسر قہر چلے اوسکی تو ہستی کیسی
سود خورہ ہے بندہ کیون نہ زمین پر لوٹے
عہد مین اوسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہے سزا
اثر اولٹا ہے ہوا ہی خود ہو گرفتار جنون
بت پرستی کا مٹا عہد مین اوسکے یہ رواج
بسکہ پابند شریعت ہے وہ مقبول خدا
کہ کسی راہ سے چلنے مین کسی رہرو کا
آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو
متقی ہوتی ہین شب روز نمازین جو قضا
اٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین
ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے
تن یہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ
ہے سپر پشت مبارک یہ کہ حمزہ کی سپر
حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ
کھیت کشتو نکا نہ طیار بھی ہونے پائے
تھا سیہ رو جو عدو اوسکو کیا خون مین تر

درمیان مین جو ہوتا قدم او کرم
کیا عجب روک سکے بیٹھے جو قضا او قدم
کہ بھٹکتا ہی پھرے اوسمین سرافیل کا دم
کلیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین موے غم
آنکھ دکھلائے جسے اوسکا ہو دم غیب عدم
چار ارکان ہون نگو سنار گر زینت خیم
عدم ہضم غذا ہے سبب درد شکم
کہ ستم ہے حق معشوق مین عاشق پہ ستم
پڑھ کے لیلی جو کرے سورۂ تبت یہ پہ دم
قابل حد ہوئے اطفال بھی کھیلے جو صنم
اسقدر کی ہے شریعت کی بنا مستحکم
سرحد شرع سے باہر نہین پڑتا ہے قدم
تھا فلو راہ عبادت مین ہنوز ست قدم
دیکھو ماتم مین او نہین کے ہے سیہ پوش حرم
بند دروازۂ بتخانہ ہے وا باب حرم
سجدہ گاہین وہ بناتے جو بگڑتے بھی صنم
خود ہے مشعلۂ طور زرہ رخت حرم
ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دودم
باندھکر چست کمر کھینچ کے شمشیر دودم
ہو چلی تیغ و قضا مین برعنا ہیچ سلم
کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

نثر مین نظم مین سب طرح کی رنگینی ہی
کیون نہ عالی سخن اوسکا ہو کہ ہی استعداد
یہ حکومت یہ ریاست یہ امانت یہ شکوہ
تاج کہتا کہ ہی تاج سکندر کیا مال
تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوےٰ چتر
اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھولون
تیغ کہتی ہی کہ مجھسے دل مریخ ہی آب
مدح ممدوح بہت تجھسے ہی دشوار امیر
روک لے روک لے رہوار طبیعت کی عنان

ق

ہے ورق ہاتھ مین گلزار تو طاؤس قلم
بیت محکم اثر وہ ہی جسکی بنا ہے محکم
واہ کیا نظم ہے جسکا ہے ثنا خوان عالم
تخت کہتا ہی نہین تخت سلیمان ہے مین اہم
سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہی قول علم
فیل کا عزم سپہر چرخ پہ رکھدون مین قدم
نیزہ کہتا ہی کہ مجھسے سر بہرام ہی خم
آتشین ہی یہ رہ سخت تو چوبین ہی قلم
کر دعا حق سے کہ اے خالق انوار و ظلم

نور اقبال رہے اسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدای دژم

ایضاً قصیدۂ مدحیہ

تا کجا کو تہی اید ست ہوس کر جیوٹ
جیتنا ہو جو سواران سخن سے میدان
یہی گو ہی یہی میدان یہی معنی یہی لفظ
پی کے چلے گو کہ دُرد صاف سخن کو مے نوش
خم ہین میخانہ زمین ایسے بھی کہ ٹوٹی نہین مہر
دو قصیدے جو سنے مصحفی و انشا کے
سخت پتھر سے جو تھے قافیۂ نامانوس
ذائقہ ہے تو فقط گرمی و بیباکی کا
ہمت فکر نے باندھی جو کمر پھر جواب

پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے اُلٹ
پھینکنا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ
اپنی اپنی ہی دم معرکہ پہ ڈانٹ ڈپٹ
رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ
کھول منہ بھر کے صراحی کو لے پیجا غٹ غٹ
واقعی سکہ رائج ہین و لیکن سلپٹ
کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اونکی اچیٹ
پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ حل ور ہو ہٹ
اول اول تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا | کرلیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ
تو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح | وہ مری صاف نہین نام کو جسمین تلچھٹ

مطلع

شب دو شنبہ جو لی خواب مین مینے کروٹ | آئی اک حور لقا پاس اولٹ کر گھونگھٹ
کچھ عجب فتنہ کہ اوسکی جو نظر جاے پلٹ | ساتھ ہی چرخ پھرے لے یہ زمانہ کروٹ
شعلہ رخسار جفاکار قیامت آفت | شوخ عیار غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ
رحم دکھلاے جو منھ دور سے پھر جاے نگاہ | شرم آجاے تو آنکھین کہین چل دین ہو ہٹ
گر پڑی جان یہ زیور کے چمک سے بجلی | کھینچ لے دلکو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ
وہ نگاہین غضب آلود وہ مژگان کی صفین | لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے گھونگھٹ
لے سکے انجم کا جو لشکر او تر آئے مریخ | کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ
پختہ کار اوسکو جو دیکھین طمع خام کرین | ثمر پیش رس حسن مین وہ گدراہٹ
طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت | دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ
آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر حد سے بڑھے | توسن ناز کو پوئی سے وہ پھینکے سرپٹ
مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ | لے چھوے گاہ بچا لو کیطرح جاے سمٹ
پتلیان آنکھونکی در پردہ اشارون سے کہین | تا نہ نے ہی کو جو نکلے تو کہان کا گھونگھٹ
مانگ لے مانگ دکھا کر کبھی عشاق کے دل | باندھے گاہ گلا کھول کے وہ زلف کی لٹ
رخ و گیسو پہ مرے اتنے مسلمان ہندو | مقبرے ہو گئے تعمیر بھرے سب مرگھٹ
فتنۂ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ | لاکھ چھپیے مین اسے دیر نکر دوڑ جھپٹ
طاق کاکل وہ پھینکتی ہین کہ سر کی کوئی چوٹ | بر وکے مڑکے تو وہ جھک کے لگائے پالٹ
ہاتھ چھو جاے جو گیسو کو تو کھائے یون پیچ | جسطرح کاٹ کے کالا کوئی جاتا ہے پلٹ
دیکھ کر ابروے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان | پہلوان دو ہین کہ کشتی مین ہے ہین غٹ پٹ

جلوہ گر مردمِ چشم وصفِ مژگان سے یہ صاف
پھیر کر آنکھ کے آنکھین ہین نرگس کی پھٹی
چوری چوری چمنِ رخ مین جو آجائے نگاہ
وصف لکھے لبِ شیرین کا جو کوئی کاتب
بڑھ کے گلبرگ سے بھی وہ کفِ رنگین نازک
آرزد مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
استخوان تن مین نہین ایک یہ ہوتا تھا گمان
کسطرح ہو نہ گلا کیفِ مئی حسن سے مست
شیشۂ آئینہ شفاف شکم چشمۂ حسن
شورِ قلقل سنائی جو روان ہو وہ گلا
غرض اس شکل کی معشوقہ کیا جسکا بیان
شوق دل نے یہ کہا مست ہی یہ سرو سہی
ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سرکی
چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
ہنسکے ظاہر مین کہا واہ ری ٹھنڈی گرمی
چپ رہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
ہوش مین آؤ ذرا خیر ہے کیسا ہے مزاج
ہین وہ ہم جسکی ہوس مین ہین ہزارون نامی
زہرہ بالائے فلک کشتۂ شمشیر نگاہ
مرغِ دل سیکڑون شہباز نظر کے ہین شکار
ذوقِ وصلت مین سبھی گو کنارے سے کتنے

حور بیٹھی ہے درِ خلد پہ کھولے ہوئے پٹ
دہن تنگ نہ ہے منھ کہ ہے غنچہ منھ پھٹ
زلفِ مشکین کی رسن باندھے مشکین جھپ بٹ
ہنسے ہے غنچۂ غنودہ کے سبب جا چمٹ
غنچے لبین اونگلیونکی کیون نہ بلائین جٹ پٹ
کسین جوشن کیطرح جاؤن مین بازو سے لپٹ
گگی مخمل کیطرح تن مین غضب نرماہٹ
پی رہی نشے مین صراحی کی صراحی غٹ غٹ
موج دریاے لطافت شکم صاف کی بٹ
فردسے اٹھ بیٹھین تہِ خاک یہ ہو گھبراہٹ
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ
عشق پیچے کی طرح جا سے مستی مین لپٹ
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ
تازیانے سے نہین کم وہ پڑی تیغ جو پٹ
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجلاہٹ
تھی ملاقات کمان کی کہ یہ تیزی جھٹ پٹ
خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ
سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ
خلق مریخ کو پھانسے ہی مری زلف کی لٹ
خال وہ زاغ سیہ ہے کہ کلیجے کے چٹ
شوق دیدار مین کتنون کی گئی آنکھ الٹ

ہند تک دم سے بقنے کہ ہین شہزادے
پانون کتنون کے گھسے شل سبو سر پھوڑے
ناطقہ خانۂ دولت ہی مرا نام نخست
ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس
وصف تمکو کرتا ہی سبکا مین اوسکی ہون صفت
رائم انور سے اد سیکے مرے آنکھونمین ہی نور
صف مژگان سے عیان پنجۂ پرزور کی شکل
اوسکی جوراستی طبع وہی قد میرا
مصحف رخ کو جو دیکھو تو نمایان وہی شان
کون وہ کلب علیخان بہادر جمجاہ
مطلع
حاکم خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپیٹ
کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع
بزم مین زمزمۂ حسن ہے یا نغمۂ عشق
شمع پروانہ سے ہر شب وہ سنا کرتا ہی
طرفہ محفل کہ پے رقص بہیان آتا ہی
واہ کیا قصر حکومت ہی رفیع اور وسیع
فیض مقدم سے تو انگر فقرا ہوتے ہین
شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
تیز رو ہا اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
دم بخشش اوسے درکار ہین دھیرن تی
کسقدر نام ہی شیرین جو زبان پر آجائے

صبح تا شام ہے اونکا مرے در پہ جمگھٹ
بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ
مین مکین ہون تو مکان جا زر بسیم ہو پٹ
ہوگران تجکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ
دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اولٹ
خلق اوسکا مری گیسو مین ہی خوشبو کی لپٹ
عزم اوسکا مری شاہین نگہ کی ہی جھپٹ
دامن فیض کا لٹکا و مری زلف کی لٹ
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اوسیکی چوکھٹ
دستے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رپٹ
کرلیا سارے گلستان کا علاقہ کو رٹ
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ
اونھین لوگو نکا رہا کرتا ہی اکثر جمگھٹ
لن ترانی کا ترانہ ارنی کی ترو ٹ
سر پہ طاؤس چمن رکھ کے کنہیا کا مکٹ
جسکے دروازے کے ہین جرات و ہمت دو بٹ
بخت خفتہ کو جگاتی ہے قدم کی آہٹ
کعبہ ان چار مصلون سے ہوا اوسکی چوکھٹ
بڑھکے کوثر چہ زمزم ہو اگر جائے ہمٹ
کھونیسان سے بحرین کا منھ لے پر مٹ
منھ مین بیمار کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

رزم مین لیتا ہی بندوق کا تو نا یہی نام
بزم مین طوطی مینا کو اسی کی ہی رٹ

اسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی
دل کی اس حرزیانی سے گئی گھبراہٹ

عدل وہ ہی کہ زمانے مین نہین بو ہی فساد
ہو تہتک جو چھکیتون مین کبھی ہو کھٹ پٹ

در دولت ہی عجب فیض کی چوپڑ کہ جہان
کبھی پڑتا نہین پانسا کسی تقدیر کا پٹ

آنگے ہمت کے ہی یہ دولت دنیا کیا مال
لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ

دی عجب پنجۂ و بازو مین خدا نے طاقت
امتحان چاہے اگر کوئی تو دے کو وہ اولٹ

کہو رستم سے کہ کیا جان کہ منہ چڑھتا ہے
یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ

نگہ قہر کرے سنگریون کو چورنگ
یہ وہ شمشیر نہین جاے جو تبر یہ اچٹ

کب عدو کو ہی یہ پستی قسمت سے نجات
آنکھین وہ لاب ہین سر اوسکا ہی جگر سے رہٹ

برق جا کر جو طلائی ہے عدو کے خرمن
بولتا ہی وہین اوس تیغ سے رعد آکے رپٹ

زشت کیا دشمن کافر ہی کہ ہی اوسکی جگہ
زیست ہین خانہ زندان ہین مردن مرگھٹ

اس جگہ سے مین کرون ہو کے مخاطب تعریف
چاہیے شاہد معنی کی بدل دون کروٹ

غائبانہ ہی اگر نصف خطابی بھی ہو نصف
ایک دروازے کی خاطر ہین مناسب دو پٹ

مطلع

ہین ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ
تکے یہ چار گرہی ایک بنی ہے جو کھٹ

تب نبی اس سے ترے خاک قدم کی اکسیر
چرخ نے مادہ کو شق کرکے کیا جب سمپٹ

کیا ترے قہر کا وادی ہی تماشے کی جگہ
پیچ کھاتے ہین بگولے کہ کلا کرتے ہین نٹ

ہر کہاری ہی ہوا دار کی صورت مین پری
تخت جم لے کے یہ پریو نکلا چلا ہے جمگھٹ

زیر فرمان رہے ہر دم جو کہے تو وہ کرے
زال دنیا کو مناسب نہین اب تریاہٹ

حق تو یہ ہی کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا
مال جو غیر کے قبضے مین ہی وہ ہی تلپٹ

جسکا تو دوست ہوا اوسنے خزانہ پایا
خط لکہا جسکو اوسی شخص کی ہنڈی گئی پٹ

تکلم تنگی دہن تنگ سے جائے جو نکل
سارا آفاق ہو ذرہ یہ زمین جاے سمٹ

وسعتِ طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
عاجزونکو جو ملی عدل سے تیرے قوت
سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
تار ہے اوسپہ تری راے منور کا چراغ
سب رئیسون سے ریاست ہی تری بالاتر
حسن وہ جاے اگر قاف مین کھنچکر تصویر
چین آتا نہین جبتک کہ عروسِ دولت
کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہی حسن شباب
تجکو ساقی سے مئے صاف ملی روز ازل
تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہین پھنکیتی مین چپٹیلے یہ ترے ارض و سما
خلق سے کیون نہ معطر ہو زمانے کا دماغ
علم وہ جسکو دقایق ہین کتب کے آسان
ہی بیان تذکرۂ معنی و تفسیر و حدیث
تجسے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
فیل گردون کرے دونونکو مسل کر پامال
کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہی ٹھیک
کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
ایک دم مین صف اعدا کو کیا دو ٹکڑے

ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ
شیر کو ذرّے لگائے شکم گاؤ کی بٹ
کر دیا کیا تری چٹکی نے مسل کر سلیپٹ
نکلے چوبِ شجرِ طور سے آئی ڈیوٹ
معتبر جیسے ہے اخبار مین اخبار گزٹ
جتنی پریان ہین وہ لین تیری بلائین چٹ پٹ
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اوٹھا کر گھونگھٹ
کیا مزہ دیتا ہی میوے مین جو ہو گدراہٹ
آگئے خسرو و جمشید تو پائی تلچھٹ
ہوا ہی حسن فلک گرکے زمین پر چوپٹ
سر کی چوٹ اسلیے نہ رکتی ہی نہ اونسے پالٹ
مشک نافے سے سوا امین ہی خوشبو کی لپٹ
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کٹ
اہل منطق سے کھولاے کمان کا جھنجھٹ
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہما سے کھوسٹ
سیار سینگی اوسے دے لاکے جو گیدڑ پاکھٹ
خوف ہنگام سخن ہی کہ کہین بجا ی نہ کٹ
جسطرح بیٹھ رہی جام مین ذرے تلچھٹ
ہیچ آبی مین ستارون نے کیا ہی جمگھٹ
روحین پیاسونکی ہوئین جمع سمجھکر پنگھٹ
سیکڑون بار چلی پر نہ پڑی یہ کبھی پٹ

حسن تن کے لیے ہی چال قیامت اسکی
پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہی جو دم
اسکو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑی اوسکی
وصف رہوار سبکرو کا کرے کیا کوئی
شب مہتاب سے کم منہ پہ نہین اندھیاری
دامن شاہد کنعان ہی ہر اک دامن زین
شرق سے غرب مین پھر شرق سی آئی سوئے شرق
وقت رفتار کبھی رہرو خفتہ کی طرح
ورق گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار
ایک ہی ٹاپ مین ہو جائین دو عالم برہم
فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پھینکے
دم رفتار اوسے خضر بھی دیکھین تو کمین
زور سا زور ہی کچھ پانون مین اسکے جو پڑے
کر کوہ سے کیونکر ہو تحمل اسکا
ہی کشادہ دہن اسکا کہ در باغ ارم
اور جسامت یہ کہ ہے صورت اندیشہ جسیم
لیلۃ القدر رکھا اب نام قصیدی کا امیر
ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز
حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان

ایک ٹھوکر مین ہی یہ قلعہ نہ در چوپٹ
ملک الموت سے کہتی ہی کہ بول آ کے رپٹ
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کیے دور ہو ہٹ
چال دلدل کی تو ہی رخش کی صورت جیوٹ
بلکہ زیبا ہی اگر کیجیے دولہن کا گھونگھٹ
سر پہ کلغی کہ کنہیا کا ہے یہ مور مکٹ
دم مین سو بار جو راکب اسے پھینکے سرپٹ
ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ
گشت کے وقت کرے یہ جو الٹ اور پلٹ
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون غٹ پٹ
آندھی آجاے سیہ جاے فلک گرد مین اٹ
دست صرصر سے کیا پردۂ ظلمات سمٹ
عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ
پانون رکھدے یہ اگر گاوزمین لے کروٹ
دونون دندان ہین کہ موتی کی ہین گچھ یا دوپٹ
چشم سوزن سے نکلجاے اگر جاے سمٹ
کہہ یہ خامہ سے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ
سجدہ گہ سارے زمانیکی رہے یہ چوکھٹ
در دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفس چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون کے تلے جائین بڑی لطف سے کٹ

قصیدۂ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان
بڑھکے رضوان سے ہر آن ورزون دماغ باغبان

ہر طرف گلہای زنگار رنگ گلشن مین کھلے
جیسے صبح عید یکجا ہون حسینان جہان

خم نہین شاخین درختون کی ہوا سی خاک پر
کر رہی ہین سجدۂ شکر خدا سے انس و جان

قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار
جی اوٹھے جو ہو گئے تھے مردہ دل وقت خزان

جھوم کر آیا ہی ابر کوہساری باغ مین
رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہو کر شادمان

لالہ کہتا ہی کہان موسی ہین آکر دیکھ لین
صاف جلوہ ہی چراغ طور کا مجھسے عیان

جھومنا مستون کی صورت ہی درختون کا بجا
نکہت گل مین بھی ہی کیف شراب ارغوان

لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست
نرگس شہلا نے رکھی میفروشی کی دکان

دار بست تاک مین خوشے نظر آنے لگے
جسطرح جھرمٹ ستارون کا فراز آسمان

سیم غنچہ کیون نہ بیحد ہو زر گل بیشمار
رکھتی ہی اکسیر کی بوٹی بہار بوستان

ہر روش پر بیٹھی ہے بزاز بنکر خرمی
جسطرف دیکھو کھلی ہے سبز مخمل کی دکان

فیض شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس
بر مین ہی مردم گیا کے جامۂ آب روان

نو عروسان چمن کو ہی جواہر کا جو شوق
بیچنے فیروزہ آیا ہے چمن مین آسمان

یون ہی جنبش مین ہوا سے ہر نہال سایہ دار
ہو خرامان جس طرح کوئی حسین انگشتان

ہی مبارک فال کوئی ہونیوالی ہر خوشی
ہر چراغ لالہ جوش رنگ سے ہی گلفشان

جان پھونکین پڑی زندہ ہوئی خاک چمن
ہی دم جان بخش عیسیٰ یا نسیم بوستان

قمریون کا قول ہی ہم ہین طیور باغ خلد
سرو کہتا ہی کہ مین ہون طوبی باغ جنان

صحن گلشن مین نزاکت نے جمایا ہی یہ رنگ
مرغ بو کا آشیان ہی شاخ گلبن پر کہان

ہر بلندی و درازی اسقدر ہر شاخ مین
ہے محیط مشرق و مغرب برنگ کہکشان

پاے گر سورج مکھی کے سایہ مین تھوڑی جگہ — بھول جاے مہر جنبش مثل قطب آسمان
چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہی — چادرِ مہتاب ہی فرشِ فضاے بوستان
سیر کو جو آئے اوسکا نافِ آہو ہو مشام — گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر فشان
دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے — خواب مین کرتا ہی سبزہ سیر گلزارِ جنان
ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغِ آبدار — نوک کی لیتے ہین کانٹے یا چبھوتے ہین سنان
جس طرف دیکھو زرِ گل باغ مین انبار ہی — شکل فوارہ اوگلتی ہی زمین گنجِ نہان
غنچہ و سوسن سے کیا ہو شکر احسانِ بہار — وہ زبانِ بیدہن ہی یہ دہانِ بیزبان
اسقدر جوشِ طراوت ہی عجب کیا ہی اگر — یاسمین پیدا کرین گڑکر زمین مین استخوان
قطرۂ خون کی عوض نکلین گلِ یاقوت و لعل — نشترِ فصّاد اگر کھولے رگِ سنگ گران
ہی عجب فیض ہوا یکان سے غنچے کھل گئے — تر ہے چوبِ خشک ناوک بار ورِ شاخِ کمان
مصر کا بازار گیئے باغ سے بازار کو — گل ہی یوسف گرد اسکے بلبلون کا کاروان
مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین — عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رائگان
جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب — اون مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر سو عیان
آئینہ خانہ ہی گلشن آئینہ ہے برگ برگ — جلوہ گر ہی ہر طرف رنگِ بہار بیخزان
گرچہ صحنِ باغ مین ہر سال آتی ہی بہار — اور آتا ہی نظر رنگِ زمین و آسمان
ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہوا مسند نشین — سرو گلزارِ ریاست صاحبِ بخت و جوان
نبعِ جود و سخاوت معدنِ لطف و کرم — ماہِ اوجِ چرخِ قدرت مہرِ اوجِ کن نکان
انتخابِ صنعِ حق عالی نسب والا حسب — روحِ جسمِ انس و جان فخرِ زمین و آسمان
نامِ نامی وہ کہ ہی سبکے نگینِ دل پہ نقش — نامور کلبِ علیخان بہادر نوجوان
اوسکے وصفِ پاک کا دل نے ارادہ جب کیا — بے تکلف آگیا مطلع یہ بالاے زبان

مطلعِ ثانی

ششش جہت مین ہی جو یہ خورشید یکتائی جہان
گرد پھر پھر کر فدا ہوتے ہین ساتون آسمان

حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب
حبذا وہ سر جو ہو صرف سجود آستان

ای خوشا وہ سرزمین جائین جدہر اوسکی قدم
ای خوشا کشور پھرے جسکی طرف اوسکی عنان

مرحبا اوسکو جو صبح و شام ہی اوسکا مطیع
آفرین اوسکو جو روز و شب ہی اوسکا مدح خوان

ہی وہی دل جسمین ہی اوسکی محبت کا مقام
ہی وہی سینہ ہی جسمین اوسکی الفت کا مکان

رستمی مین رشک رستم زور مین افراسیاب
ہمت عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان

طفل مکتب ہی ارسطو وہ جہان دی درس علم
روبرو اوسکے فلاطون عامی کج مج زبان

شان دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو
شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہی کہان

فی الحقیقۃ ختم ہے اوسپر رعایا پروری
واقعی ایسا شریفون کا کہان ہی قدردان

دستگیری کی ضعیفون کی قوی بازو ہوے
حق یہ ہی محنت نہین جاتی کسیکی رائگان

شہرۂ بخشش سے خلقت ہی در دولت پہ جمع
جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان

آئے اوسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر
ڈھونڈھتے تھے موسم طفلی سے جو بخت جوان

قلب روشن ہی وہ آئینہ کہ جسمین مثل عکس
صاف آتے ہین نظر اشکال اسرار نہان

شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ
سب ہین خالی در پہ اوسکے جمع ہی سارا جہان

دامن لطف و کرم جب تک تہا اوسکا دراز
تہا سفینہ آرزوے خلق کا بے بادبان

خاک کو اوسکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر
جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان

عہد نصفت عہد مین سرکش نظر آتے نہین
خوف کے مارے ہی آتش سنگ و آہن مین نہان

جسطرف چاہے اوسے پہیر اوسے ہی اختیار
ابلق ایام کی ہی دست قدرت مین عنان

زور بازوے توانا سے کبادہ ہو گئی
پہلوانون سے نہ کچھ کھنچتی تھی جو مطلق کمان

ہمت عالی سے ہین دلہاے عالم مطمئن
ہی عصاے پیر مرتہ طفل شمشیر جوان

ذکر خط کیا خط پیشانی کو پڑھ لین کم سواد
بہر کحل چشم لیجائین جو خاک آستان

گیا ہی شمع رخ روشن کی تجلی مین کلام — جب زمانہ بھی نہ شمع طور کا ہو ہمزبان
بزم عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہین — ہی نصیب غلو گلگشت بہار بخزان
ہو جسے جس چیز کی خواہش ملا من نعم ہین — ڈھونڈھے گر عاشق تو یان معشوق کا پاؤ وہان
حلم ہی عالی دماغی کا شبستان مین یہی — نکہت گل بن کے نکلے شمع محفل کا دھوان
ہی رواج شرع الیا عہد بضعفت مہد مین — پوست کھینچا جاے گی کھینچے اگر پیر مغان
دست و پا گم کردہ ہیبت سے فقط مطرب نہین — خشک یہ باجے ہین تن مین پوست ہی یا استخوان
تنکدے تھے جس جگہ اوسجا بنی ہین سجد ہین — جس جگہ ناقوس بجتے تھے وہین ہی اب اذان
قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اوٹھ گئی — خار ہین جزو تن ماہی بجاے استخوان
صرف گر اوسکے تصدق مین نہو ہنگام صبح — پھر گل خورشید مین ہی کون شاخ زعفران
دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین — ہی بہار اوسکی عنایت قہر ہی اوسکا خزان
اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح — کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہی یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دور جہان — تابع حکم معلےٰ ہین زمین و آسمان
آستان تیرا ہوا ای عالی مکان وہ آستان — بہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہی فرق فرقدان
کاتب قدرت نے تب تیرا خط ہستی لکھا — دے لیے انجم کے نقطے جب برائے امتحان
کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہین ایسی شبیہ — گو کہ تصویرین ہزارون ہین مرقع ہی جہان
آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن — یہ وہ گلشن ہی کہ خود جسکا خدا ہی باغبان
دیدۂ حق بین ملے ہین تجکو گوش حق شنو — دل ہی دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان
وصف رخ روشن بیانون سے بھی ہو سکتا نہین — شمع کیصورت فقط کہنے کو رکھتے ہین زبان
دونون رخسارونکی لکھین ہم جو کاغذ پر صفت — ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان
ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے — جھک گئی ہی تیغ پر خم تیر ہی شکل کمان

دونون آنکھین دیکھ لین جسنے سعادت کی صول
چاہتا ہی غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
کیا قدو رخسار سے تیرے مقابل ہو سکین
ساعد سیمین کو کوئی شمع سے دی کیا مثال
مہر و مہ کو ہی قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
حسن مین تجھسے سوا وہ ماہ کنعان کو کہین
تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
کیا ہوا اگر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
کسقدر دریا تری دریا دلی کا ہے وسیع
کون عالم مین جمالِ پاک پر عاشق نہین
حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہی رونق پذیر
رزق تو نے اسقدر سب اہل عالم کو دیا
تھی جو ہر بندق خونریزی کسی جا وہ نہین
ہوگئے منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
کوئی عالی منزلت تجھسا زمانے مین نہین
ہے عجب تیری مسیحائی کی مسجد جانفزا
خلق پر تو مہربان ہی خلق تیری خیر خواہ
جو ترا دشمن ہی کرتا ہی عداوت بخیرد
کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ دانے کیطرح
شامتِ اعمال سے جلتا ہے نارِ قہر مین
کون ہی تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ

مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران
نطق ہو سکتا نہین جب پھول اٹھاتی ہی زبان
گل گریزان مثل بو ہر سرو ہے سرو روان
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان
سر جھکاتے ہین زمین پر پانون پڑتا ہی جہان
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان
نال لب اوسکا ہی خجلت کے سبب فہرمان
وہ سبک پلہ ہی تیری حسن صورت کا گران
مثل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقد جان
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان
اوڑھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بہرنان
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کار فسان
تھا غنیمت جن غریبون کو زمستان مین دہوان
چرخ ہفتم ہے ترا ایوان زحل ہی پاسبان
صبح اوٹھ کر مرغ بسم اللہ دیتا ہی اذان
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہی درمیان
مثل شیطان ہی وہ مردود خدا الانس و جان
پیس ڈالیگی اوسے خود آسیائے آسمان
تیرہ بختی اوسکی ہی اوسکو جہنم کا دہوان
روح رستم مانگتی ہی آج تک جس سے امان

تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہے
جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعان جہان

چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم
ہے طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان

دشمنونکی سرگرانی ہے تری شمشیر یون
نخل سے جھڑتے ہین پتے جیسے ہنگام خزان

رعشہ ہے مریخ کے تن مین رخ خورشید زرد
رنگ دہشت سے بدلتا ہے وہ ترک آسمان

حشر برپا جنگ مین جسدم کرے آواز تیغ
صور اسرافیل اور آکر ملائی ہان مین ہان

کسطرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چک جائی
جب قدم اس تیغ کا مثل حکم ہو درمیان

تیر چھوٹا شست سے جب موت کا آیا پیام
ہے در ملک عدم گویا کہ کھنچنے مین کمان

جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے
ہر دم ہیجا زبان اژدر آتش فشان

تیزی اسپ سبکرو آئے کیونکر عقل مین
تنگ ہے ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان

ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو صرصر قدم
تازیانے سے نہین کم اسکو تحریک عنان

تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر
ڈگرے یہ ربع مسکون شش جہت ہفت آسمان

تا کجا طول سخن اب ہے مناسب اختصار
کس سے ہو سکتا ہے اوصاف معلی کا بیان

جب تلک روشن رہین افلاک پر خورشید و ماہ
جب تلک گردش کرے دی زمین و آسمان

جب تلک ہو سنگ سے پیدائش یاقوت و لعل
جب تلک شاخون سے غنچے گل ہون غنچون سے عیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن سے سرخرو
روے دشمن زرد یارب صورت باد خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل بر مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ ای اہل تماشا کہ ہے ہنگام نظر
بزم عشرت مین ہوی جمع حسین رشک قمر

صرف آرایش زینت ہین حسینان جہان
بدلے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور

بدھیان پہونچی ہین زیب فزاے بر و دوش
دست و پا مین ہے حنا سرمہ ہے منظور نظر

کرتیان ہین شکم صاف پر اونچی اونچی
بند انگیا کے کسے زلف رسا تا بہ کمر

اسقدر مست مئی حسن کہ سر سے سر دوش
شانہ ہوتا ہے طلب آئینہ آتا ہے حضور
شانہ و آئینہ ہین بسکہ مصاحب دونون
آئینہ شانے سے کہتا ہی کہ سر چڑھ نہ بہت
دیکھ مجکو اگر جگہ تو کہ ہے زانو پہ مری
مرتبہ جو ہی مرا تجکو وہ حاصل ہے کہان
کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعوی جو کرے
یمن ہی اہل جہان کو مرا نظارۂ رخ
صافی قلب سے پایا ہی یہ رتبہ مینے
اب زمان مجکو نہین ہی کسی نہان سے عزیز
نہین رکھتا ہون لگی حال بد و نیک مین کچھ
مجھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہی
بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے اب تک
مجلس خاص نبی مین تھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہے کہ ہر دل ہون عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کسی دم چھوٹا
اہل تنجیم کی آنکھون مین بھی ہی قدر مری
بولتا ہی مری تائید سے طوطی اسکا
خاکساری ہی ان اوصاف پہ مجھ مین ایسی
ایک تو ہی کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور

آ رہا ڈھل کے ڈوپٹہ نہین اتنی بھی خبر
شیشے مین گیسو و رخ کرتے ہین جوبن پہ نظر
ایک سے ایک نے باندھی ہی رقابت پہ کمر
منھ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر
حیرت حسن سے مہرے کیطرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہی مجھ مین جوہر
خانہ بر دوش ہون پر ولین امیرونکے ہی گھر
روبرو صاحب انصاف کے جھوٹا ہو گہر
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہی مجھے اللہ نے گھر
دشمن و دوست کے منھ پہ ہی کشادہ مرا در
صاف کہہ دیتا ہون آتا ہی جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خبر
نام روشن ہی ترا بخ سمجھا اسکندر
ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر
جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
ورنہ طوطی مین کہان ہی کوئی سرخاب کا پر
غازۂ چہرہ نہین اور بجز خاکستر
زحل آسا ترے طالع کا سیہ ہی اختر

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت
چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر

بال بیکا ہو حسینون کا تو توڑین تری دانت
دانت دینے لگین ایذا تو شکستہ بہتر

قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی
پیش جائے نہ تری ایک گرہ زیر و زبر

پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام
خشک ہو شاخ تو اوس سے نہین امید ثمر

بال یون منہ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہی
جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر

کرکری تیزی دندان سے ہوئی اور تری
جس مین دندانے پڑین تیغ ہو وہ بے جوہر

کشمکش نے تری کانٹون مین گھسیٹا ہی مجھے
پہلوؤن مین ہین ترے خار ادہر اور ادہر

سوز بانین ہین ترے منہ مین تو حاصل کیا ہی
گنگ کیطرح جسے خاموش ہے تو آٹھ پہر

اس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو
کہ چڑھے لالہ رخان سمن اندام کے سر

کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے
ایسی ذلت سے تو ہے خاک مین ملنا بہتر

صاف صاف آئینے نے بڑھکے کیا جب کلام
غیر کے عیب سب اظہار کئے اپنے ہنر

کھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہو کر
ہوے تن راست ہوے تیر کیصورت کبھی

ہمہ تن ہوکے زبان کہنے لگا یون سرِ راست
منہ بنا چاہیے عاقل کو تعلی سے حذر

رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سن مجھ سے
منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر

ہی حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے
کوچۂ زلف مین میری ہی جگہ آٹھ پہر

راتدن خندۂ شادی سی عیان میرے دانت
اپنی تقدیر کو روتا ہی تری آنکھ سے تر

میری ہی شکل سے مقبول دل عالم سے ہے
پنجۂ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر

کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر
اوسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر

ہے جو لبریز عسل شانۂ زنبور عسل
اس عذوبت کا سبب نام کا میرے ہی اثر

کی ہی تشدید نے پیدا جو شباہت میری
لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر

شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی
شانہ بین دیکھتے ہین فال تو پاتی ہین ظفر

صاحب ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
ہو نہ حاصل شرف پیروی پیغمبر

او سمیت یہ بھی لفظ ہی شانے کا ہی عزو شرف
جل شانہ ہی جو توصیف خدای اکبر

تو نمانے تو نمانے مجھے کیا پروا ہے
عیب بین جو ہی اوسے کب نظر آتا ہی ہنر

سوچ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھین کتنے
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر

سوجھتا خاک نہین کوردلی سے تجکو
سخت جان تیرہ درون اصل ہی تیری پتھر

روبرو اور ترا حال ہی غیبت مین کچھ اور
صاف عالم کا دورنگی کا ہی تجھ مین بھی اثر

چشمۂ آب تو ظاہر مین ہی باطن مین سراب
دھوکے پیاسون کو دیا کرتا ہی تو شام و سحر

خود نمائی کے سوا تجھ مین نہین کچھ بھی صفت
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہین کوئی ہنر

صاف ایسا ہی من لامس کہ شب کو ہی تو
شب تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہی نظر

نہ بجے پر نہ بجے شکل یہ جو ہو ذہن نشین
نہ مٹے یہ نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر

قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
تھے جوان دونون کی حامی اونھین پہونچی یہ خبر

آئینے کا تو رُخ صاف طرفدار ہوا
باندھ لی زلف نے شانے کی حمایت پہ کمر

لشکر روز تو زیر علم خسرو رُخ
فوج شب بادشہ گیسوے پرچین کی سپر

اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتو مہر
اک طرف شام ہوئی ایکطرف نور سحر

سپہ سنبل و گیسو طرف زلف سیاہ
لشکر لالہ و گل جانب روی انور

پیر گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
اب کوئی آن مین ہوتا ہی جہان زیر و زبر

بیچ مین پڑ کے کہا خوب نہین ہی یہ فساد
صلح اس جنگ سے ہر ایک طرح ہے بہتر

حق مین دونونکی یہ اولی ہی کہ پاس اونکی چلو
صاحب ملک جو بہر ہے مہر عدالت گستر

کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
تیغ جود و سخا زیب وہ علم و ہنر

نقش پا تاج شرف بہر سر چرخ بلند
خاک پا سرمۂ بینائی چشم اختر

ذکر کی بسپ معلی مین جو میرے دل نے
آگیا مطلع ثانی بھی زبان سے ادہر

مطلع

حکم اوسکا جو کرے بیشِ حفاظت کی سپر
عود آتش مین صلابت رہے پانی مین شکر

جس چمن مین نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چلے
شاخ ارّہ ہو درختون کے لیے برگ تبر

پرتو مہر سے اوسکے ہو زمین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اوسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہے درِ دولت کی زمین
عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہے کرسی زر

کاہ فربہ اثرِ لطف سے ہو صورتِ کوہ
قہر سے کوہ پرِ کاہ کی صورت لاغر

دستِ ہمت نے یہ تقسیم کیا مالِ جہان
لعل کہسار مین باقی ہے نہ دریا مین گہر

پانون جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست
سرو قد روزِ وغا ہے علمِ فتح و ظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منہ موڑے
دل جو سہراب کا رکھتا ہے تو رستم کا جگر

صاحبِ علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذاتِ معلّی مصدر

وہ کرے مہر تو فرمانِ قضا ہو جاری
دستخط اوسکے ہین طغرائے منشورِ ظفر

ذرہ صحرائے عنایت کا ہے ربعِ مسکون
قطرہ دریائے لطافت کا ہے چرخِ اخضر

صاحبِ تخت جو رکھتا ہے جدائی اوس سے
مثل طاؤس جدا سر سے ہے اوسکے افسر

ابھی کرنے لگین دیندار پرستش اوسکی
بت جو سنگِ درِ عالی سے تراشے آذر

بخششِ عام کی توصیف ہے دریا دریا
ہمتِ خاص کا آوازہ ہے کشور کشور

فیض کہتے ہین اسے جسنے مانگا پایا
گل دیے اوسنے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے
ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر

رایِ روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا
جرمِ خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہے مہر کے پہلو مین ہلال
تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیبِ کمر

دستِ ہمت مرے ممدوح کے ہین دو چشمے
اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر

واہ واہ جانبخش ہے کیا مجلسِ عالی کی ہوا
طرفِ صحنِ گلستان ہو اگر اوسکا گذر

گوش گل مین ابھی ہوجاے سماعت پیدا
وہی حق مین ہر جیسے اوس تیغ روشن کی خبر
بجھو اگر دے جو کوئی اوس قہر ہ نداں مثال
سایۂ قدمین ہے آرام سے سب خلق خدا
اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
شست سے تیر جو چھوٹے تو ہون نسرین شکار
اوسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائش خلق
ملک دانش مین ہو کیا جبل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایا سے ہوا بند ہر اک تیغ کا دم
ہو شرر مور د آفت جو جلائے مینہ
حال احرام یہ ہے راے منور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برق اجل
جنگ مین کرتی ہر یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
ہو جو اوپچی تو کرے شیر فلک کو چورنگ
اسطرح جنگ مین سرتن سے گراتی ہر یہ تیغ
دو ہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
تیز وہ صورت خورشید ہر توسن کہ جسے
دامن زین نہین اوڑتے ہین ہوا سے دم بھر
تیر تر ماہی دریا سے میان دریا
تب ترحی مین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگس شہلا کو ہو یارا ے نظر
وہی حافظ ہے جیسے مصحف رب ہر از بر
لعل آسا رُخ گوہر خوشی سے احمر
ہر علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابش برق کی جا ابر سے ہو بارش زر
سر رخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہے کہین رنگ عرض بے جوہر
قوت عقل سے کھینچی ہے سد اسکندر
تیر فرمان سے ہوئے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن جو بجھائے ہو معاتب صرصر
جیسے ذرات زمین عاشق مہر انور
عمر مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتل کفارہ کا جسمین ہر ازل سے جوہر
جس طرح چرخ پر انگشت پیمبر سے قمر
ہو جو نیچی تو کرے گاؤ زمین کا پیکر
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر
چار حملون مین مسخر ہوے ساتون کشور
باختر سے ہے طریق دو قدم تا خاور
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھولے شہپر
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش دیدہ راکب اوسے چلنے مین عنان
بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان خامہ
پانون اس راہ مین قاصر ہین سر عجز نگون
ہاتھ اوٹھا پھر دعا جلد کہ ہے وقت دعا
جب تلک لالہ و گل سے ہی گلستان کی بہار

تازیانہ دم رفتار اوسے تار نظر
عذر تقصیر ہے لازم دم اظہار ہنر
طرح مدح حقیقت مین نہین حد بشر
وا فرشتون سنے کیے دیر سے ابواب اثر
جب تلک چرخ پہ ہو جلوہ خورشید و قمر

نخل امید مین یارب گل مقصد کہو لین
مہر اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل بر تقریظ بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہد ماہ آسمان پہ جلوہ فروش
سواد شب مین نظر آئے اس طرح انجم
وہ چاندنی کہ ہوا قلزم ضیا موّاج
نہ شور مردم بازار تھا نہ بانگ درا
جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پر
گلوے ناطقہ مین مرسلہ سکوت کا طوق
نماز پڑھکے عشا کی جو مینے خواب کیا
بیگانہ ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھسے یہ بات
ہوئی ہے آج مرتب وہ بزم اہل کمال
حکیم و شاعر و نثارہ و عالم و فاضل
طلب ہے تیری بھی جلدی ہو دیکھ سن ہلکر
یہ مژدہ سنکے مین خوش خوش اوٹھا روانہ ہوا
ہوا جو داخل محفل عجب سمان دیکھا

عزیز ہالہ پھرا گرد کھول کر آغوش
اٹے ہون گرد مین جس طرح طفل بازی کوش
بسان رعشہ اندام رند ساغر نوش
کہین کہین جو رہا بھی تو پاسبانکا خروش
برنگ صورت دیبا پڑے ہوئے خاموش
عذار سامعہ پنہان بزیر پردہ گوش
تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثل سروش
شتاب اوٹھکے روانہ ہو کھول دیدہ ہوش
کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش
صفین درست ہین بیٹھے ہوے ہین دوش بدوش
زہے رسائی تقدیر چشم و طالع و گوش
قبا عمامہ عبا کرکے زینت سر و دوش
در مکان تھا کہ کھولے ہوے تھی حور آغوش

عجیب فرش عجب روشنی عجب شب ماہ — ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہے نور کا جوش
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین — ملک خصال فرشتہ جمال خرقہ پوش
خدا شناس خدا رس ادھر ادھر کچھ لوگ — زبان پہ ذکر خدا دل مین معرفت کا جوش
جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب وہ صاحب علم — وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا مین عجب سے زرد — کہ سمجھے سب کوئی وارد ہی زعفرانی پوش
سلام کر کے ہوا مین شریک صف لیکن — ہوے جو اس سراسیمہ صورت مدہوش
کمال مجکو پریشان و مضطرب پا کر — کہا یہ مجھسے مرے ہمنشین نے گوش بگوش
کہ ہی یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم — زمین ہے تاج سر آسمان تہ پا پوش
فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا — تمام اہل معارف ہین جسکے حلقہ بگوش
یہ راست چپ جو ہین بیٹھے ہوی ملک صورت — مرید خاص ہین اسکے شراب عرفان نوش
یہ روبرو جو ہے صف انہین سب ہین اہل کمال — بغور دیکھ ذرا ان مین کھول دیدہ ہوش
یہ ہین ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی — یہ ہین نظامی و جامی جو بیٹھے ہین مدہوش
یہ شیخ سعدی ہے جسنے کہ چشم روشن کو — کیا ہی نظم گلستان کی بیت مین حسن پوش
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت — غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
طلب ہوے ہین جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے — ز سخن کسی کامل کا ہوگا زیور گوش
مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص الخاص — وہ مست بادۂ عرفان یہ پیر بادہ فروش
مہینہ تاجور شہر مصطفی آباد — مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ — جو آنکھ اوسکی ہی حق بین تو گوش عذر نیوش
سحاب فیض غبار قدم ہی ہاتھ تو کیا — جو کوس فوج ظفر موج ہی وہ رعد خروش
صدا ہے ضربت شمشیر وہ کہ سنکے جسے — کھڑے ہون کان ہریرون کے صورت خرگوش
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ مین — طبق زمین کا ہے خوان آسمان سرپوش

چمن مین ہر گل تھا اوسکے فیض سے خندان
فلک پہ ماہ ہی ہالے سے اوسکے حلقہ بگوش

وہ نثر خدمت مرشد مین اوسنے بھیجی ہے
کہ نیش اہل حسد کو ہے مضمون کو نوش

نہین ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین
بنینگے کان جواہر دم سماعت گوش

سُنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین
لگائے تکیۂ دیوار مطمین خاموش

جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا
لیے ہوے کیے اجزا ورق ورق گلپوش

ملا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان
پڑھی وہ نثر مقفےٰ کہ سب کے اوڑ گئے ہوش

نکل کے طفل مضامین زبانِ قاری سے
در آئے دیدۂ حساد مین مع پاپوش

زبان کا قصد کہ جاے فلک پہ شور ثنا
پکارتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش

کہا کسینے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ
جو سر سے سر تو ٹرے جھومتے مین دوش سے دوش

اوچھالے دست زبان نے یہ اوسکی وصف مین پھول
زمین تو کیا قفس آسمان ہوا گل پوش

اوچھل پڑے گل مضمون تو پہ فردوسی
اوٹھا یہ لطف کہ جانی بھی گر پڑے مدہوش

کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر
بیان کے نور نے کی شمع انوری خاموش

بھرے ہوے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے
یہ رشک سے ہوی لاغر کہ گھٹ گیا تن و توش

وہ فربہی نہ رہی سُن کے وہ سخن سرسبز
دوا درم کی ہے جیسے گیاہ مرزنجوش

خفا پسند ظہوری خطا معز طغرا
وحید فرد غلط شوکت انکسار فروش

کہان جلال جلال و شان برخوردار
زبان گنگ تھی جویای گوش عذر نیوش

قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان
کہ ہے سخن کے قلمرو مین ایکدست فروش

جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین
ثنا و مدح مین گویا کیے لب خاموش

ہوا خوشی مین جو دریای مرحمت مَواج
منگائی کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش

جو پارچے کوئی پوچھے تو ایک سو اڑتیس
کہین قبول کرے اعداد جنکو صاحب ہوش

زیادہ اوسپہ کیا تحفۂ دعا سرِ دست
دیا وہ حامل خط کو کہ جاے مثل سروش

جو نثر کا ہر مصنف اوسے کرے تفویض
کہ دولت ابدی پاے وہ نیاز فروش
اوٹھا جو نامہ رمضان بزم ہوگئی برخاست
یہ واقعہ ہی امیر اپنے شوق کا سرجوش
خداے پاک رسول کریم کا صدقہ
صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش
جہان ہمیشہ رہے اوسکی ذات سے روشن
چراغ دولت علیا کبھی نہ ہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سر بکف دست و غاشیہ بردوش

قصیدہ مشتمل بر مضامین تعزیت

سپاہ اشک کی آنکھون سے کی ہے تیاری
کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری
ہجوم غم کا ہوا نیند ہوگئی پامال
وہ آنکھ مین طالع مین تھی جو بیداری
نگاہ دل مین ہر یون صورت جہان سیاہ
کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری
زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہے
کہ جانتا ہے سبب فخر کا دل آزاری
پڑین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے
کہے کہ نہر روان ہی جو اشک ہون جاری
عدم کو جاتے ہین سبقت سے قافلے کیا کیا
یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہے جاری
ہر اک سوار ہے پا در رکاب عالم مین
سمند عمر مین کتنی ہے تیز رفتاری
جو دن کو مرتے ہین ہر شام اونکے ماتم مین
پہن کے آتی ہی شب جامۂ عزاداری
اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ
نہین ہے قلعۂ آہن یہ چاردیواری
بجا ہی گرم کچہری جو ایسی موت کی ہے
کیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری
امید نال جہان سے عبث ہی الفت کی
یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگر خواری
اٹھا ہی آب دم تیغ مرگ کا طوفان
جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری
ادھر تو تیر ادھر تن پہ تیغ پڑتی ہے
کہان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری
ادھر مکان بنا اوس طرف مزار کھدا
ادھر لباس ادھر ہے کفن کی تیاری

سحر ہوئی ہی کھلا ہے سرا کا دروازہ
مسافرون سے کہو کوچ کی ہے تیاری
وہ خوشخرام ہوے خاک جنکے ماتم مین
زمین پہ سر کو پٹکتے ہین کبک کہساری
وہ برق وش ہوے آزار کھینچکر معدوم
کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابر آذاری
لحد مین اونپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا
کسیکی جنسے نہ ہوتی تھی نازبرداری
زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا
لحد نہین یہ ہے زنبیل سحر عیاری
کہان وہ تاج فریدونکی تھی جو آرایش
کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر
کہان وہ حضرت یوسف کی گرم بازاری
کہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین غافل
کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخ زنگاری
یہی حقیقت دنیا ہے تو ہے کیا دنیا
کسی سے کی نہ کریگی کبھی وفاداری
ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان
وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری
مسافرا مین روانہ ہین آنکھ بند کیے
عدم کی راہ مین دیکھو ہے کتنی ہمواری
اگرچہ پڑتے ہین دنیا مین حادثے ذرات
نشست گور ہے آخر اوٹھا کے بیماری
مگر ہواے خزان آجکل ہے ایسی گرم
کہ صحن باغ ہوا جائے عزاداری
فسردہ ہوگئے دونون گل ریاض جہان
بہار عمر کی اک دم مین مٹ گئی ساری
یہ ایکسال مین دو حادثے پڑے ایسے
کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری
جہان مین کون ہی جسکو ہوا نہ یہ ماتم
ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری
جگر یہ حضرت آقاے نامدار کا تھا
کہا یہ داغ اوٹھا کر جو مرضی باری
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ
کہ جنکے امن مین ہی خلقت خدا ساری
لکھون بطرز مخاطب بیان کوئی مطلع
سنے جو اوسکو تو نیسان کرے گہرباری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکساری
کہ تب سے کر نہین سکتا ہی تیغ دل بھاری

شاہی نام یہ علت کا دور مین تیرے
سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آزاری

ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل
نہو سکے کبھی لیلےٰ کی ناز برداری

رواج صدق کو مدت گذر گئی اتنی
کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے عیاری

کیا یہ دفع ضرر کو کہ تا بکوچۂ زخم
نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری

نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہی صحت کو
چھپی ہی دیدۂ نرگس مین جا کے بیماری

وہ رعب ہے جو یہ چھایا رہے قیامت تک
وہان صور سے نکلے صدا بد شواری

وہ عدل کہ کھینچے دار موے مژگان پر
کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری

بدون یمن بھی یہ اثر اب ہی حسن نکی کا
بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری

عدو نے لذت دنیا مین مفت کھوئی جان
مگس کو شہد ہوا باعث گرفتاری

بجز وقت نزع بھی پانی ترا عدو مانگے
زبان پہ اوسکے ہو پانی کی بوند چنگاری

ق

پہونچ کے دیدۂ دشمن مین درد کہتا ہے
بیان ہی مجکو سزاوار مردم آزاری

خوشی یہ اوسکو ہی ہولی کے کھیلنے مین فقط
نہو ہی رنگ تو ناسور چشم پچکاری

جو سرکشو نکی سزائین یہ ہین عجب کیا ہی
کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری

نہین یہ غار زمین سے جو کی ہی سرتابی
پڑے ہین زخم ترے تیغ قہر کے کاری

رہے شدید یو ہین مجرمون پہ گر تہدید
یقین ہی چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری

کسی دیار مین ہو سدرہ جو حکم ترا
جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری

دہن ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو
سخن جو رنگ کو پکڑے سمجھ کے بیگاری

حباب ڈالین ابھی پاے موج پر چھالے
سفر جو اوسکی ہو ساحل کو تیز رفتاری

یہ باغ دہر مین پژمردگی ہوئی پامال
خزان بہار تلک آئی تو سیکھے زنہاری

بجا ہے مدح جو عارض کی ہو نہی ہر بار
کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری

لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی
تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوا ہے فیض سے تیرے ہر گلستان گلخن
بنے وہ کرمک شب تاب اُڑے جو چنگاری

علو ہے مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت
صبا نے باغ مین رکھی دکان عطاری

لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعام خاص ہے خلق خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری

گہر فشان ہر خلائق پہ بسکہ دست کرم
برس رہا ہے عجب ابر رحمت باری

جو دام عشق مین تیری ہین ہوگئے دولتمند
یہ قید حضرت یوسف کی ہے گرفتاری

ہوا ہے بسکہ زمانہ ملازم سرکار
عدم مین خانہ نشین ہوگئی ہے بیکاری

نہین ہے باغ مین ہر شاخ پر شگوفۂ گل
نکل نکل کے ہوے ہین یہ جمع درباری

امیر مدحت ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہے بیماری

ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری

گلہ عبث ہے دعا کر کہ ہر یہ وقت دعا
اوٹھا کے ہاتھ بدرگاہ حضرت باری

رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین پیمبر کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا بلکہ جن مسخر ہون
مطیع حکم معلےٰ ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی نعمت دام اقبالہٗ

عالم باغ مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجرِ طور کو جس باغ کی کہیے کونپل

خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وانکا دیکھے
خواب ہو طالع خوابیدہ کا خواب مخمل

سامنے اوسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گلشن خلد بھی مجھکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اوسی باغ کا باغ عشرت
ایک غنچہ اوسی گلزار کا گلشا رہا ل

ساغر عشرت کونین وہین کے دو پھول
میوۂ مقصد دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشوِ گل و لالہ اگر عکس پڑے
سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کیسے شمال
دستِ مژگان سے سنبھالتین نگہ کو آنکھین
لالہ آتا تھا نظر یون پسِ دیوارِ چمن
خط گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر
طوبیٰ و سدرہ کی شاخین پئے تسلیم ہین خم
ہے یہ تاثیر نمو ہاتھ جو محرم کے کٹین
قوتِ نامیہ کا تھا یہ تعلی سے کلام
سبزہُ کاہکشان غنچہُ پروین کیا
اور شاخون کا تو کیا ذکر یہ ہے فیض نمو
خواب مین دیکھے اگر ترکِ فلک بانکی بہار
کچھ بھی دکھلائے اگر بادِ بہاری نیرنگ
نکڑے بدلی کے نہ تھے ہندوے سوسن کے لیے
نوجوانِ چمن دھوپ سے کیا کمھلاتے
ہر روش سبزے پہ وان عکس گل و لالہ نہ تھا
مور تھے رقص مین مصروف برنگِ لیلےٰ
سینے تانے ہوئے پھرتے تھے چمن مین طاؤس
لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پائے نسیم
چمنِ دل مین جو عارف کے چلی وانکی نسیم
سوے بتخانہ جو پہونچی ہوائے جانبخش
کیا عجب وانہ اسپند ہو جلکر پھر سبز

خون لعل آئے رگِ کوہ بدخشان سے نکل
کھون آئینہ تو آئینہ ہین اتنا نہین دل
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل
جس طرح شیش محل مین کوئی روشن مشعل
نقش ثانی ہے یہ فردوس ہے نقش اول
عرش تک فرش سے ہے بادِ بہاری کا عمل
صورتِ دستِ چنار آئین نو سر سے نکل
طارم پست ہے اس باغ مین چرخ اول
خوشہُ تاک رگِ تاک سے آیا ہے نکل
نکلے گر بات مین بھی شاخ تو پھوٹے کونپل
شب ہی کو گلشنِ انجم کو کرے مستاصل
گل ہون گلدان مین انگارے درون منقل
بھر کے آیا تھا وہان چھاگلو نمین گنگا جل
چتر کھولے ہوے پھرتے تھے ہوا پر بادل
سیج تھی پھولون کی بالائے بساطِ مخمل
جھومتے پھرتے تھے مستون کی طرحسے بادل
اس تمنا مین کہ لگجائے گلے سے بادل
غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل
گل صد برگ بنے غنچۂ اسرار ازل
کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزا و ہبل
کہ دھوان اوٹھتے ہی بنتا ہے ہوا پر بادل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
قوتِ نامیہ کے جوش سے آئینے مین
تخم تخم اوسکا شجر نکلے نیا پھل دیتا
پانی دیتا صفتِ دامنِ تر وقت فشار
گرد گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید
نقشِ پا تھا صفتِ جامِ لبالب مَے سے
گل نسرین پہ تھا یون عکسِ شعاعِ خورشید
غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہے گل سے ہے کھاتا
ایک دم بلبلِ سرمست جو ہوتی تھی خموش
دل سے کلفت کو مٹایا یہ صفائی گل نے
آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
آبدار ایسی تھین نہرین کہ مقابل ہو اگر
نکہتِ گل سے ہر اک موجِ جوابِ رگِ گل
شہد کی نہر روان مثلِ جنان ہوتی تھی
ہوگیا لوٹ مین سامان یہ آیا جو نظر
لے اوڑی ہوش مرے حیرتِ نظارۂ باغ
متحیر تھا کہ یارب ہے یہ کیسا گلزار
گوشِ گل مین ہی ہوے طرب انگیز بھری
قمریون کو نہین کوکو سے مجالِ گفتار
تھا اسی فکر سے دریاے تحیر مین غرق
ناگہان طرف چمن مین نظر آیا اک نور

نحلِ مومی کو بھی لے آتی تو لے آتا پھل
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئے نکل
ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پھل
تھا یہ تر سایۂ دیوارِ چمن کا کمبل
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل
رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا اُبل
جیسے سونے کو کرین ساغرِ الماس مین حل
عقدۂ گیسوے خوبان جو وہان ہوتا حل
جامِ منقار سے آتی تھی مےِ نغمہ ابل
زنگ آئینے کا جس طرح مٹا دے صیقل
سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل
آب مین چشمۂ خورشید کے آجاے خلل
پرتوِ گل سے حبابِ لبِ جو رنگ محل
پھول پر بیٹھ کے اوڑتی تھی جو زنبورِ عسل
پانون کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل
آگیا غش مجھے بیہوش گرا سر کے بھل
غنچہ سے تنگ دہن کس سے معما ہو یہ حل
کون سنتا ہی جو پوچھون مین کہ کیا ہے یہ محل
بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل
کہہ رہا تھا کہ زہے صنعتِ صناعِ ازل
آنکھ نے دل سے کہا دیکھ کے اوسکو کہ سنبھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب — کھل گیا دیکھتے ہی اوسکو مری دل کا کنول
دیکھتا کیا ہون کہ ہی بیچ مین اک حور لقا — کچھ حسین گرد ہین آگے ہی فروزان مشعل
گل کھلا فیض طراوت سے ہوا کے تازہ — پھول سوسن کا بنا اوٹھتی ہی دود مشعل
حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے حور — مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل
فرق سے تا بقدر پیکر انداز و ادا — غمزہ و ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل
گرمی حسن سے رخسار بھبوکا ایسا — شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جاے پگھل
چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان — چرخ پر مثل زمین جس سے پڑے اک ہل چل
ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تند خرام — ہی یقین جاے زمین پانونکے نیچے سے نکل
چھا گلون کے یہی دو حکم تھے وقت رفتار — زندے مرجائین پڑین مردہ صد سالہ اوچھل
جو کڑی آہوے شکین کو ختن مین بھولے — بال کھولے جو طلب مین وہ دکھائی چھل بل
قطرے کہتے تھے پسینے کے رخ گلگون پر — جوش کھا گرمی حسن آئی ہی چہرے پہ اوبل
لب نازک پہ جمائی تھی بلا کی مستی — اور آنکھونمین لگایا تھا غضب کا کاجل
ہاے رے ناز لچکتی تھی نزاکت سے کمر — کچھ جو کاندھے سے ڈوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل
پتلیون کا جو اون آنکھونکی تماشا دیکھا — دل نادان مرے پہلو مین گیا اور مچل
تیر پر تیر پڑے دلپہ نگاہین جو لڑین — نیمجان پانون پہ اوسکے مین گرا سرکے بل
اور کی عرض کہ اے عشوہ گر غمزہ فروش — رحم کر رحم بس آگے دل مضطر کو نہ چھل
رخ روشن کی طرح آئینہ تو مجکو کیا — اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدونکو بھی حل
کون سا باغ ہی یہ کون ہی تو مین ہون کہان — تجھ سے وحشت نہین یہ اور ہی حیرت کا محل
متبسم ہوا پہلے تو وہ سرمایۂ ناز — پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل
سر اوٹھا پانون سے یہ بے ادبی خوب نہین — اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل
ہوش مین یہ نہین ہی قسم نباتات سے باغ — ہے سراپا چمن صنعت خلاق ازل

انس کچھ آج نیا تجکو نہین ہے مجھسے
کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روز ازل

نہ پری ہون مین نہ انسان نہ غلمان نہ حور
پر لطافت مین نزاکت مین ہون اونسے افضل

باغ نقشہ ہی صفات حسنہ کا اوسکی
حسن فطرت مین جو یوسف سی کہین ہے اکمل

ہاتھ پھیلائے ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
اور کاسہ ہے کہ سونا ہی کیا اوسمین حل

ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کی صورت
سائل اوسکے در دولت پہ ہین ارباب دول

ہاتھ پھیلائے جو شاخین زر گل دیتے ہین
ہی یہ مطلب کہ دہش مین ہی وہ بیمثیل و بدل

اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل

رمز یہ ہی کہ پھلے پھولے ہین نخل امید
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل

قطعہ

نظر آتی ہے چہکتی ہوئی طوطی جو سبھے
ذوق مستی مین عنادل سے جو سنتا ہی غزل

یہ اشارہ ہی کہ ہر عضو بدن حضرت کا
ہی نواسنج سپاس کرم عز و جل

بار دار آتے ہین تجکو جو نظر یہ اشجار
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ سب نخل امل

جوش رحمت کا ہی اوس بحر کرم سے شمہ
اس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل

دیکھتا ہی جو روان نہر مین پانی شفاف
چشمۂ فیض یہ اوسکا ہے نہین گنگا جل

پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
طبع نازک ترے آقا کی ہون ای عید اقل

مین زلیخا ہون وہ ہی یوسف کنعان کمال
گرم ہے آٹھ پہر شاہد مضمون سے بغل

نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور ادھر
یہ قصیدہ وہ مخمس ہے یہ قطعہ وہ غزل

جسکو سب کہتے ہین وہ سوخت شرارت ہی مری
مثنوی بھی ہین جسکو ہی مری اک چہل بل

شجر سیب و انار چمن خلد برین
ہین مری لذت گفتار کے آگے حنظل

اک ادا مین دل عالم کو مین چھل جاتا ہون
آہوے چین و ختن مین یہ کہان ہی چھل بل

تربیت تیری ہی در پردہ ہے مجھے مد نظر
روز سنتا ہے مرے فیض سے تو تازہ غزل

سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو
ہوئی تقدیر رسا دن گئے کلفت کے نکل

تازہ تر ہونیکا باعث ہی یہ اس گلشن کے
شجر عیش کی پھوٹی ہے نئی اک کوپل

خلعت خاص پنہانے کو ترے آقا کے
آج کلکتے سے آئے ہین گورنر جنرل

ہوئی افزائش ملک اور بڑھے منصب بھی
جشن کا روز ہی غافل نہین حیرت کا محل

سر اوٹھا خواب تغافل سے ذرا ہوش مین آ
حل ہوے جتنے کہ عقدے تھے ترے لاینحل

تہنیت مین تجھے لازم ہے قصیدہ کہنا
آیا مین تیری مدد کے لیے قصہ فیصل

پڑھ کے دربار گہربار مین اشعار ملیح
صلۂ مدح سے ممدوح کے بھر جیب و بغل

الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا
کھل گئی آنکھ ہوئی جمع حواس مختل

مستعد ہو کے لکھا مطلع روشن ایسا
جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجائے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہی عمل
بچہ آہو کا ہی اور شیر نیستان کی بغل

ناخن کبک بنے سیخ کباب دل باز
صید گہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

قطعہ

عام ہے فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین
امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل

شب تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے
دیدۂ شیر کے ہی سامنے روشن مشعل

چارسو امن رعایا ہے تری شکر گذار
نام باقی نہین شکوے کا جہان تک ہی عمل

مل گئے زخم کے مانند شگاف در کوہ
نہ رہا چاک گریبان کو وہان بھی مدخل

پھینک اوٹھی وحشت مین ہر جادہ فتیلے کیطرح
پرتو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل

رخش گردون کی طرح گاؤزمین چل نکلے
منہ سے تیرے کہین اتنا جو نکلجائے کہ چل

موجۂ حکم کا پائے تری ایما گر سیل
اولٹے پانون سوے کہسار پھر سر کے بل

دیر ہے منہ سے نکلنے کی نہین تو سر قاف
گرد سے شہپر عنقا کے ہو تیار محل

تیر ہو چلہ نشین جا کے کمان کے گھر مین
دم پیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل

شکل منقار رہون دونون لب سوفار بہم
حرف لا منہ سے ترے جائے جو دو بار نکل

زلف لیلی سے ہے قیس کا دل خون ہو کر
گر ترے موکب اقبال و سعادت کا ہو قصد
جسطرح لالے کی آنکھونمین چمن ہے مشہد
جسطرح داغ ہے آغوش مین لالے کے یونہین
نیچ سے شق ہو سر خامۂ فولاد کی طرح
ہے یقین شاخ سر گاوزمین پر کھٹرے
جان غمگین ترے دشمن کے بدن سے نکلے
پھل نہ پائے ترا حاسد کبھی بھلا کے درخت
جیسے گر جاتی ہے دستار سرے کش سے
کشت دل مین جو مخالف کی ترے جا نکلے
رنگ اوڑ کر رخ دشمن سے پر ناوک ہو
چشم بد دور سر مردمک دیدۂ فتح
کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط
پانون مین خار کرے ناخن تدبیر کا کام
ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماک رامح
گر تری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے
گرد اوڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہے
زلف جوزا کو ہے جاروب کشی کی خدمت
فیض سے تیرے مہندس صفت مہر فلک
رگ گل بنتا ہے لب تک ترے آتا ہے جو شعر
برق وھر سے جو توسن کو ترے دون تمثیل

شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھائے بہ مثل
کہ مٹا دیجے کواکب سے نحوست کا خلل
یون ہی مریخ کی آنکھونمین فلک ہو مقتل
ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل
سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالا ے جبل
کہین دھوکے مین پڑے میان سے تیرے جو وگل
نالہ جیسے دل پر درد سے آتا ہے نکل
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل
کاسۂ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل
جوہر تیغ سے مور کو دانے کی بدل
گر اشارہ ہو ترا ناوک بے پر کو کہ چل
چشم دشمن مین جیسے دیکھے آ جائے سبل
وسعت خلق کا یہ دور مین تیرے ہے عمل
چاہیے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل
تجلو پائے جو طرف دار سماک اعزل
پر نکالے صفت مور ہر اک حرف ازل
زہرہ آنکھون مین لگاتی ہے سمجھ کر کاجل
ہے اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل
بوے گل سے کے معانی وہین آتے ہین نکل
جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین اسکے مخل

دور ہی عقل سے تشبیہ سکون و سرعت
سبقت اندیش ہی ہر عضو سے عضو آخر
وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے
لفظ کیا نقطے بھی دیوان سے یون اڑ جا گین
لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا
آئینہ نعل کا اوسکے ہو جو بنکر تیار
حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے اون سب مین ہی فرد
فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
ایک ہتھنی مگر اون سب مین جو سب سے ہی بلند
فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جاے دہل
اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہے ابھی
پابزنجیر ہے ہر چند مگر ہے آزاد
عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اوسکے بیان
ہی در قلعۂ گردون کی کلید اوسکی کچک
سکی طرفہ ہے رفتار مین باایہمہ شان
بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فکرت
پر کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید
شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اوسکا
قدر دان سخن و اہل سخن ہی ممدوح
اور یہ کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری

سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا یان مین خلل
پیچھے رہجانے کے باعث سے ہوا داغ کفل
کرکے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل
قطعہ
دلانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے ہکل
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل
قطعہ
اور آنکھ اوس سے مقابل ہو تو دیکھے چھل بل
اور ناکام ہی آخر کو گرے ہو کر شل
سخت سم نرم قدم آگندہ سرین پہن کفل
عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل
اوسکی تعریف کرون نام ہی اوسکا چنچل
دانت پاے کی جگہ اوسکے ہین خرطوم زحل
مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل
نالے کیطرح سلاسل سے وہ جاتی ہی نکل
متشکل ہوئی ہے قدرت خلاق ازل
فیلبان اوسپہ کہ سیمرغ ہی بالاے جبل
غیر ممکن کہ سر مور کہین جاے کچل
یعنے مانا کہ نہین پانون قلم کا ترے شل
کر زبان بند نہین ہے یہ تعلی کا محل
خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطا یا وزلل
ہاتھ اوٹھا بہر دعا پیش خداوند اجل
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سر خرو رنگ سعادت سے ہی جب تک زہرہ
حسن کو ناز رہے عشق کو جبتک کہ نیاز
جب تلک مہر سے پُر نور رہے سارا عالم
پرتو مہ سے کتان کا ہی جگر جب تک چاک
جب تلک شہد کے حصے مین رہے شیرینی
نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار
سرو کے گرد کرے فاختہ جب تک کوکو
مست جب تک ہین فلک ساقی دریا دل پر
جتنی امیدین ہین بر آئین مرے آقا کی

روسیہ داغ نحوست سے ہے جبتک کہ زحل
رہے معشوق کا جبتک دل عاشق مین عمل
جب تلک ماہ کی روشن ہی فلک پر مشعل
گرمی مہر سے تا موم کا دل جاے پگھل
تلخکامی رہے جب تک کہ نصیب حنظل
لے مزا بیٹھکے ہر پھول پہ زنبور عسل
گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل
شور طاؤس کرے دیکھ کے جبتک بادل
خلد کیطرح سے شاداب رہے باغ امل

ملک و اقبال کو یارب ہو ترقی گھڑیون
یہ کیٹھر تو ہے کیا ہند مین ہو جاے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوان نامہ نام ہے ربِ غفور کا
کچھ غم نہین جو پیش ہے دفتر قصور کا

دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا
کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا

پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہ دور کا
ہمت ہی شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی

حصہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا
محروم اوسکے خوانِ تجلی سے کون ہے

لطف و غضب مین فاصلہ تھا کتنی دور کا
کہتے ہی یا کریم ادھر سے اودھر گئے

چھوٹا نہ دستِ عجز سے دامن غرور کا
مین خاک بھی ہوا تو ہوا اوسکی خاک در

میرے سیاہ خانے مین عالم ہے نور کا
وہ صاف دل ہو مردمکِ چشم کی طرح

مینائے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا
نی اعتقاد صاف کی اسین رہے مدام

جھوکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا
زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغ زہد

در پیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا
دیکھین کہ کیا دکھائے قیامت مین شوق دید

حاضر مرے جنازے پہ ہون سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثلِ سلیمان طیور کا

کیا ڈر جو قصر عفو مقام بلند ہے
زینہ لگا کے پہونچونگا عذرِ قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو
ارشاد ہو علاج دلِ ناصبور کا

عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پر
یارب امیدوار ہون عفوِ قصور کا

دیکھا نہین ہے تجکو مگر شوق دید ہے
مشتاق غائبانہ ہون تیری حضور کا

مر کر ملے نجات لحد کے فشار سے
صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

پھیلا کے پانون چین سے سوؤن مزار مین
تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہین مجھے
جمگھٹ رہے مزار مین غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقیِ کوثر کا واسطہ
اک جام تشنگی مین شرابِ طہور کا

عریان اوٹھون تو دامنِ رحمت مین دے جگہ
ڈھکجائے اس طرح سے بدن تیرے عور کا

الفت امیر آلِ محمدؐ سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نام عاصی داخلِ فردِ شفاعت ہو گیا
خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہو گیا

مرغِ عصیان اوڑکے صیدِ بازِ رحمت ہو گیا
رنگ شاہین ترازوے عدالت ہو گیا

زرد رو تھا وقت پرسش پر رہا سرسبز مین
فرش استبرق مجھے صحنِ قیامت ہو گیا

گرمیِ خورشیدِ محشر سے ہوئی حاصل نجات
شامیانہ سر پہ میرے ابرِ رحمت ہو گیا

آلِ احمدؐ کی محبت کا چُبھا تھا دلمین خار
بڑھ کے محشر مین کلیدِ بابِ جنت ہو گیا

جم گیا تھا دل مین جو مشقِ معاصی سے غبار
سرمہ بہر دیدۂ عینِ عنایت ہو گیا

واہ ری رحمت جو رکھا پانون بالاے صراط
دستگیری امن نے کی خوف رخصت ہو گیا

جس علم کے نیچے پائی فیضِ احمد سے جگہ
میری بیجرمی پہ انگشتِ شہادت ہو گیا

دفعتاً صورت بدل کر بنگئی امید یاس
خارزارِ رنج فرشِ خوابِ راحت ہو گیا

راستہ تھا اول منزل جو ناہموار پیش
رفتہ رفتہ نردبان بام رفعت ہو گیا

قصر یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید
باغ جنت کا قبالہ داغ محنت ہو گیا

تشنگی مین کوثر و تسنیم کے مضمون پہ ہم
اس طرح پہونچے کہ رضوان غرق حیرت ہو گیا

صبح محشر جلد چھٹکارا ملا ہمکو امیر
مہر کیا چمکا کہ تابان نجم قسمت ہو گیا

نہین سودا فقط یوسف کو اوسکے دور دامان کا
گدا ادریس بھی ہی کوچۂ چاک گریبان کا

مزہ عاشق کے دل سے پوچھ حسن شعلہ رویان کا
تماشا دیکھ پروانو نگی آنکھون سے چراغان کا

یہ تیری تیغ نے روکا ہے ناکا شہر امکان کا
کہ چھایا ہی قضا کے ہاتھ پر خون شہیدان کا

دل پر داغ پر یہ حسرتون کا خون ہوتا ہی
لہو بنکر ٹپک جاتا ہی رنگ اپنے گلستان کا

زبان حال سے کہتا ہی خنجر میان سے کھنچکر
کہ گھر بیٹھے بہلتا ہے کوئی جی مرد میدان کا

مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلہ اولٹا مرے چاک گریبان کا

تکلف حسن کا ہر موے خط یار مین پایا
نظر آیا مجھے ہر مور مین جلوہ سلیمان کا

بہار تازۂ دل دیکھ اگر شوق تماشا ہے
بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہی اس گلستان کا

نہوگا بند جبتک نقد جان باقی ہی قالب مین
سخی کے گھر کا دروازہ ہی چاک اپنے گریبان کا

بہار کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھون
نہ بیل اچھی نہ بوٹا خوشنما ہی اس گلستان کا

لکھے یکدست یہ مضمون ترے دست حنائی کے
مخمس ہو مرے دیوان مین ہی پنجۂ مرجان کا

نہ گھبرا ای دل وحشی سواد شام فرقت سے
کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہی اوس زلف پریشان کا

خیال عیش کرینگے فلک نے گو پھنسایا ہے
تصور قید ہو سکتا نہین ہی اہل زندان کا

ہمارا بھی قفس لے ساتھ جاتا ہی جو گلشن کو
اکیلا سیر کرنا لطف کیا دیگا گلستان کا

معاف ای شوخ دھوکے مین اُڑائین دھجیان مینے
ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا

اُچھلتا ہی کلیجا ڈوبتا ہے دل خدا حافظ
سمندر پیر ناہے جھیلنا شبہاے ہجران کا

بجھے کیا طول محشر ہمسے غمنا کو تکی آنکھون مین
ازل سے تا ابد پہلا پہر ہے روز ہجران کا

دہان گور سے آواز یہ کانون مین آتی ہے
نہین ہی کام اس گھر مین کسی ناخواندہ مہمان کا

تڑپکر دم نکلجائے مگر کھلنا نہین ممکن
تری دلکی گرہ ٹانکا ہی میرے زخم پنہان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون تباہی ناوک قاتل
کہ دو دیا سو نہین ہی یہ ایک قطرہ آب پیکان کا

امیر آئینگے کیا کیا شمع رو راتون کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہوگا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر درکار ہے رنگین تمھین تکمہ گریبان کا
لگاؤ سل اسین قطرۂ خون شہیدان کا

اسیر عشق ہوکر زمزمہ سن طایر جان کا
چہکتا ہے قفس مین جا کے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مرکے ہاتھ آیا ہے ہمکو ملک امکان کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہر خموشان کا

تمھارے بانکپن کی شان کچھ اس مین نکلتی ہی
کھنچے تو دوڑ کر منہ چوم لون شمشیر برّان کا

دھوان اوٹھتا ہی داغ آتشین سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہی بدلی مین ہلال اپنے گریبان کا

خیال خط مین ای گل جا نکلتا ہون جو گلشن مین
لگاتا ہی ہزارون برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت
اوٹھائی اوسنے چلمن رہ گیا پردہ گریبان کا

جہان معشوق ہو عاشق دکھا جاتا ہی رنگ اپنا
شبیہ طوق قمری ہی دھوان سرو چراغان کا

یقین ہی بنتے بنتے ہو لبالب خون حسرت سے
اگر کاسہ بنائین کاسہ گر خون شہیدان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو
درخت بے ثمر ہی یہ اوسی اوجڑی گلستان کا

دل سرگشتہ میرا دیکھکر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہیکو ہی کوئی بگولا ہے بیابان کا

کہان سامان تھا وحشت مین کہ نامہ یار کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑ کر میںنے گریبان کا

زہے شوق شہادت امتحان گاہ محبت مین
قدم بڑھتے ہی ہاتھون بڑھگیا دل مرغ میدان کا

دم رقص اوس پری نے دی جو گردش اپنی دامن کو
مری آنکھون مین عالم پھر گیا چتر سلیمان کا

تفوق رکھتی ہے سرگشتگی نخوت فروشی پر
کہین دامن سے ہوتا ہی مقام اونچا گریبان کا

وہ دیوانے ہیں آنکھوں سے کہ تو بھی یا اگر کر دیں
تماشے شیر پر آنکھیں غزال اپنے بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتاب حشر کہتا ہے
وہ اک ابھرا ہوا چھالا ہے تیرے داغ ہجران کا

نئی ترتیب سے پھونکے جلانے کی ہے دیوانو
کسی صحرا میں عرس اک دن کرین چلکر سلیمان کا

ہوئی ہیں بسکہ آنکھیں پھوٹ اونکی بجائے ہی ہیں
نگاہیں کھیلتی ہیں گیند اوس گوئے گریبان کا

وہ زخمی ہیں تڑپ کیسی چھری کتا گر نرگ قاتل
دہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

بڑے نادان ہیں جو لوگ ڈرتے ہیں امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہے مجکو اک پردہ نشین کے دور دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا

نظر آتا ہے دلمین رنگ کیا کیا حسن خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون یک غنچے مین گلستان کا

چھپا ہی عیب عریانی سے رخت جسم انسان کا
مرا داغ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا

کسین ضبط فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لب خاموش سے پیدا ہے صدمہ درد پنہان کا

صدا یہ قلقل مینا سے میخانے مین آتی ہے
کہ بخت سبز اک طوطی ہے مستون کے گلستان کا

مگر اوڑتی ہوئی پریان اوڑانے کا ارادہ ہے
ہوا پر جال پھیلایا ہی کیون زلف پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہے گل صد برگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہار درد دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا

خیال طرہ بندھ جائے نہ کیونکر جوہر کی صورت
طلایہ پھیر رہا ہے آنکھ مین خواب پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسپر
دہان یار دروازہ ہے کیا شہر خموشان کا

تمھارا پنجۂ رنگین چڑھا جب سے نگاہون پر
جمایا رنگ اترا دل سے اپنے پنجہ مرجان کا

ترا ممنون ہون ای ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دست وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خط کوفے مین لکھو گور غریبان کا

تعجب کیا کماں شوق مین لپٹا جو مین اوس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسی کے جسم عریانی کا

اسے کہتے ہین پاس راہ الفت دیکھ اے قاتل
سیاہی منہ تری تار کمر سے زخم پنہان کا

زنخدان پر جو انگشت حنائی یار نے رکھی
تو مین سمجھا کہ ہے سیب ذقن پھل شاخ مرجان کا

مزاج آگیا تو دیوانون سے یون برہم رہتا تھا
اثر ہے ای پری یہ صحبت زلف پریشان کا

کہان جائینگے اڑ کر یہ پریزادے میری چالون سے
مجاور مین بنونگا جاکے درگاہ سلیمانؑ کا

نصیب دشمنان قاتل کو سکتہ ہوگیا شاید
کہ بسمل آئینہ دکھلا رہے ہین چشم حیران کا

ہوا ای زلف مین اک حور کے سودا یہ چمکا ہے
بیاض صبح جنت ہے سواد اپنے بیابان کا

امیر ایسا شگفتہ ہے ہجوم داغ سے پہلو
کہ ہر ناسور دل رخنہ ہے دیوار گلستان کا

دکھانا چاہیے کچھ بانکپن سوداے مژگان کا
بہت اب نوک کی لیتا ہے ہر کانٹا بیابان کا

نچھوڑا اتار برق دست وحشت نے گریبان کا
دیا ہر چند مینے واسطہ یوسفؑ کے دامان کا

جواب روضۂ رضوان ہے تختہ کوے جانان کا
قضا چھڑکاؤ کرتی پھرتی ہے خون شہیدان کا

ستمگر نے نہین کنٹھے مین اپنے گوکھرو ٹانکا
نکل آیا ہے جوہر صاف شمشیر گریبان کا

بناکر آئینہ پریون کو یون خودبین نکرنا تھا
سکندر کچھ تو تجکو پاس لازم تھا سلیمانؑ کا

زمین ہے ایک مشت خاک صحراے محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہے دل کے بیابان کا

تردد کیا ہے تمکو یہ تو دو ٹانکو نہین اچھا ہے
عدو کا زخم دل کیا چاک ہے میرے گریبان کا

دبستان جنون مین جو سبق تھا درس مین تیرے
وہ ای مجنون برآوردہ ورق ہے میرے دیوان کا

نہ بھولے آپ کو بھولے جو دنیا کو تو کیا بھولے
یہ منت ہو اگر پوری تو بھریئے طاق نسیان کا

کسی عارض کا آئینہ ہے اپنا دیدۂ حیران
دل صدچاک شانہ ہے کسی زلف پریشان کا

در آیا نکلے پتلی دیدۂ خورشید محشر مین
اگر اونچا اوڑا ذرہ کوئی اپنے بیابان کا

لب بام اوس پری نے بال کیا چہرے سے سرکاے
اوٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ مین کیون پھوٹ بہتے ہو تم ای چھالو
اسی سے چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیابان کا

گھٹا مین غم کی چھا جاتی ہین لپٹ تیرہ بختون کے
بلا ہے رخنہ کھلنا آپ کی زلف پریشان کا

ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے وہ گل کے ہاتھ اپنا
یہ باعث ہے کہ شل حق نے بنایا پنجہ مرجان کا

اوترتا ہی نہین غصہ کسی دم چشم و ابرو سے
یہ پریون پہ کیا تمغا ہے سرکار سلیمان کا

خیال زلف و رخ ہی رات دن آنکھون مین پھرتا ہی
اُجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا

مرے غم مین وہ ان آنسو ہین آنکھون سے حسینون کے
کہ ماتم ہو رہا ہی گھر مین پریون کے سلیمان کا

انا الحق بولتی ہین قمریان حق سرو کیسا
جسے کہتے ہین دار اک سرو ہے اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ اے امیر اسکا ہے دیباچہ
سواد خامۂ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا
ہونا جو تھا وہ اے بت عیار ہو چکا

ترغیب دی شراب کے پینے کی کیون او سے
حق تو یہ ہے مین پہلے گنہگار ہو چکا

اٹھکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ
فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا

بالین پہ میرے کس لیے آیا ہے ای طبیب
تجھ سے علاج درد دل زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا

زنجیر پا ہے ضعف سے ہر موج بوریا
شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا

افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی
جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا

اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے
امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا

جب آستان یار پہ حاضر ہوے ہین ہم
دربان سے یہ سنا ہے کہ دربار ہو چکا

باقی ہزار شوق خط شوق ناتمام
قاصد کمر کو باندھ کے تیار ہو چکا

کافی ہے زلف جال بچھاتا ہے کس لیے
صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا

دنیا مین کون غم ہے نہین جسکے بعد عیش
آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا

دل راہ چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے
یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا

میرا سوال سُنکے جو خاموش ہو رہے
اب لب پہ لائین کیا ارنی صورت کلیم

مین خوش ہوا کہ وصل کا اقرار ہو چکا
محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہی کسکو حوصلہ اخفاے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا
روز کا سنتے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا

دیکھین حورین کبھی تو بیہوش ہون رو رو کے
سیر کیسی ترے کشتے کا تماشا کیسا

بے پیوشوق سے خالق ہی رحیم اور کریم
میکشو خیر ہے اندیشۂ فردا کیسا

آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان
دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا

جاے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین
نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا

نبض دیکھی تو حرارت سے جلے دست مسیح
تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا

نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے
گوشہ گیری سے ہوا شہرۂ عنقا کیسا

آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی
اے جنون گھر مین یہ سامان ہر تو پھرا کیسا

کبھی دیوانۂ الفت نہ تمھارا سمجھا
لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیسا کیسا

تنگ نہین ہین کہ ہر مصرع موزون قد یار
پر گریز سے غائب ہے یہ سکتا کیسا

جوش وحشت ہین ادس دشت مین لایا کہ جہان
آہوے قیس نہین ناقۂ لیلے کیسا

کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف
دیکھین اس فن مین ہے تمکو یہ طولا کیسا

تیری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس
رہ گیا کمول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہے یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جائے گا جو وطن سے نکل گیا
بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا

ٹھہرین کبھی کجون مین نہ دم بھر بھی نہ است رو
آیا کمان مین تیر تو سن سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گھر مین آرزو — یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا
پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش — مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا
مرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گل — کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا
کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اوڑا دیا — کافور ہوکے مشک ختن سے نکل گیا
پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا — پانی ابل کے چاہ ذقن سے نکل گیا
سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے — انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا
کانٹون نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا — بلبل کو ذبح کرکے چمن سے نکل گیا
کیا شوق تھا جو یاد سگ یار سے کیا — ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا
ہی سبزہ رنگ خط بھی بنا اب تو بوسہ دے — بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا
منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پر — قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا
مد نظر رہی ہمین ایسی رضای دوست — کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا
طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ — روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا
صحرا مین جب ہوئی مجھے خوش چشمون کی تلاش — کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا
خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف — جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شہر پڑھکے بزم سے کیا اوٹھ گیا امیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

وعدہ یقین ہی حشر کے دن کس سے دید کا — حصہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا
اللہ رے انقلاب جہان پلید کا — خون حسین غازہ ہے روے یزید کا
قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان — کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا
کچھ لگ گئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما — لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا
کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین — آئے جسے جسے ہو ارادہ خرید کا

ہان ای کلید دار قضا کھول قفل بخت
کچھ اسمین گھس نہ جائیگا ناخن کلید کا

کشتون کا کھیت کاٹ کی کھتی ہی تیغ یار
جامہ مجھی پہ قطع ہے قطع و برید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہے مرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا

کیا جانے رہروون کا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا

اے ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
اوچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جبر و زبت پرست
ناقوس غل مچائے گا ہل من مزید کا

دل میرا اوسکے روے مخطط نے چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ جزید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہے بوے خون
آیا ہی لالہ بھیس بدل کر شہید کا

کیونکر کھینچون نہ مین طرف قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلی کی دید کا
ہے کوہ طور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور لطف ہی اب اوسکی دید کا
برسون ہو آفتاب رہا چاند عید کا

دو دو شب فراق کا نقاش مجھ سے لے
نقشہ جو کھینچنا ہو بعینہ یزید کا

مسجد سے سوے میکدہ ای شیخ یون نہ دیکھ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب ہے قاتل کے روز حشر
نالہ گلے مین پھنس کے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آئے تو دو بہار یہ دونون ہین رہن مے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبہ مرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اوٹھا ذرا نہ ذائقہ گفت و شنید کا

وہ یاد این ساقی کوثر مین مین پیون
شامی کباب جن سے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھ سے خنجر قاتل گلے ملا
دیکھا ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

عکس شبیہیں کھینچے رخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپتا ہے کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہان سے جواب خط
بھیجا ہے نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے مین کٹ گئی یون اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جاے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دل زخمی کا مجھسے حال
انشا تمثیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کسدن نہین ہین چار گدا چار میہمان
رزق اپنا اے امیر ہے توشہ فرید کا

مجکو محب سمجھ کے حسین شہید کا
کرتے ہیں تنگ قافیہ تک بھی یزید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
جاے شہاب خون ٹپکے گا شہید کا

ہوتے ہین تڑپنے سے آغوش مین حسین
پھولون سے مجکو ڈھب ہے عرق کی کشید کا

تراتے ہین جو لوگ پہنکر لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید کا

بت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ میرے بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پہ نہین خط ہے رسید کا

کرتا ہے مثل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہی مرید کا

ردن تو کیا نہین مرے اعضا کو خوف تیغ
بل ایک ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

ھولین گے لات مار کے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

یسا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

زک ہے دل مین وعظ کی مجلس مین جاؤن کیا
ورد ہے مجکو ذکر عذاب شدید کا

یر مغان نے مجکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہے اپنے مرید کا

طن مین غم ہے عشرت دنیا کے ظاہری
پہنے ہوے لباس محرم ہے عید کا

ندی کی ٹیٹان نہین پر میرے باغبان
کیون اپنا ہاتھ صاف ہی قطع و برید کا

قے سے ہون تو صاحب غیرت نہ رخ کرین
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

اوٹھا اوٹھ کے بیٹھنے سے ہوے کشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقات عید کا

ہر دل کو شوق اوس بت قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا
محتاج قفل میکدہ تھا اس کلید کا

یارب رہے وہ چاہ ذقن خط سے حفظ مین
گھیرے نہ اس فرات کو لشکر یزید کا

جی چاہے جس حسین کا وہ لے ہے جنس دل
سرمایۂ کریم ہے توشہ فرید کا

دنیا پرست کیا رہ عقبے کرینگے طے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا

وہ مست ہون کہ مینے شب قدر کی دعا
روزے تمام ہون کہین دن آے عید کا

کس گلبدن نے ہاتھ سر رہ لگا دیا
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

ہونے نہ پاے غیر بغلگیر یار سے
اللہ یون ہی روز گذر جاے عید کا

اپنی کہین کہ اوسکی سنین وقت نزع ہم
ور دا کہ وقت تنگ ہے گفت و شنید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا

بک بک کے روز کھاتے ہین واعظ مرا دماغ
سمجھے ہین شاید اسکو بھی توشہ فرید کا

لوٹے گی لذت لب شیرین مری زبان
قفل دہن پر اوسکے ہے دانت اس کلید کا

شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
اولٹی ہے بات پیر سے پیر و مرید کا

ضائع نجاے دل پہ جو کھایا ہی داغ غم
یارب چراغ ہو کسی قبر شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
ہان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے مکر صاحب بخل شدید کا
گاڑے تو زر مزار بناے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
ڈورا جو بارہ کا ہے وہ حبل الورید کا

اس کوچے کے گداے تہیدست ہین وہ ہم
رضوان سے ہے ارادہ جنان کی خرید کا

اُڑتی ہین دل کو خون اون آنکھونکی تپلیان
اون مغبچون کو ذوق ہے مے کی کشید کا

کیونکر نہ مثل قفل کھلیگا دہان یار
اک دن کرے گی کام کلید کا

تخفیف درد دل کا کرونگا جو مین سوال
نکلے گا جملہ جفر مین حل مین مزید کا

ہو اوس سے بوسۂ بہ شیرین کی کیا اُمید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خطِ عذار یار کا کیا وصف کیجئے
نوروز کا یہ زایچہ خطبہ ہے عید کا

باتین مری سنین تو یہ مُنھ پھیر کر کہا
تار اس کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا و کوہ کشتۂ الفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزارِ شہید کا

لیتی ہے بوسہ عارضِ محبوب کے وہ زلف
کافر کو بھی ادب ہے کلامِ مجید کا

حجام میرے دل کا دکھا دے جو آئینہ
اوس سے زیادہ دون اونھین انعام عید کا

کندن سا رنگ یار دکھائے جو رُخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا

کتنا ہے سخت قلب رقیبِ سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

مقتل سے کم نہین ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک سے ہے گلوے بریدہ شہید کا

خطِ عارض نے دلِ اہلِ رقم توڑ دیا
بیت ابرو نے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا متحمل تھا کہان شیشۂ دل
وہ کہی بات کہ دل تو نے صنم توڑ دیا

اہلِ محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے درِ باغِ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جوڑا ترا ہم دیکھ سکین
رشتۂ اُلفت کا تری سر کی قسم توڑ دیا

دل نے اک آہ مین نابود کیا انجم کو
سب جتھا کھینچ کے شمشیرِ دو دم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی دروازے پر
آسرا تو نے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحۂ دہر پہ صورت گرِ قدرت نے امیر
اوسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

ہمسرِ زلف قدِ حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف قد مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن میں گرا دل ٹھہرا
بہتے بہتے یہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا

کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہتِ گل سے پریشان ہوا اوسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کیطرف
دیر تک گوش بر آوازِ سلاسل ٹھہرا

حسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل
جسنے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال
یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا اے جوشِ جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دورِ جیب تک سے تڑپتا تھا مین کیسا کیسا
پاس آ کر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینتِ باغ نہ آرایشِ محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آتا ہے نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو اے صاحبِ محمل ٹھہرا

دم جو بیتاب تھا مدت سے مرے سینے مین
تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا

ہم بڑی دور سے آئے ہین تمھارا ہے یہ حال
گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا

ابتک آتی ہے صدا تربتِ لیلیٰ سے امیر
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا

سمجھے کفن نصیب جو بعدِ فنا ہوا
سرکارِ عشق سے ہمین خلعت عطا ہوا

دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
ترکِ خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا

بختِ سیہ نہ ضعف مین مجھسے جدا ہوا
قدِ خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا

مین مٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ مٹ گیا
سایے سے خوب حقِ رفاقت ادا ہوا

چھپتا رہے ہین خون مرا کر کے کیون حضور
اب اسپہ خاک ڈالیے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیان تو دیکھو مجھے قتل کرکے خود
اورون سے پوچھتے ہین یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوے عشق
تصویر مین بھی رنگ ہے رخ سے اوڑا ہوا

ہے دل کا سرد مہری معشوق سے یہ حال
جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہین عضو تن
کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جدا ہوا

یاد کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ
کاسے مین اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دل عشاق کھنچ گئے
گیسو کا حلقہ بھی دہن اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہون کہ نقش قدم مرا
پڑتا تو ہے زمین پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اوسکو کسنے دکھایا غضب کیا
جلاد خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ تب
قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلہ ہوا

خالی نہ تیغ دکھاے مجھے کیون نہ دور سے
ساقی کا دل ہے میری طرف سے بھرا ہوا

شاید خط اوس ہتیلی کے حلقے تھے جال کے
آتے ہی قید طائر رنگ حنا ہوا

ڈھونڈا نہ کب بہانہ مرے دل نے بہر رنج
ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ مہ مصر کیا کہون
مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہ ہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے
آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہے رشتۂ الفت کا توڑنا
یون قتل کر کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہے اے ترک کچھ خبر
آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آٹھون پہر ہے جلوۂ معشوق سامنے
ہے مدتون سے بیچ کا پردہ اوٹھا ہوا

انسان کی مرگ و زیست نہین ہے کسیکے ہاتھ
آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اوس گل گلزار حسن تک
دم مین پہونچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

حور آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی
سودا سا ہے امیر کو کیا جانے کیا ہوا

فراقِ یار نے بیچین مجکو رات بھر رکھا
کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ ادھر رکھا

شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا
لکھا اہلِ وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا

برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی
اسے زیرِ قدم رکھا اوسے پیشِ نظر رکھا

مٹائے دیدہ و دل دُونون میرے اشکِ خونین نے
عجب یہ طفلِ ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا

تمھارے سنگِ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا
عزیز ایسا کیا مر کر اوسے چھاتی پہ دھر رکھا

جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو
سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہی حضرت نے کر رکھا

نہ کی کسنے سفارش میری وقتِ قتل قاتل سے
کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا

غضب سے بر وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے
جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا

بڑا احسان ہی میرے سر پہ اوسکی لغزشِ پا کا
کہ اوسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا

زمین مین دانۂ گندم صدف مین ہم ہوے گوہر
ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو در رکھا

ترے ہر نقشِ پا کو رہگذر مین سجدہ گہ بیٹھے
جہان تو نے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگون مے لیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابرِ رحمت جامِ مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
تو بجلی طوف کر جاتی ہی پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانبازِ مقتل پر گمان ہے مجکو گلشن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولتا رن کا

ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے
کہ یہ غمزہ تو اے سفاک حق ہی میری گردن کا

نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا
کیا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا

بہار آئی ہی ای دستِ جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

کبھی تاکیگا کبھی مہتاب جھانکیگا
کھلا رہنا نہین اچھا ترے گھر کے روزن کا

بصیرت ہو تو انسان رمز سمجھے چشم و مژگانکی
لیے ہین پتلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو
ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

مین اک پردہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون
مری زخمونین لازم صورت ہی یوسف کی دامن کا

دھڑی مسی کی ہو نقشو نپر جمی ہے خیر ہو یارب
کرینگے سیر گلشن رنگ اوڑیگا آج سوسن کا

تہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجکو ہوش گردن کا

ملون کفار مین جا کر شکست کفر کی خاطر
بتون کو توڑتا ہے بھیس بدلون مین برہمن کا

تردد کیون ہی یارونکو کہان گاڑین کہان تو پین
جہان دو پانون رکھدین ہی ٹھکانا میرے مدفن کا

یگل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رودیتے
تمھین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جانبخش پر مسی نہین اوسنے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اوسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون رستہ روک کر اوس شوخ پرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آگا باندھتا ہون جاکے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اوس صراحی دار گردن کا
پڑا پھندا گلے مین گر گئی مے ڈھل گیا من کا

موے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہی بجلی بھی جو آتی ہی
ہنسی سمجھا ہی گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اوٹھا یون سختیان لاکھون کڑی بابت وہ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہاے تیغ بران نقد جان اہل جرات ہی
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کہ جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ بڑھکے تسمہ میری گردن کا

تصور سے سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہی یا کمرہ ہے کوئی کنج گلشن کا

مسی مالیدہ لب سے کی ہی کلی جس جگہ اوسنے
قیامت تک اوگیگا اوس زمین سے پھول سوسن کا

وہ محو درد الفت ہون کہ مجکو سیر گلشن مین
کھٹکنے مین ہی غنچون کے مزا بلبل کے شیون کا

اگر مفرما جو ہو ابر کرم میری زراعت پر
بنے برق تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین دور آخر ہے
کہ غل ہے میکشون مین خاتمہ ہی آج ساون کا

پھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجکو
کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کے جوبن کا

امیر آیا نظر جب چودھوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہی نقشہ اوسکے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسی کرتا
جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا

آبرو گردِ یتیمی مین جو پیدا کرتا
گوہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا

ہاتھ رکھے مین اوٹھا زخم گلو پر دم حشر
مجھے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا

تو وہ بت ہی تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ
کبھی فرعون خدائی کا نہ دعوی کرتا

جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور
گردشین لاکھ ترا بادیہ پیما کرتا

نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کیطرح
خاک اس گلشن ہستی کا تماشا کرتا

خط پشت لب جانبخش نہین جای عجب
خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا

اے اجل دن ترے آنیکا جو ہوتا معلوم
کچھ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا

غم اوٹھانے کو بہت سے تھے تری بندے یارب
کیا کمی تھی اگر اک مجکو نہ پیدا کرتا

وہ جو امید بر آری پہ امیر آجاتے
پہلے مین ترک تمنا کی تمنا کرتا

غبار اوسکے لب بام تک بلند ہوا
ہوائے تند کا جھونکا مجھے کمند ہوا

جہان کسی کا دکھا دل مین دردمند ہوا
جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا

کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل
در کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا

برنگ اشک ندامت گرا جو آنکھ سے مین
خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا

گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول
جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا

کیا وفور معاصی نے حوصلے کو یہ پست
کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا

یہ دل مرا ہے کہ جسمین خیال یار ہی نقش
کبھی سنا ہی کہ عکس آئینے مین بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھ کی دوری نے دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا

چھڑک کے آئی وہ زلفِ سیاہ پریشان
شبِ وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نہ پوچھ الفتِ خالِ سیاہ کا باعث
پسند اپنی ہے مجکو یہی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشقِ زار
جو گرمِ ناز ہوا مین نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھا کر
ہزار شکر کہ ہے یہ مرا پسند ہوا

برنگِ شمع جلایا یہ سوزِ الفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشمِ حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالینگے تہِ شمشیرِ بران حوصلہ دل کا
دہانِ زخم سے ہم چوم لینگے ہاتھ قاتل کا

تڑپنے مین دکھا جاتی ہے کچھ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہے چرکا برق نے بھی تیغِ قاتل کا

عجب کیا ہے اگر گردون تہیدستون سے کھنچ جاے
محلہ چھوڑ دے ممسک جو ہمسایہ ہو سایل کا

سفر مین یاد اوسکے مصحفِ عارض کی ایسی ہے
کہ ہر منزل پہ دھوکا ہے مجھے قرآن کی منزل کا

بھرا کشتون سے کیونکر دامنِ مقتل مین حیران ہون
نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا

یقین ہے دیکھتا عالم نہین ہے شکل حورونکی
درِ جنت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا

کیا تو آب و دانہ ترک راہِ عشق مین لیکن
بہت دشوار روزہ رکھ کے طے کرنا ہے منزل کا

قضا داد اوس ترک کو عشاق مین بد نظر ٹھہرا
نئی سوجھی گلا بسمل سے کٹواتا ہے بسمل کا

بھلا کر مانگ کی الفت کیا برباد آنکھون نے
ٹھگون نے مجکو مارا راستہ بھٹکا کی منزل کا

نہو جبتک کہ حکم اوسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل اک جلاد ہے سرکار قاتل کا

حسینون کا گھٹایا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہی اب خیمہ لیلے پہ محمل کا

اثر ہے ناتوانی کا یہانتک بعد مرنے کے
کہ رستم بنتے بنتے زال بنجاے مرے گل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

مدوای سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پانون قاتل کا

رہ الفت مین بے آبی ذقن کی دلکو آفت ہے
مسافر کی قضا ہی چاہ اگر خشک منزل کا

امیر ایسا کیا بیتاب شوق قتل نے میرے
کہ ہے اوس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرتہاے بسمل کا
نگاہ یاس پس کر دل بھر آتا ہی قاتل کا

نشان ای نامہ بر کیا پوچھتا ہی قصر قاتل کا
لگا ہے آئینہ ہر ایک در مین چشم بسمل کا

فرشتون پر عیان ہی سحر اوس زہرہ شمائل کا
خط چاہ ذقن ہی یا دھوان ہی چاہ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہی برہم میرے قاتل کا
چھری دیکر پکڑ رکھتا ہے بازو مرغ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اوڑایا ڈھنگ چاک آستین نے دست قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بھلاؤ بلا یا ہی جو غیرون کو
جدا دفتر سے رہنا چاہیئے افراد باطل کا

زبان پر تذکرہ اوس تیغ ابرو کا جو ہی ہر دم
صدا میری کہ نالہ ہے گلوے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختی راہ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرنا ہی طے دو لاکھ منزل کا

وہ گریان ہون رہی ہے آب خود لبریز پانی سے
بنائین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مرے گل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہی پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہی سامان دن کی منزل کا

الٰہی بعد مردن بھی رہے مشق ستم مجھ پر
لگائین تیر جب تو وہ بنائین وہ مری گل کا

کسی نے لفظ رخ بے نقطہ کب عالم مین دیکھا ہے
نہوتا کس طرح نقطہ رخ محبوب پر تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو اوٹھا لطف یارونکو
تمھاری سرد مہری نے جمایا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائی تو ہوتا ہی زوال آخر
سواے ایک شب کے کب ما نہ ماہ کامل تھا

وہ ہی خونریز عالم تو جو رکھدی ناز سے اونگلی
تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا

کڑی اتنی نکر سوا کر گئی کیا قیامت مین
کہین ای سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو نہ قاتل کا

الٰہی اشک بھر آتے تھے اونکی سرد آہون پر
تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اونسے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہے غبار گور مجنون نے
بگولا جو اوٹھا قبہ بنا لیلی کے محمل کا

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اوسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا
زد پہ تیر نگہ ناز کے آ رہنا تھا

سرخرو ئی تھی جو منظور تو مانند حنا
دل کو اوس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

ہوگیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا
باب توبہ کی طرح اوسکو کھلا رہنا تھا

شوق پابوس حسینان جو تجھے تھا ای دل
نقش پا بنکے سر راہ پڑا رہنا تھا

چشم نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا
اے حیا تجکو اونھین آنکھون مین کیا رہنا تھا

بھولنا تھا نہ بہار چمن ہستی پر
رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

آئے بتخانہ سے کعبے کو تو کیا بھر پایا
جا پڑے تھے تو وہین ہمکو پڑا رہنا تھا

ملکے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا
اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا

تھی اگر برق تجلی کو نمائش منظور
بنکے شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا

کیون گیا کوچۂ گیسو مین جو آفت مین پھنسا
میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

تیغ اوسکی جو رہے مجھسے کشیدہ تو رہے
دامن یار کو مجھسے نہ کھنچا رہنا تھا

شاید اوس ترک کے توسن ہی کو رحم آجاتا
نیم جانون کو سر راہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی اسی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنۂ محشر کو دوبالا ہوتا
قامت یار کے سایے مین پڑا رہنا تھا

شل ہوے شل عضو محتسب شہر کے پانون ｜ دست ساقی مین صراحی کا گلا رہنا تھا

ساز تھا مجھ سے جو آہ دل سوزان کو امیر
ابر غم بنکے مری گور پہ چھا رہنا تھا

کچھ نپوچھو دلربا مجھ سے جدا کیونکر ہوا ｜ دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا
آشکارا راز حسن کبریا کیونکر ہوا ｜ رہکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا
اے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے ناامید ｜ تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا
وجہ حیرت اہل دنیا مین ہو اپنا حال دل ｜ ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہوا
ہوش مین آبد حواس اتنا نو روتا ہی کیون ｜ نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا
اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہی پھر محتاج بھی ｜ تجھسے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا
نازاوٹھائے مینے پالا ہینے حضرت کون ہین ｜ دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا
پوچھ لے قاتل زبان تیغ سے سب سرگذشت ｜ کشتے کس منہ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا
جیتے جی برسون مین تڑپا تب نلی تمنے خبر ｜ مر گئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا
مین نہ مانونگا کہ دی عیار نے ترغیب قتل ｜ دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا
خط لکھا تھا مینے میرے ہاتھ کرنے تھے قلم ｜ نامہ بر میرا سزاوار سزا کیونکر ہوا
تو نشاد دیکھا نہین جاتا تجھے ہو نرم دل ｜ ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہوا
دل اگر ہے صاف کچھ مشکل نہین دیدار یار ｜ دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا
مین نہ مانونگا یہ آئینے کا ہی سارا قصور ｜ خود بخود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہوا
اوسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا ｜ خلق یہ کیون پوچھتی ہے ماجرا کیونکر ہوا
چاٹتی ہے کیون زبان تیغ قاتل بار بار ｜ بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا
داد محشر کو بھائی میری اوسکی چھیڑ چھاڑ ｜ چھیڑ کر پوچھا مکرر کیا ہوا کیونکر ہوا

الفت گیسو بلا تھی مر گیا پھنسکر امیر

ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلا کیونکر ہوا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل مین تیرے تیر کا
رہگیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
جلدیا صیاد بیچارا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو بتا دیتے ہین تیرے تیر کا
دام ہے نقش قدم بھاگے ہوے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھینچے مانی سے نقشہ دخل کیا
رنگ صفحے پر نہین جمتا مری تصویر کا

ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون دشت مین ہر ایک صبح
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب تھکا گردون تو مردون نے اوٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہون وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا

راتدن پہلو مین ہر کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا

دشت وحشت مین چبھے ہین خار ایسے ہر قدم
پانون شانہ بنگیا ہے گیسوے زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈھے نہ ہو کیونکر خراب
حال ہوتا ہے پریشان خاک دامنگیر کا

اہل دولت سے سواے صاحب جرات کی قدر
سیم و زر سے تیز ہے نرخ آہن و شمشیر کا

حشر مین پائیگا خوش چشمون کی ایذا کی سزا
پوست کھینچا جائیگا صیاد آہو گیر کا

پھونکتی ہے مجکو اوس گیسو کی افشان کی چمک
دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہ ہی ناوک فگن تیرا بہک جائے جو ہاتھ
آپ اوڑ کر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو مین پائی نقد دل دیکر جگہ
دے دیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اوسکو ہی امیر
سلسلہ پہونچا کہان جاکر مری زنجیر کا

ظالمون کو بھی ہوا ماتم تری نخچیر کا
روتی ہے منہ پر کمان رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تابان ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچان دھوان ہے خانۂ زنجیر کا

آئینہ سکتے مین آجاتا ہے مجکو دیکھ کر
منہ تکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مزہ ہے دل ہے ابرو سے دو نیم
وار مجھپر تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا نگاہون پر چڑھے
ایک حلقہ ہے مری اوتری ہوئی زنجیر کا

توڑ کر سینے کو کاٹا ہے تری مژگان نے دل
توڑ اسمین تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعت دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھ دم آخر نہ اوٹھا سخت جانے کا مزہ
پاس مجکو آ گیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہمن
کیا جنازہ آئے گا وان عاشق دلگیر کا

رنگ لایا جوش وحشت عشق چشم یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہے کیا کیا ہاے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اوگل پڑتا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اولٹا ہوگیا قط خامۂ تقدیر کا

گرم بازار تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقریر کا

مرگیا دیوانہ کا کل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسیکی ابروے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اٹکا آکے دم شمشیر کا

گرد باد آسا ازل سے ہوئین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے قاتل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثل سلاسل لپٹ گیا

ادس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جا کے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچون کی شکل ہوگئے فصل خزان مین پھول
مکتوب اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی تڑا گیا لب دریا جو پانون سے
زنجیر بنکے دامن ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برق آہ
رہزن سے ڈر کے رہرو منزل لپٹ گیا

لیلے تو محمل دل مجنون مین تھی کہین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروائے ننگ و عار نکر عشق مین امیر
پروانہ شمع سے سرِ محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہین کھلتا کہنا
روکے اوس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
مثل مکتوب نہ کہنے مین ہے کیا کیا کہنا
اور تھوڑی سی شبِ وصل بڑھا دے یارب
پھاڑ کھاتا ہو جو غیرون کو جھپٹ کر سگ یار
ہر بنِ مو کے مژہ مین ہین بیان سو طوفان
وصفِ رخ مین جو سنے شعر وہ ہنسکر بولے
لا سکوگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہین گے منہ سے
خاک مین ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
کیسے نادان ہین جو اچھے کو برا کہتے ہین
دمِ آخر تو بتو یادِ خدا کرنے دو
پڑھتے ہین دیکھ کے اوس بت کو فرشتے بھی درود
اے بتو تم جو ادا آکے کرو مسجد مین
ان حسینون کی جو تعریف کرو چڑھتے ہین
شوق کعبے لیے جاتا ہو ہوس جانب دیر
ساری محفل کو اشارون مین لٹا دو کے جان
گھٹتے گھٹتے مین رہا عشق کمر مین آدھا
ہین تو آنکھون سے بجا لاتا ہون ارشاد حضور

بات کہنا بھی تمھارا ہے معمّا کہنا
ہنس پڑے اسپہ تو پھر حرفِ تمنا کہنا
نہ مری طرزِ خموشی نہ کسیکا کہنا
صبح نزدیک ہین اونسے ہی کیا کیا کہنا
مین یہ کہتا ہون مرے شیر ترا کیا کہنا
عین غفلت ہی مری آنکھ کو دریا کہنا
شعر ہین نور کی ہے نور کا تیرا کہنا
ارنی منہ سے نہ اے حضرتِ موسی کہنا
اب اگر سچ بھی کہین تم ہمین جھوٹا کہنا
سچے موتی کو مناسب نہین جھوٹا کہنا
ہو برا بھی تو اوسے چاہیے اچھا کہنا
زندگی بھر تو کیا مینے تمھارا کہنا
مرحبا صلِ علےٰ کیا کہنا
لبِ محراب سے نام خدا کیا کہنا
سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انھین اچھا کہنا
میرے اللہ بجا لاؤن مین کس کا کہنا
سیکھ لو چشمِ سخنگو سے لطیفا کہنا
جامۂ تن کو مرے چاہیے نیما کہنا
آپ سنتے نہین کانون سے بھی میرا کہنا

چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول امیر
ہوز مین سست مگر چاہیے اچھا کہنا

قدوم قاصدِ جانان سے فخر خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگ آستانہ ہوا
حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا
بہانہ جو ہے خداے غفور کی رحمت
بہے جو نزع مین آنسو اوسے بہانہ ہوا
ریاض دہر مین پوچھو نہ میری بربادی
برنگ بو ادھر آیا اودھر روانہ ہوا
کمان حسن نہ تھی آشناے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ الفت کا مین نشانہ ہوا
خدا کی راہ مین دینا ہے گھر کا بھر لینا
ادھر دیا کہ اودھر داخل خزانہ ہوا
ہوا نہ غیر کا احسان پس فنا صد شکر
غبار اوڑ کے سر قبر شامیانہ ہوا
پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دردِ شانہ ہوا
نشان غیر کہان صید گاہ وحدت مین
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا
جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوی گل آئی
سمندِ ہوش رکا تھا کہ تازیانہ ہوا
گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہین
مزاج یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا
ہجوم رنج سے دینار داغ مٹتے ہین
جگر کا چاک نہ ٹھہرا درِ خزانہ ہوا
یہ بد حواس کیا شوق جبہہ سائی نے
کہ سنگ راہ بھی سنگ آستانہ ہوا
زمین اوٹھائی یہ نالون نے سر بوقت سجود
بلند بام سے وہ سنگ آستانہ ہوا

تپا امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
بیان سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ ادھر سے اودھر زمانہ ہوا
وہ بت وفا پہ نہ آیا مین بیوفا نہ ہوا
سر نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا
ہوا فروغ جو مجھکو غم زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر مین چراغ خانہ ہوا

امید جاکے نہین اوس گلی سے آنیکی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق وصل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
جواب قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ وہ دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا درِ جانان پہ ہم ہوے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہوگئی بجھی جو ہوس
شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو دُرِ یگانہ ہوا

حسد سے زہر تن آسمان مین پھیل گیا
جو اپنی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

چنے مہینون ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شب ہجر
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اوسکے میرے کب سے ہین
یہ حسن و عشق تو اب ہے اوسے زمانہ ہوا

اوٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس تزک سے دھیان آیا اوس رخ پرنور کا
آگے آگے سیکڑون اکا تھا شمع طور کا

ملگیا بوسہ جو اوسکے عارض پرنور کا
ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہال طور کا

رنگ داغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہوگا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتا ہے واعظ کو ضرور
پیچلون شربت بناکر نذر کو انگور کا

اُڑ گیا فردوس کو رضوان مین نازک طبع ہون
ناز اوٹھینگے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادیِ وحشت مین کہتا ہے یہ دل
المدد اے شوق منزل ہے ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
کچھ نہ دے شیرین بڑھا دی دل تو اس مزدور کا

ای حسین کیا مُنہ ہی پرپونکا جو تیرے مُنہ چڑہے لین — دیکھکر تجکو اوتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہِ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہی جزا — ہی بڑی سرکارِ حق رہتا نہین مزدور کا

ہون وہ میکش باغبان فوراً مجھے پرچہ لگا — ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دنیا جسکے سر پر ہے اوسے راحت کہان — چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دینی ہوائین اوسکو آہِ سرد کی — جوشِ خونِ گرم سے آیا ہی مُنہ ناسور کا

کب کی آچکتی قیامت یہ مرا احسان ہے — بند ہے دم میرے نالونکی بدولت صور کا

وادیِ ایمن مین تھی برقِ تجلی بیحجاب — حیرتِ موسیٰ تھی پر وہ جلوہ گاہِ طور کا

روزِ خلقت سے وہین ہی باہر آسکتی نہین — کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا

خیر جاری کا جو ہی اے حضرت واعظ خیال — وقف کر دو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا بنواتا امیر — ہاتھ آجاتا اگر دامن شبِ دیجور کا

کیا تڑپ کہتا ہی شعلہ عارضِ پُرنور کا — لوٹتا آنکھون مین پھر جاتا ہی برقِ طور کا

داغ سینہ جل اوٹھے مُنہ کھل گیا ناسور کا — دھیان بھی آیا جو دل مین مرہمِ کافور کا

ہی غضب کا شوخ وہ بُت ہو جو صحبت دو گھڑی — چٹکیان لے لے کے زانو لال کردے حور کا

بیٹھتا ہون وصف لکھنے اوسکے حسنِ صاف کے — شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روزِ حشر بھی — رو دیا مین دل بھر آیا سُنکے نالہ صور کا

میکش مفلس ہون پہلے مجکو دے ساقی شراب — دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مردِ بیمقدور کا

مے پئینگے آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور — جام ہیرے کا ہو خم ترشا ہوا بلور کا

عمر گذری ہی کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین — گھر مرا کیا قید خانہ ہے شبِ دیجور کا

عاشقِ مژگان ہون مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش — لطف اوٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم زمانے سے حسن کے واقف نہین کچھ زاہدو — نام ہی سنتے ہو مُنہ دیکھا ہی کس دن حور کا

جب بلندی پر پڑے دیکھے کہین ٹھوکی بھول ۔ ڈھیر مجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا

ای خضر رندون کو کچھ مشکل نہین عمر دراز ۔ آب حیوان گر نہین شیرہ تو ہی انگور کا

جلوۂ حسن الٰہی اور ٹھہرا سے کلیم ۔ آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا

گور بھی بے گورکن تعمیر ہو سکتی نہین ۔ کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا

آدمی کا منہ ہی جو دعوی خدائی کا کرے ۔ بولتے ہین آپ حضرت نام ہی منصور کا

ہم وہ میکش ہین کہا پیر مغان نی بعد مرگ ۔ ہو مزار انگور کے سایہ مین اس مغفور کا

تو نہوا سے یار تو جنت جہنم ہے مجھے ۔ تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منہ حور کا

عبرت اہل دول منظور ہے مجکو امیر

بھیک بھی مانگون تو کاسہ ہون سر فغفور کا

جیسے باندھا ہی قصور اوس رخ پر نور کا ۔ سارے گھر مین نور پھیلا ہے چراغ طور کا

بخت واژون سے جلے کیون دل نہ مجھ مہجور کا ۔ مرہم کافور سے منہ آگیا ناسور کا

اس قدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا ۔ بت بھی بنوایا کبھی مین نے تو سنگ طور کا

تجکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک سے ۔ ہم بغل تجسے ہوے پہلو دبایا حور کا

گور کافر کس لیے ہے تیرہ و تار اس قدر ۔ پڑ گیا سایہ مگر تیری شب دیجور کا

حسن یوسف اور تیرے حسن مین اتنا ہی فرق ۔ چوٹ یہ نزدیک کی ہی وار تھا وہ دور کا

قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی ۔ گھر کسی کا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا

چہرۂ جانان سے شرما کر چھپا یا خلد مین ۔ خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے ۔ دیکھ لو گل کاٹتا ہے کون شمع طور کا

زلف در روے یار سے نیرنگ قدرت ہی عیان ۔ پھرتے پنجے مین ہے دامن شب دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ ۔ خاک ہو کر سرمہ بنجاتا ہے پتھر طور کا

غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شور حشر ۔ سونے والون کو جگا سکتا نہین غل دور کا

پوچھ لینا سب وطن کا حال اُسے اہل عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہون اُوٹھا دور کا

عجز کرتے ہین عدو سے جان سے بھی خاصان حق
جھک گیا سر آکے پاے دار پر منصور کا

موت کیا آئی تپ فرقت سے صحت ہو گئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

موذیون کو حادثون سے ڈر کہ کیا خوف ہے
بارش باران سے گھر گرتا نہین زنبور کا

چشم ساغر بے سبب ہر دم لہو روتی نہین
مغبچون سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہین میخانۂ عالم سے ہم سوے عدم
کہدو از خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا

کی نظر جسپر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہے اثر گرد نگاہ یار مین سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمک شب تاب مین عالم ہے شمع طور کا

مر گئے یاران عدم کے پاس پہونچونگا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہے دور کا

یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور سنکے کہا دل نے قبر مین
کسکی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہین آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجاے قصر
زر دارو نسے کہو کہ کرین صرف زر بجا

ہین ہم تو شادمان کہ ہے خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

تجکو نہین جو اُنس محبت کہان سے سمجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

نفرت ہے یہ خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہ تعزیہ کے بھی باجا اگر بجا

جاے قیام منزل ہستی نہ تھی امیر
اوترے تھے ہم سرا مین کہ کوس سفر بجا

ہوا یہ جوشش شب ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گھر کا

لکھوں میں حال جو اپنے خطِ مقدر کا
ورق سیاہ کروں آفتابِ محشر کا

یہ کس کی یاد میں رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریاں ہی حوضِ کوثر کا

حصار امن ہے ہمسے سیاہ کاروں کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوئے معنبر کا

عیاں ہے رجعتِ خورشید اور شق قمر
یہ معجزہ ہے علی کا تو وہ پیمبر کا

جو صاف دل ہیں انھیں چرخ سے ہے اماں
پسانہ دانہ کبھی آسیا میں گوہر کا

صفائے دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے میں ہو فرش سنگ مرمر کا

ہوا یہ کس قدِ موزوں کا باغ میں جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہے مصرعِ صنوبر کا

عبث ہی ناز تمول پر ان امیروں کو
اوٹھا کے لائے ہیں کوڑا فقیر کے گھر کا

شتاب کوچۂ جاناں کو ہو رواں قاصد
زیادہ دیر نہ کر واسطہ پیمبر کا

زباں پہ نالہ ہے جبتک ہیں اشک بھی جاری
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانوں لشکر کا

جو کام آئے پس مرگ بھی سکیا ہنر
چراغ آئینہ ہو مرقدِ سکندر کا

حصول کیا جو ملا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشاں ہی کیمیا گر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہے کیا مجھے دشمن
مقام خوف نہیں شیر ہو جو پتھر کا

جمال جنکے سراپا تھے نور کی صورت
نہ پانوں کی خبر انکو نہ ہوش ہی سر کا

عزیز کرکے فلک کر رہا ہے مجکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا

کہاں یہ سختی عالم کہاں دل نازک
غضب ہے شیشہ اوٹھائے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسماں سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا
سایے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
جس گل پہ ہنسے رنگ جمایا چمن ہوا

انگور کی طرح نیست تبدر تبہ تن ہوا
تن پیرہن تو پیرہن اپنا کفن ہوا

یہ موشگافیون سے ہوا شاعرونکی تنگ
علم خدا مین جا کے یہان وہ دہن ہوا

آوارہ مین ہوا جو جگہ دل مین تمنے کی
تم آئے اپنے گھر مین غریب الوطن ہوا

دنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے غایب وطن ہوا

احوال گور وحشر نہین مجپہ کھل گیا
خلوت سے جب وہان طرف انجمن ہوا

دکھلا دے اے بت آج تو بہر خدا وہ شان
شیخ حرم پکارے کہ مین برہمن ہوا

رخصت کیوقت رو دیا اوس منہ پہ رکھکے منہ
دریا چھلک چھلک کے وہ چاہ ذقن ہوا

غیرون کو ساتھ لیکے جو آے وہ گور پر
اک حسرتون کی پوٹ ہمارا کفن ہوا

صد شکر قوت اتنی تو مجکو فلک نے دی
ہاتھون سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا

خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکل آئینہ
مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا مین غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا

پہلی نگاہ یاس مین تو کانپنے لگا
اے ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا

صیاد ہم کہان ع وہ تماشاے گل کہان
روئی لہو نگاہ جو ذکر چمن ہوا

افشاے راز تا بہ نوز ہاد پر کہین
رندون مین دخت رز کا لقب جان من ہوا

نعم البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہو گیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

وہ مست ہون نصیب مجھے تب کفن ہوا
جب رہن می فروش کے گھر پیرہن ہوا

چھیڑا جو مینے یار کو گرم سخن ہوا
پیدا مری زبان سے اوسکا دہن ہوا

کافر بدل کے بھیس سوار اہزن ہوا
پتھر بنا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

شکل وطن نہ صورت اہل وطن ہے یاد
مدت ہوئی کہ وادی غربت وطن ہوا

مجھ مست کی ہے ہاتھ ترے یارب آبرو
تجکو کریم جان کے توبہ شکن ہوا

لالچ تھا واسطے ہی سے ذوق سخن سلے
اس سے مین ہم سخن سے ترے ہم سخن ہوا

سو عکس آئینے مین پڑے اور مٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مٹی نے جام نکلے اوڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیر باغ وصل کہان اور ہم کہان
گولر کا پھول یار کا سیب ذقن ہوا

رکھنا تھا پاک پرسش روزِ حساب سے
اسواسطے عطا نہ بتون کو دہن ہوا

چھانی ہے پھاڑ پھاڑ کے اوسمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا
نظارۂ جمال سے بُت برہمن ہوا

تارِ نگاہ و تارِ نفس سب ہوئے تمام
تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا

روئین لپٹ کے خوب مرے دل کی حسرتین
غربت مین میہمان جو خیال وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصلِ خزان تلک
تو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا

اہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہدِ معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے مین مست بہار چمن ہوا
جو گل نیا تھا جام شراب کہن ہوا

باہم جو ذکر زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر مجھے شوقِ چمن ہوا
برگِ شگوفہ پنبۂ داغِ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

کیا دون جواب شکوۂ دل کا تمھین کہو
تمسے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہے کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب وار کھل گئین آنکھین مزار مین
یوسف کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطرِ غربت تڑپ گیا
منہ وقت واپسین بھی جو سوئے وطن ہوا

جورِ سپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغ دل
ہنیز رد جانتے ہین شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی
حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا

احباب اپنے گھر و نین ہین محوِ عیش
کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا

صیاد قید مین مجھے کیا خواہشِ چمن
جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا

لیلی کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز
سینے مین لوٹ کر دلِ مجنون ہرن ہوا

لکنت نہین فراق ترانا گوار ہے
لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا

مسی ملی جو اوسنے ہوا بدگمان مین
بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی امیرؔ یہ ذکرِ خفی کی مشق
دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مر کر علو قدر سے عریان بدن ہوا
حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

دل عشق مین یہ جاذبِ رنج و محن ہوا
مانند داغ درد بھی جسم و بدن ہوا

کسکا رخ صبیح یہ پرتو فگن ہوا
آئینہ دار مالک ہنر لبن ہوا

دشتِ شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا
بن گیا فرشتہ بھیس بدلکر ہرن ہوا

چارہ غمِ فراق کا کیا ہے سوائے صبر
ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر
ہر داغ تازہ مرہم داغِ کہن ہوا

اللہ ری صفائی طبیعت کہ بعد مرگ
گردِ نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم
پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا

یاد تجلیِ رخِ روشن جو دل مین تھی
فانوس شمع طور ہمارا کفن ہوا

ایسا ہوا ہے اب تو زمانے کا خون سفید
آیا جو لعل ہاتھ مین در عدن ہوا

افشائے راز دجہ جنون ہی برنگ گل
پوچھو نہ سے چاک مرا پیرہن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا

نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے
منہ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

قسمت کے پیچ دیکھے ان آنکھون نے اسقدر
تار نگاہ زلف شکن در شکن ہوا

ٹپکین جو گریۂ غم رقت سے گر گئین
مشہور طفل اشک مرا صف شکن ہوا

گالی تو دی سوال پر اوسنے ہزار شکر
دست سوال جادۂ راہ سخن ہوا

باغ جہان مین طائر مضمون تھے اے امیر
جس دام مین پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

بے یار ابر مین دل انگار ہو گیا
بجلی کا کوندھنا مجھے تلوار ہو گیا

قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہو گیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہو گیا

اوٹھا وہ میری روح سے بیزار ہو گیا
مین نام حور لیکے گنہگار ہو گیا

ورد زبان جو وصف رخ یار ہو گیا
گل بلبلون کا غنچۂ منقار ہو گیا

خواہش جو روشنی کی ہوئی مجھکو ہجر مین
جگنو چمک کے شمع شب تار ہو گیا

کیا وادی جنون مین ملا مجھکو بخت پست
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہو گیا

کفر آشنا کہان جز کوئی مجھ سا دوسرا
سبحہ کا تار ہاتھ مین زنار ہو گیا

بادام چشم و سیب زنخدان کے وصف سے
خامہ ہمارا شاخ ثمردار ہو گیا

کلیون مین اب تو پھرنے لگا ہے وہ ماہرو
ثابت جو تھا وہ کوکب سیار ہو گیا

گلگشت باغ کی جو جنون مین ہوس ہوا
چاک جگر سے وا در گلزار ہو گیا

احسان کسی کا اس تن لاغر سے کیا اوٹھے
سو من کا بوجھ سایۂ دیوار ہو گیا

دریائے نیستی مین نہ ڈوبا مین بعد مرگ
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہو گیا

بے حیلہ اوس مسیح تلک تھا گذر محال
قاصد سمجھ کے راہ مین بیمار ہو گیا

اوترا نہ یہ گذر گئی فصل بہار بھی
طوق گران گلے کا مرے ہار ہو گیا

لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ کی
عالم تمام وادیٔ پرخار ہو گیا

جس راہرو نے راہ مین دیکھا ترا جمال
آئینہ وار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر مین ترک الفت مژگان کرون امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمین پہ آتے ہی تغییر ہو گیا
یہ طفل بے جوان ہوے پیر ہو گیا

پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئینہ
دیکھا جو اوس نگار نے تصویر ہو گیا

برباد قصر تن جو ہوا تنگیٔ لحد
وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا

ہم وحشیونکی پانون سے اوڑ کر جمی خاک
تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا

افشان کے ہجر مین جو چمک یاد آ گئی
جگنو شرار نالۂ شبگیر ہو گیا

دل پھنس گیا جو اوسکے خط سبز تک گیا
یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا

گردش رہی ہزار زبان سے نہ اف کرون
مین لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا

وہ طالب فنا ہون بنا جب کوئی محل
سمجھا یہ مین کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان
ہم پیر کیا ہوے کہ جوان پیر ہو گیا

آئینہ جمال سے سکتہ ہوا مجھے
تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا

زاہد ہوا بہشت مین محبوس دائمی
تو بے گناہ مورد تعزیر ہو گیا

اوس حور کی گلی مین ہوا آنسوؤنکا ڈھیر
موتی محل بہشت مین تعمیر ہو گیا

ہمکو پھنسا کے زلف بڑھی عنبر کی طرف
عنقا کا دام دام مگس گیر ہو گیا

جب مین جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر
اب شاعری جوان ہے تو مین پیر ہو گیا

بخت سیہ مرا جو ازل مین بنا امیر
صرف مداد خامۂ تقدیر ہو گیا

دل مرا کشتہ ہے یارب کس شہادت گاہ کا
ہر شگاف زخم دروازہ ہے بیت اللہ کا

حال دشمن ہی ہمارے صدمۂ جانکاہ کا — شمع کے مانند دل تپلا ہی اشک و آہ کا

پائے استغنا سے تم ٹھوکر لگاؤ گے ہزار — سر نہ سجدے سے اوٹھیگا بندۂ درگاہ کا

رند مشرب کب کے پہونچے یار کے گھر زاہدا — تو پتا ہی پوچھتا ہے اب تک اوسکی راہ کا

عشق شیرین مین نہین فرہاد بھی خسرو سے کم — ایک عالم ہے محبت مین گدا و شاہ کا

عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہے مجھے — وہ بھی اک میدان ہی میری شہادت گاہ کا

کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے — کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا

ضبط غم کا دش نے تیرے دل کو تودہ کر دیا — بنگیا پیکان سمٹ کر تیر اپنی آہ کا

فکر رہتی ہے یہی دل مین کسیکے گھر کرین — تب جہان مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھر اللہ کا

منتظر چشم اک تماشا گاہ ہے تیرا صنم — خلوت دل ایک حجرہ ہے تری درگاہ کا

کیا ہی موزون ہے طبیعت عشق قد مین بعد مرگ — سرو بنکر قبر سے نکلا ہے مصرع آہ کا

دیر مین حسن کا طالب ہی تو اے زاہد اگر — بت ہی ہین جو کچھ ہین آگے نام ہی اللہ کا

ہم کہان دنیا کہان کچھ یون ہی دلمین آگئی — دیکھیے چلیے تماشا اس تماشا گاہ کا

جامے بھی دو جان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آج — چاک ہی ہونا ہے اچھا جامۂ کوتاہ کا

دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف برطرف — مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا

آرزو اپنی نہ مطلب سے کبھی واقف ہوئی — اس دولھن نے منہ نہین دیکھا کبھی نوشاہ کا

اوٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم مین امیر
دیر مین جلوہ نظر آتا ہے بیت اللہ کا

حسن اس شوکت پہ مجرائی ہی اوس درگاہ کا — رتبہ دیکھو عشق کی سرکار عالیجاہ کا

بے طرح اوٹھتا ہے شعلہ میری دود آہ کا — خوف ہی گردون کو جلجائے نہ خرمن ماہ کا

شیخ کعبے سے گیا اوس تک برہمن دیر سے — ایک تھی دونون کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

ہر مہینے ضعف لیجاتا ہی کچھ کچھ زور تن — نوکری کب کی کہ دعوی ہی اسے تنخواہ کا

ہی صریر کلک مین اپنی یہ جان بخشی کا فیض — پست آوازہ ہی جس سے قم باذن اللہ کا
جا پہونچا عرش تک ای ضعف کچھ مشکل نہین — ہاتھ آ جائے ذرا مجکو سہارا آہ کا
ہر گلی اپنی نظر مین کوچۂ محبوب سے ہے — جیسے ہی آنکھون مین سُرمہ اُسکی گردِ راہ کا
اپنے در سے دور لیجا کر عبث کرتا ہی قتل — سر وہین پہونچیگا قاتل بندۂ درگاہ کا
کچھ نہ سمجھے ہو نہ بوجھے ہو کہ وہ کیا چیز ہے — نام تمنے سُن لیا ہے زاہدو اللہ کا
ای معلم تیز ہے اس طفل کی تیغ نگاہ — دیکھ ہو جائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا
مین اگر کانٹے دکھاتا ہون زبانکی پیاس مین — دیکھتے ہی خشک ہو جاتا ہے پانی چاہ کا
آج سے کھینچون تو آتے آتے مُدت چاہیئے — ضعف مین مشکل ہے دلسے لب تک آنا آہ کا
کیجئے عمرِ دوروزہ عشقِ ابرو مین بسر — قطع کرنا چاہیئے شمشیر سے اس راہ کا
میرے دل کے آئینے مین مُنہ جو دیکھے برہمن — نقشہ ماتھے کا نظر آئے الفِ اللہ کا
مرگیا ہون اُلفتِ قامت مین آہین کھینچکر — شامیانہ ہو مرے مرقد پہ مدِ آہ کا
روے قاتل زرد ہو جائے نہ کیونکر خوف سے — سُرخ آندھی ہے غبار اپنی شہادتگاہ کا

ذکرِ حق مین سب حوادث سے ہون محفوظ ای امیر
ہی حصارِ امن گنبد مجکو بسم اللہ کا

نورِ وحدت سے یہ عالم ہے دلِ آگاہ کا — مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گردِ راہ کا
تا لبِ دریا ہو دیدار ایک رشکِ ماہ کا — رزق ماہی کیجئے لکھ لکھکے نام اللہ کا
خوب ہی مہندی رچی خوفِ شہیدِ ناز کی — خنجرِ قاتل پہ عالم ہے کفِ نوشاہ کا
فی الحقیقت غوطۂ بحرِ فنا ہے لا اِلٰہ — ہے ابھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا
مصرِ دل مین تجھ سے یوسف کو کیا ہی بادشاہ — اے پریرو مین تو دیوانہ ہون اپنی چاہ کا
اسقدر دل پر تصرف کیا سبب کون ہین — بک گیا ہے کیا بتونکے ہاتھ گھر اللہ کا
بسملونکی رقص پر اوس طفل کا ہی لوٹ دل — اب شہادتگاہ مین عالم ہے بارگاہ کا

ق رسی چاہیے تو ہفتاد و دو ملت سے گذر / منزلین طے ہون تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

یکھکر ناف و کمر اُس بت کی آتا ہے خیال / رہرو راہِ عدم کو بھی خطر ہے چاہ کا

ساکن مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد / سچ مثل مشہور ہے سیدھا ہے گھر اللہ کا

ق عارض کر رہا ہے حسن عارض کو تباہ / لوٹتا ہے لشکرِ شاہی اثاثہ شاہ کا

صحبتِ احباب یا دربار یا سرکار ہو / بات وہ کہیے بھلا ہو جسمین خلق اللہ کا

پیاس شیدائے زنخدان کی بجھانا چاہیے / حیف ہے پیاسا جو رہجائے لبو تر چاہ کا

نسوؤں کا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا / بنگیا سر و کنار جو الف اللہ کا

وہر مقصد طالب ہر تن مین ڈوب کر / تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر / سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

چشم ابر کیون مژہ تر سے ہو گیا / تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا

ہی کشورِ عدم مین خدا جانے سیر کیا / آیا نہ پھر کے منزلِ ہستی سے جو گیا

ب بلبلین چمن مین کہان آگئی خزان / تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم / اوس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیال خطِ سبز مین جو عمر / سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

بچا شرار آتش گل سے نہ ایک خس / پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی / جاگا تمام شب مین دمِ صبح سو گیا

ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا / ابر آکے خاک گور پہ ہر سال رو گیا

احوال جسمین تھا دلِ گم گشتہ کا امیر / رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بتِ مغرور رہا / حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمر رفتہ کے تلف ہونے کا آیا تو خیال
لیکن اوس دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کسدن ہوئی موسم گل مین میکش
روز ہنگامہ تہ سایۂ انگور رہا

گردش بخت کہان سے ہمین لائی ہی کہان
منزلون وادی غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کر اگر ناموری ہے درکار
دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہی چرخ چہارم پہ نہ بچ سکلے پر
سچ ہے عیسے سے بھی بالا ترا مزدور رہا

فصل گل آئی گئے صحن چمن مین سو بار
اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برق تجلی نظر آیا نہ کبھی
مدتون جا کے مین زیر شجر طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جانے سے جوانی کی خراب
مشک وہ مشک نہ کافور وہ کافور رہا

غول صحرائے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر
لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفل جانان مین امیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسرا زیر زمین اے تن بیجان کسکا
شہر بیگانہ ہے یان کون ہی پرسان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل
نہین معلوم مرے دل کو ہی ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا اگر
پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سنون مین یہ مجھے تاب بھی ہے
ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہی اغیار کا بھی
دیکھیے حصہ ہے وہ سیب زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح
چھوکے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسیدم انھین فرصت ہی نہین
کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا
عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا

صورت گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر
یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم
کوے الفت مین ہی باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر سبب تجھے بدنامی کا
ہمسا منا تو نے کیا اے مہ تابان کسکا

منحرف ہین رخ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھ دیکھ کے اوٹھا ہے سلیمان کسکا

ہو رہی ہر تری رفتار سے پامال جو خلق
تو نے سیکھا چلن اے کبک خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابع فرمان کسکا

بن دندان سے ذرا کر چمن حسن کی سیر
پھر ہے خرمائے لب و سیب زنخدان کسکا

اس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہے اوٹھائے کوئی احسان کسکا

جب تلک ہستی تھی دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا

نہ جہت تیرے لیے ہے نہ کوئی جسم ہے تو
چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہمپہ یہ حال
رگ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہے ہمین صلح کی بو
دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دی سزا مجھ سے طلب کر نہ صفائی کے گواہ
کوئی میرا نہین ہے سارا زمانہ تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار
بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا

دست نازک سے اوٹھا تیغ نہ بھاری قاتل
ہاتھ جھولیگا اوتر جائیگا شانا تیرا

اب تو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
کبھی اے حسن جوانی تھا زمانہ تیرا

اے صدف چاک کریگا یہی سینہ اکدن
تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا

مہندی ملتی ہے جو مشاطہ تو کہتا ہے وہ شوخ
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دل عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا
ہے ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا کیجیے نالے کب تک
مشکل اے طالع خفتہ ہے جگانا تیرا

کوے قاتل کو تو ہوتا ہے روان تو قاصد
جان سے دم بھی عدم کو ہے روانہ تیرا

اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور
پیش جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون ہے تجھسے ہے عداوت ہنوائی نفس شقی
ہمنے کہا کبھی جہوٹون بھی نہ مانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر
اب تو ہے ملک معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہے یہ ناز اوسکی کبریائی کا
کہ لے اوڑا ہے مجھے شوق خودنمائی کا

قلق ہوا مجھے صیاد کی جدائی کا
یہ پچھے نہین افسوس ہر رہائی کا

عزیز کیون نہو داغ اوسکی بیوفائی کا
کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا
مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا

ہٹاؤ آئینہ ہمکو بھی دیکھنے دو سگے
کہ خود ہی دیکھ سگے حسن اپنی خودنمائی کا

خدا کرے کہین جلد آے روز شادی وصل
لباس ماتمی اوترے شب جدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتا نہ لگا
ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھ جام مین ساقی کے کیا ہی ای زاہد
بھرا ہے اس مین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے سارے جھگڑون کا
زبان تیغ سے پیغام وہ صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئے گی
چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا

شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جاے وہ پورا ہے آشنائی کا

بجچے ہماری نگاہون مین کیا درازی حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شب جدائی کا

مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا
بتون نے کاسہ اوسے کر دیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہے آپ جائین ہان
یقین ہے یہ اوسے میری نارسائی کا

کھنچی وہ تیغ تو خوش ہوکے مجھسے دل نے کہا
وہ دیکھ گھاٹ ہے دریاے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر

چلین دکھانے کو آئی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا

فریفتہ ہون اس انداز دلربائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا

ہوا وصال جو صدمہ ہوا جدائی کا
شکستگی نے کیا کام مومیائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

مین آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جدائی کا

بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا
جنون کے ہاتھ مین دامن ہے پارسائی کا

نگین آیت سجدہ ہوئی ہے پیشانی
اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہ سائی کا

لپٹ گیا سگ جانان ہمارے دامن سے
لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا

وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہین
یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

ہمارے دل مین وہین گدگدی ہوئی پیدا
جہان کسیکو سنا ذوق دلربائی کا

اوٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی کا

گہر کے گرد یتیمی ہے میرے دلکا ملال
غبار مین بھی ہے عالم وہی صفائی کا

حیا تو اوسکو بٹھائے ہزار پردے مین
مگر جو بیٹھنے دے شوق خود نمائی کا

پہونچ سکا نہ وہان نامہ بر تو دل نے کہا
کہ اور شکوہ لکھو خط مین نارسائی کا

بیان ہو ذوق اسیری مین مجھ پہ حالت جو
وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے رہائی کا

کسی طرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے
کہین پہاڑ سے ہے سخت دل جدائی کا

اوٹھو امیر نہین ماننے کی وحشت دل
یہ عذر لنگ تمھاری شکستہ پائی کا

کیا تھا کس سے گلہ مینے کج ادائی کا
دکھاؤ جلوہ جو دعوی ہے خود نمائی کا

تجھے تو شوق ہے اے جنگجو لڑائی کا
مجھے یقین نہین آتا کسی سنائی کا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان — اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا
راہِ دراز کوچۂ جلاد قطع کی — قصہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا
فرصت ملی نہ گردشِ پست و بلند سے — سوئے کبھی جو پانون تو دوران سر ہوا
اللہ ری نزاکتِ جانان کہ شعر مین — مضمون بندھا کمر کا تو دردِ کمر ہوا
کچھ خاک ہوگئی جو مجھ آوارہ کے شریک — چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا
سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوز عشق — پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا
پیسا کسیکی آنکھ کی گردش نے اسقدر — مین خاک ہوکے ذرۂ گرد نظر ہوا
چلائین بلبلین جو چمن سے چلی بہار — نکلی دولھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا
نازک دلون کو ہی سخن نرم بھی بہت — سینے کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا
شادی نے شکل گل ہین دکھلائی شکل غم — ہنسنا ہمارا باعثِ زخمِ جگر ہوا
پیری مین ہی یہ ضعف کہ پلکین بھی جھڑ گئین — مرغ نگاہ طائر بے بال و پر ہوا
مضمون اگر رسا ہے تو آئے گا تا زبان — خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا
ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین — آئی دولھن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ برنے کہا آکے کیا امیر
ایسی خبر سنائی کہ مین بےخبر ہوا

دل مین جب نہان خیالِ رخِ جانان ہوگیا — آنکھ مین خواب پریشان سنبلستان ہوگیا
اس قدر شرمندہ پیش روے جانان ہوگیا — مہر گھٹ کر دامنِ شبنم مین پنہان ہوگیا
دل کسیکا ہاتھ مین لانا ہی دولت کی دلیل — یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیمان ہوگیا
کیا ہماری گور پر ہے احتیاج روشنی — چار جگنو جب چمک نکلے چراغان ہوگیا
دل نہ مجروح خون سے تڑپانے سے قاتل کا بھرا — چٹکیان رہ گئین خالی نمکدان ہوگیا
جا کے تنہا اور بھی صدمے اوٹھائے باغ مین — پھول جو پھولا مجھے داغ عزیزان ہوگیا

غیر نے اوس گل کے بالو نمین بھی سنگھی جو کی
مثل سنبل تار تار اپنا گریبان ہو گیا

ضبط غم سے طرفہ دولت سرخرو کی ہوئی
خون ہو کر دل مرا لعل بدخشان ہو گیا

عشق گیسو مین ہوا سامان غم سامان عیش
خواب گر آنکھون مین آیا وہ پریشان ہو گیا

اوسنے جب تیوری چڑھائی کر لیا مجکو شکار
گوشہ ابرو کمان تیر مژگان ہو گیا

وجہ رسوائی نہ تھا دلمین نہ تھا جبتک کہ عشق
آگے مضمون لفظ کے جامے مین عریان ہو گیا

ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتش تر سے جواے ساقی گریزان ہو گیا

اوج ہمت ہے بقدر بے سروپائی یہان
جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہو گیا

سوز غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا مجسے حال
جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہو گیا

اے جنون کہتے ہین اسکو اتحاد حسن و عشق
جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہو گیا

قید مین آنے لگے جب لخت دل اشکون کے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہو گیا

تیر لاکھون کھائے میدان محبت مین امیر
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہو گیا

اوج دولت اوس پہ یکا سوز ہجران ہو گیا
داغ سر پر خاتم دست سلیمان ہو گیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہو گیا
کاروان آنے سے نرخ حسن ارزان ہو گیا

اب کہان تک میرے تڑپانیکو چھڑکیگا نمک
ہر دہان زخم اے قاتل نمکدان ہو گیا

میری چشم تر سے مجھسے کار کھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہو گیا

تم کھلے بالون جو آنکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہو گیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے ناتنگ گل
ٹکڑے دامن ہو گیا پرزے گریبان ہو گیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذب شوق قتل
جب گلے سے ملگیا خنجر گریبان ہو گیا

وحشت گیسو مین جا نکلے سوی صحرا جو ہم
پیچ کھا کر جادۂ رہ مار پیچان ہو گیا

تھا مسلمان جبتک مشتاق کافر تھا وہ بت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہو گیا

سوزنی پر مجکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخل مغیلان ہو گیا

لگئی اونکی بناوٹ سے ہماری جان پر
پانچون مین گوکھرو ٹانکا تو پیکان ہو گیا

خوبرویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم
مہر پیدا ہو گیا جب ماہ پنہان ہو گیا

کیا اثر ہے جو بہایا دل نے لب لعلین مین اشک
گرتے گرتے آنکھ سے لعل بدخشان ہو گیا

کیا تبسم نے تری ای رشک گل چھڑکا نمک
صحن گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہو گیا

ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اڑ جاتا ہے آتی ہے بہار
دامن گل بھی مگر میرا گریبان ہو گیا

عشقبازون سے پھری رہتی ہے تو ای چشم یار
تجھسے برگشتہ بجا ہر موے مژگان ہو گیا

ضعف سے مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین
قد پر خم حلقۂ زنجیر زندان ہو گیا

حسرتین خون ہو گئین دل مین تو لایا عشق رنگ
داغ دل کا لالۂ گنج شہیدان ہو گیا

جب نقاب الٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑ گئے پردے وہ رخ آنکھون کے پنہان ہو گیا

اونکا انداز اسکو کہتے ہین ہجوم درد و غم
تنگی دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہو گیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشی نازک مزاج
نکہت گل سے دماغ اپنا پریشان ہو گیا

گل ہو غنچہ تو اوس سے صدا آئی امیر
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہو گیا

گل بنا ہر ایک نقش پا سے خندان ہو گیا
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہو گیا

تشنگان عشق کے لب بھی نہونے پاے تر
واے قسمت خشک وہ چاہ زنخدان ہو گیا

بوسۂ گیسو پر اوسنے ذبح کر ڈالا مجھے
ایک کافر کے لیئے خون مسلمان ہو گیا

ای پری بل دیکے زلفونمین غضب تو نے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہو گیا

ہم دیوان مین یہ مضمون دل مردہ لکھے
صفحہ صفحہ تختۂ گور غریبان ہو گیا

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
بسملون سے اوسکے ہر کوچہ گلستان ہو گیا

پڑ گئی جسکی نظر اوسپر وہ دیوانہ ہوا
حسن سے انسان بلاے جان انسان ہو گیا

پنڈلیون تک آب خجلت مین پری غرق ہین
آفتاب حشر ہر رخسار تابان ہو گیا

لخت ہاے دل کی یہ کثرت ہے ہر تیر تو در مین
کوڑیون کے مول ہر لعل بدخشان ہو گیا

وحشیونکی پستی قسمت نے پھیلائے یہ پانون
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہو گیا

دیکھکر رنگ خزان مین باغ کے در سے پھرا
ہر نہال خشک مجکو چوب دربان ہو گیا

آسیاے چشم لیلی نے یہ پیسا دشت مین
لخت مجنون سرمۂ چشم غزالان ہو گیا

مر گئے ایذاے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درمان ہو گیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضوے آب پیکان ہو گیا

پیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیئے
ہر ستون کھا کھا کے بل شاخ غزان ہو گیا

نامۂ اعمال ہے جب تک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہو گیا

بے نشانی کا مین اے چرخ سزاوار نہ تھا
دہن یار نہ تھا کچھ کمر یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جب تلک اُس کو سنبھالو نہین دل زار نہ تھا

جب کہا اوس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اوٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
اوٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار و نہین
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تاب جلوے کی نہ آئی جو کسیکو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا

جوش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتی ہے بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سروہی کے اگر چل جاتے
پھر تمھین مجھسے مجھے تمسے سروکار نہ تھا

آنکھین پتھرا گئین موسی کی نہین تو سر طور
کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو رہے کیون خاموش
دم اعجاز تو قفل دہن اے یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان یہی معشوقی کی
ہمسے کھنچنا تجھے اے خنجر خونخوار نہ تھا

کیا مزہ تجکو ملا دیکے فلک مجکو شکست
عہد ساقی مین نہ تھا توبہ میخوار نہ تھا

خون ناحق سے جمایا تھا غضب کا لاکھا
لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا

مجکو کیون پیچ مین لایا دم آرائش حسن
کچھ تری زلف کا طرہ تو مین اے یار نہ تھا

وقت بد مین ہوا کوئی امیر آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا
کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا

کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا
پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا

کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون
دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا

بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم
اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر
چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا

سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو
صیاد آشیانۂ بلبل جلا گیا

جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کب
جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا

اوس بت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہے
نالہ کیا تو عرش خدا تھرتھرا گیا

توڑی تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے
ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا

موسیٰ اسی پہ دعویٰ دیدار تھا تمھین
دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا

ہوش و حواس جانیکا اے دل گلہ نہ کر
تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا

ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لیگیا
کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا

گرمی سے گور مین جو ہوئے ہم عرق عرق
پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیال رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نواز یون پہ خدا ہے کریم تھا
کرتا نہ مین گنہ تو گناہ عظیم تھا

باتین مجھی کیون خدانے دکھایا جمال بھی
اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو دشت قتل
مین بھی تو اک نیاز گذار قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو در گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

کیا رنگ لاوے کے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
دوزخ سے آج کل جو ریاض نعیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
قاتل سے بڑھکے خنجر قاتل کریم تھا

کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے
یارب شباب تھا کہ بلاے عظیم تھا

بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا
سایہ مرا لیے ہوے میرے گلیم تھا

دنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر مین مجھسے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

اب کون ہے جو منزل الفت مین ساتھ دے
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر
دو اک قدم بڑھا ہوا پاے کلیم تھا

لاتے کبھی ہمارے قفس تک بھی بوئے گل
ٹوٹا ہوا نہ پانون ترا اے نسیم تھا

ہوتا نصیب مر کے ہین نقد عیش کیا
زیر زمین بھی دور سپہر لئیم تھا

کیا چاہتا مین فیض کہ انجم سے آسمان
اک تودہ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہ گل امیر
نام صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیض عمیم تھا
محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا

کچھ اونکو زیب گوش کی حاجت نہ تھی مگر
منظور پرورش تھی کہ گو ہر یتیم تھا

آنکھین تھین اپنی نور تجلی سے آشنا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا

تیرے مریض غم کی نہین آج کچھ خبر
سنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا

دنیا کا حال اہل عدم سے ہے یہ مختصر
اک دو قدم کا کوچہ امید و بیم تھا

ہم اپنی دھن مین مست تھے کیا جانین حشر تک
کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا

سامان عفو کیا مین کیون مختصر یہ ہے
بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو خم مین بیٹھ رہا مثل درد مے
تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا

واقف وہ حال سی جو رکھتا ہو کچھ غرض
کیا جانین ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجکو وصل مین نہین آیا تھا ای پری
سرمست بوے گیسوے عنبر شمیم تھا

گلگشت مین نقاب اولٹتے وہ رخ سے کیا
شرم آتی تھی صبا سے لحاظ نسیم تھا

رنگ چمن بہار مین بلبل سے پوچھیے
گل کا زمین پہ پانون نہ مثل نسیم تھا

الفت کی دل جلون کو وہان نیند آگئی
خس خانہ تھا کہ طبقہ نار جحیم تھا

کرتا مین درد مند طبیبون سے کیا رجوع
جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے امیر
کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیر سایہٴ امید و بیم تھا
جبدن جحیم تھا نہ ریاض نعیم تھا

سوراخ کیون ہی سینہٴ گوہر مین ای فلک
بتلا تو ہمکو کون گناہ یتیم تھا

اوسکو کہان دماغ تجلی تھا طور پر
سارا ظہور جلوہٴ شوق کلیم تھا

محشر مین لقمہ مین نہ ہوا کی خدا نے خیر
مدت سے ورنہ کھولے ہوے منہ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا
شاید مرض سے ساز تجھے اے حکیم تھا

کیا جانین کس غریب کی آتی تھی در پہ لاش
ہنگامہ کل جو اونکی گلی مین عظیم تھا

خود کہہ رہا تھا شوق مین گستاخ دل مرا
اصرار قوم سے جو کلام کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیون یقین
عنوان نامہ آیہٴ ذبح عظیم تھا

کیسی شفا مرض مین گرا اولٹی ہوئی دوا
سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہی کیا مزہ
شیرین تھا تنک جو کلام کلیم تھا

ہم راز تب مزار مین پہونچے کہ کچھ نہ تھے
دل کو جو خوف جمع عظام رمیم تھا

کیسا سوال دید جو ہم پہونچے طور پر
سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا

روشن ہین آفتاب سے اعجاز مصطفےٰ
اونگلی اوٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا

کب مجھ سے مثل سایہ چھٹے پنجتن کے پانوُن
پانچون سوارون مین مین بزیر گلیم تھا

اوس گل کا وصف چشم سنتا تھا مین کیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوش صمیم تھا

ہر جگہ جوش محبت کا نیا عالم ہوا
آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دل مین غم ہوا

میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا
یہ خوشی پہلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا

موت آئی درد فرقت سے ہین صحت ہوئی
بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا

آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی
بڑھ گیا اور اضطراب دل جو رونا کم ہوا

روز کی فریاد سے تنگ آگئے تھے اسقدر
خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا

مین ترا ممنون ہون ای گریۂ بے اختیار
جب پڑی مجھپر مصیبت مین شریک غم ہوا

رازداری محبت کا مین کیا دعویٰ کرون
جسقدر محرم ہوا اوتنا ہی نامحرم ہوا

وائے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطف یار کی
بڑھ گئی شان تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا

بستے اپنے حال ابتر کے جو محشر مین کھلے
دفتر اعمال مردم برہم و درہم ہوا

چارہ گر کو لائے ہین احباب درمان کے لئے
لو مرا زخم جگر بھی قابل مرہم ہوا

کیا دوا کی بیٹھ کر پہلو مین اوسکے تیر نے
درد دل بھی گھٹ گیا درد جگر بھی کم ہوا

مار ڈالا روز اول کی نگاہ لطف نے
ایک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا

شور محشر بھی ہوا آ کر شریک تعزیت
دھوم سے میرے دل مرحوم کا ماتم ہوا

رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین
صبح کو پھولون سے رخصت صورت شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہونہین دُو غمِ دوست جب غم نے کمی کی غم ہوا — کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

کسطرح مکنونِ دل اظہار کرتا پیش یار — آجتک مین خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا

لذتِ شرمِ گنہ تھی کب فرشتونکو نصیب — یہ مزا چکھنے کو پیدا خلق مین آدم ہوا

میرے زخمونکی ہنسی پر تمکو رونا آگیا — یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملایک نے کہا — انتظامِ عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوکِ خنجر ہو کہ اے سفاک پیکان تیر کا — جو مرے پہلو مین آبیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچون کی مرے گل نے مٹادی آبرو — چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے — واہ اچھے وقت مین غصہ تمہارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خوردسال — کیا کہون مقتل مین وقتِ قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ کر دعا فرقت مین مانگی موت کی — حسرتین بگڑین مزاجِ آرزو برہم ہوا

جان قالب مین ہے مضطر دم خفا دل بیقرار — موت ہی آئی مزاجِ یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونون تھے میری جان کے دشمن مگر — جو گیا پہلو سے میرے مجھکو اوسکا غم ہوا

رہگئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ — پانون مین پھندا الٹک کر گیسوے پرخم ہوا

روکنا فرقت مین اشکون کا نہین اچھا امیر
چار دن کے ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب نہ تھا — ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب نہ تھا

شبِ فراق مین کیون یارب انقلاب نہ تھا — یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ مجھسے نہ قاتل کا ہو سکا دمِ قتل — سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا

ادسے جو شوق سزا ہے مجھے ضروری جرم — کہ کوئی یہ نہ کہے قابلِ عذاب نہ تھا

شکایت اوسنے کوئی گالیون کی کیا کرتا — کبھی کا نام کسی کی طرف خطاب نہ تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا مجھسے پیری مین — ملی تھی خواب مین وہ سلطنت شباب نہ تھا

دماغ بحث تھا کسکو و گرنہ اے ناصح — دہن نہ تھا کہ دہن مین مری جواب نہ تھا

وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آنا — تجھے تو ہوش ہی آای خانمان خراب نہ تھا

ہزار بار گلا رکھ دیا تہ شمشیر — مین کیاکرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا

فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا — سبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا

غرض یہ ہی کہ ہو عیش تمام باعث مرگ — وگرنہ مین کبھی قابل خطاب نہ تھا

سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا — وہان نہین کے سوا دوسرا جواب نہ تھا

ذرا سے صدمے کی تاب اب نہین وہی ہم ہین — کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل ذرا اضطراب نہ تھا

کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا — ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا

یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ — پیے ہوے تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے منہ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مینے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا — تو ہنس کے بولے وہ منہ قابل نقاب نہ تھا

شب وصال بھی وہ شوخ بیحجاب نہ تھا — نقاب اولٹ کے بھی دیکھا تو بے نقاب نہ تھا

لپٹ کے چوم لیا منہ مٹا دیا انکار — نہین کا اونکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا

مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہے — حلال کرنیکو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا

نصیب جاگ اوٹھے سو گئے جو پانون حرم — تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا

غضب کیا کہ اسے تونے محتسب توڑا — ارے یہ دل تھا مرا شیشۂ شراب نہ تھا

زمانہ وصل مین لیتا ہے کروٹین کیا کیا — فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا

تمھین نے قتل کیا ہے مجھے جو تنتے ہو — اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا

دعاے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر — مزہ ہے ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا

مین روے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا — ترے جمال کا شیدا نواے نقاب نہ تھا

بیان کی جو شب غم کی بیکسی تو کہا
جگر مین درد نہ تھا دل مین اضطراب نہ تھا

وہ مجہے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم
ہنسی بھی اونکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بہیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرِ در قتل سے تھی ہاتھ پانونکو جنبش
وہ مجیہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثبات بحرِ جہان مین نہین کسیکو امیر
ادھر نمود ہوا اور ادھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوے بتان سے آیا
مین یہ سمجھا کہ ملک باغ جنان سے آیا

میرے گھر مین جو کوئی اوسکے مکان سے آیا
چیخ اوٹھا کہ مین دوزخ مین جنان سے آیا

ای جرس تو تو نہین قافلے والون سے جدا
تیری آواز مین یہ درد کہان سے آیا

جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہی بہت
کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا

اب کوئی کعبے مین دم بھر مین ٹھہر سکتا ہون
برہمن بہر طلب کوے بتان سے آیا

شغل رونے کا ازل مین بھی سبھے تھا ورنہ
نوح کے وقت مین طوفان کہان سے آیا

خبرِ مرگ مری دیر و حرم مین تو گئی
نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکارو نہین ہزار
کاش خنجر ہی کہے اپنی زبان سے آیا

مفتیون سے کہو للہ وہ اب کہتے ہین کیا
غش اونہین روزۂ ماہِ رمضان سے آیا

دیکھکر اوس رُخ گیسو کو مین حیران ہون امیر
شب تاریک مین خورشید کہان سے آیا

مثل موسی سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی مین مقام گفتگو ہو جائیگا

عشق مین تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اڑ کر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبط گریہ مین نہین کرتا کہ رہتا ہی خیال
سوکھکر کانٹا نہال آرزو ہو جائیگا

ہی آبل پڑنے کا ڈر کیا دوبن ترقدسی شال
سرو فوارہ کنارِ آب جو ہو جائیگا

ہو رہی تنگ ستم اوس خال عارض کا اگر
مشک کا دل ناف آہو مین لہو ہو جائیگا

ہو گئی بیشی جو یہ تاثیر حسن و عشق کی
ذرے ہم ہو جائینگے خورشید تو ہو جائیگا

آرسی پر کچھ نہین موقوف ای آئینہ رو
جو تجھے دیکھیگا وہ میرا عدو ہو جائیگا

آفت نہ کر ایدل زمانہ پیس ڈالیگا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تند خو ہو جائیگا

تم جو اٹھ جاؤگے بزم عیش ہو گی بزم غم
بادہ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑہیگا تیغ کا پانی ضرور
تا کمر ہے آج کل تک کا گلو ہو جائیگا

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میرے میخانے سے ای ساقی کہان جائیگی عید
ماہ نو یان ناخن دست سبو ہو جائیگا

محو آب و تاب دندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آب وضو ہو جائیگا

چار ہی ہو دلین میرے اعدا کی یاس کیون
دیکھ ظالم منت خون آرزو ہو جائیگا

چار سو ٹکراؤن گا سر دیکھکر ابرو امیر
فرض اس کعبے مین سجدہ چار سو ہو جائیگا

اک جہان بسمل ترا اے تند خو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چار سو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر اے شوق تو ہو جائیگا
خنجر قاتل مرا طوق گلو ہو جائیگا

طاقت دیدار کا دعوی ہے اہل دید کو
فاش پردہ ہوگا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

ای تصور مجھ سے بخت تیرہ جاتا ہی کہان
دل مین عکس زلف آئینے مین مو ہو جائیگا

ہو نہین مجذوب خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دست سبو ہو جائیگا

ہون وہ میکش شیشۂ دل کو کرونگا جب مین یاد
ہچکیان لے لیکے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلب صاف کے منہ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو مٹ جائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس و حرمان کے اگر جھونکے ہین فرقت مین یہی
کوئی دم مین گل چراغ آرزو ہو جائیگا

جاے عیسی ہجر مین ہو گی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے درد دل درد گلو ہو جائیگا

کون سنتا ہی بیان ای بت مری تیرے حضور — ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا
ساتھ میرا تو نہ چھوڑا ای یاس ہجر یار مین — اور بھی ویران دل سے آرزو ہو جائیگا
پھول ای بلبل نہ پھولون پر دو روزہ ہی بہار — ایک جھونکے مین ہوا سے رنگ و بو ہو جائیگا
بھولی باتون پر نہ بھول آج اوس گل تر کے ولا — دیکھنا کل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا
عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کوئی — غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا
فصل گل آنے تو دو فصدونکا پھر کیا ہی شمار — ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا
غیر احول ہین سمجھتے ہین مجھے تمسے جدا — قصہ یہ یکسو تمہارے روبرو ہو جائیگا
خوب گلرویون سے آتا ہی ہمارے دل کو ربط — رنگ مین یہ رنگ ہوگا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر — چاہتا ہون گل چراغ آرزو ہو جائیگا

یہی جو سودا ہی تجھ حزین کا پتا کہان کوئی نازنین کا — غبار آسا نہین کہین کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا
یہ طرز وحشت نے رنگ باندھا کہ ہو گیا دو جہان کو سودا — زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہی چاک آستین کا
ذرا جو کاتب کو رحم آتا تو بخت بنیاد ہی مٹاتا — درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خط جبین کا
چمن ہے بلبل کے خون کا محضر گواہ ہین برگ برگ سبزہ — نہین ہے یہ داغ لالہ تر یہ نقش ہے مہر کی نگین کا
یہ جتنے پتلی ہین باطنین کے نہ آسمان کے نہ ہین زمین کے — نشان تک مٹگئے جبین کے کہان نہ مطلب خط جبین کا
غم محبت ہی جسکا مطلب کدورت اون کی ہو عیان کب — کہ ہی جبتک ہے خم لبالب پتا کہان درد تہ نشین کا
کیا تھا کیون ادعائے باطل ہوا تھا اوس تل سے کیون مقابل — سزا ملی ہو گیا سیہ دل جو مشک نافہ غزال چین کا
بڑھی سلیمان کے جتنے رتبے تمہاری الفت کی تھے کرشمے — یہ نقش جب دل مین جمکے بیٹھے بلند ہو نام اوس نگین کا
کہان کا نالہ کہان کا شیون تنا ہے قابل ہے وقت مردن — قلم ہوئی ہے بدن سے گردن زبان پہ نعرہ ہے آفرین کا
قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتون کا قتل کیونکر — جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا
عجب مرقع ہی باغ دنیا کہ جسکا صانع نہین ہویدا — ہزار ہا صورتین ہین پیدا پتا نہین صورت آفرین کا

ہوا نہ دشوار سجدہ مرنا اوسی گلی مین تھا اپنی دہرنا / نہ تھا مناسب عزیز کرنا ہوس پہ دو چار گز زمین کا

لکھا جو وصف ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا چمن کا / جو صفحہ ہی برگ یاسمن کا تو خامہ ہی شاخ یاسمن کا

کمال احباب سے ہی شکوہ کیا نہ عرس ایکدن ہمارا / سہر لحد ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینان مہ جبین کا

اثر ہی گیسو کا یہ تمھارے کہ حرف آگین مین حرف بیکار / ورق ہی دیوان مین جو ہمارے وہ تختہ ہی عطر کی زمین کا

نہین ہی اب ذکر بسم ماضی گہ ہی کی تقدیر پر ہون راضی / نگاہ ذرہ جو خلق تا ہمی کسی کے گیسوے عنبرین کا

خدا سے جبتک ہنوز نا سا حرم دل کا ہی شوق بیجا / مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا یاد ہو مکین کا

کہان ہین ایسے نصیب اپنے کہ پڑھکے مضمون خط اب لکھیے / اوڑ ئے نامہ سے کے اوسنے پرزے کھلا لفافہ خط جبین کا

ملا ہی جنکو دل صفا پر یکو بھی دیکھتے ہین اچھا / پڑیگا عکس آئینہ مین سیدھا ہزار اولٹا ہو خط نگین کا

جنون کا ہمپر ہی قطع جامہ قبا کہان کی لباس کیسا / ہمارے بازو تلک نہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا

کسی آستانے پہ جا پڑا ہون کہان الٰہی مین جبہہ سا ہون / کہ سر نہ اوٹھی ہزار چاہون یہ ربط ہی سجدہ و زمین کا

کہانکا کعبہ ہی دیر کیسا بتا و کوچے کا اوسکے رستا / مین پوچھتا ہون پتا کہین کا نشان دیتے ہو تم کہین کا

امیر گھٹ یون رہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی / خیال جس رات خواب مین بھی بندھا کسی چشم سرمگین کا

ہوا جو پیوند مین زمین کا تو دل ہوا شاد مجھ حزین کا / بس اب ارادہ نہین کہین کا کہ رہنے والا ہون مین یہین کا

اگرچہ پیری مین ناتوان ہین شباب کے کچھ اثر عیان ہین / نہین ہی بازو مین جھریان ہین نشان ہی چین آستین کا

فقط ہی تیرا خیال باطل کہ راستی مین ہو نام حاصل / درست اوٹھی کبھی نہ ایدل جو نقش اولٹا ہوا نگین کا

کہین مکرر زبان سے کہتا کوئی مخاطب نہین ہی اصلا / ہمارا اظہار غم ہی گویا سوال درویش رہ نشین کا

کھلے ہین یہ استخوان پیکر کہ پوست ہی پوست ہی سراسر / کلاہ کا شک ہے میرے سر پر گمان ہی بازو پر آستین کا

ہزار روے زمین ہین زندہ کرور زیر زمین ہین مردے / کھنچے دو رویہ زبسکہ نقشے بھرا ورق پشت و رو زمین کا

جہانمین ہین دار و رسن بہت کم ازل سے پامال ہے یہ عالم / کہ لی فرشتون نے خاک آدم سنا نہ شور ایک بھی مین کا

ہوا سے ہی مین ہو ان محو لیسا چمن مین گھر کر جو ابر آیا / سیاہ مستی مین مین یہ سمجھا حباب ہی آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے عزا جنازا تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بار آبلہ چمکا چھپک گئی جس سے چشم موسے
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمھارے رخسار آتشین کا

کیا ہی اوس مست نے کنارا سبو اب خاک ہو گوارا
لبو پہ میکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

لحد پہ میرے نہ آے کہدو کوئی یہ درد کفن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجکو مین کشتہ ہون چشم سرگین کا

ہوئی ہے تقدیر سے سائی ضرور ہی قسمت آزمائی
گر نگیے اوس در پہ جبہہ سائی نشان جبتک رہی جبین کا

جو دشت غربت مین کھینچی ایذا بندھا تصور ہمین وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھا دیا رنگ شہر چین کا

چمن مین غنچہ نہین کھلا ہی گرہ گل یہان رانکو رہا ہی
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہی اوسی کے بازوے نازنین کا

اوسیکا پھیلا ہی نور سارا کہان کا خورشید عالم آرا
گرا ہوا ہے کوئی ستارہ لباس زرتار مہ جبین کا

حسین جو میٹھی زبان سے مانگین تو جان شیرین ہے نذر لیلین
ہنسی خوشی سے جو زہر دیوین مزہ ملے مجکو انگبین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری جھڑی ہوئی آنسوؤنکی جاری
نگاہ مین پھر گیا ہماری حجاب اوس چشم سرمگین کا

عجب ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہی چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل
الٹ گئی صف جو توڑی قاتل ولٹ دیا گوشہ آستین کا

امیر دیکھا جو اوسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اوترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف بای موحدہ

سیکہ گرمیہ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
صحن گلشن مین ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہون وہ عاشق قدر وہ عارض کا جو گلشن سے چلون
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یون پھول بے دردی سے ای گلچین نہ توڑ
سر پہ نالون سے اوٹھا لیگے گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو دو اوڑ جائیگی لیکر قفس
خانۂ صیاد مین دو دن ہی مہمان عندلیب

برق آسا ہی فروزان خندۂ گل باغ مین
چاہیے برسائے اب اشکون کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگین کو اے رشک چمن
گل پہ مرتی کسلیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پہول کملائین جو پر یونکا جمال
کیون نہو پہر دم کشِ مرغِ سلیمان عندلیب

عاشقِ کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال
فصلِ گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب

کون گل ہی جو رخِ گلرنگ پر عاشق نہین
تو وہ گل ہے جسپہ ہی سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجاے عاشق کو وہی معشوق ہے
سرو قمری پر فدا ہے گل پہ قربان عندلیب

اوڑکے گل خود شوق مین پہونچا ہی دستِ یار تک
کسلیئے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب

توڑ کے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی اے گل جدا
مول لے دیکر زرِ گل دستگر دان عندلیب

شوق مین لالون کے جای باغ مین وہ گل اگر
لال بہی ہو خون گل مین ہو کی غلطان عندلیب

قابوے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تہا
دام کو سمجہی ترا گیسوے پیچان عندلیب

وہ بہی دن آئے گا او ترے تیرے عندسے مین کبہی
اے گل تر دل مین رکھتی ہے یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکنِ شہر خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاق مضطر کا جواب
سوچ رکھو کچہ سوالِ روزِ محشر کا جواب

درد پا ہوگا شکستِ کاسۂ سر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

منہ چڑہاتا ہی مرا کیا آئینے مین دیکھ تو
تجکو دیتا ہے دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھین مرے عصیان فرشتے رات دن
ایک رحمت اوسکی ہی اس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہے ایکدن تہ وہ اوسکے گھر
غیر کی قسمت بہی ہے میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روزِ محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر سے پتھر کا جواب

بیزبان ہی گوشِ یار ونکی کڑہی کبتک سُنے
اے زبان تو اوسکے بدلے دی برابر کا جواب

اوسنے خط بھیجا جو مجکو ڈاک پر ڈاکہ پڑا
یار کیا کرتا نہ تہا میرے مقدر کا جواب

ہاے ہفت و دو ملت مجسے بحثِ عشق مین
تہا تو تنہا پر دیا مینے بہتر کا جواب

منہ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پہ
آئینہ ہون منہ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کسلیئے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پانون کی خلخال دیگی شور محشر کا جواب

پھینک و خط لکھ کے قاصد سے جو تم بیزار ہو
اڑ کے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب

منہ کی کھائی سیکڑون بال آئینے مین پڑگئے
سیکھنے آیا تھا تری زلف معنبر کا جواب

رہگیا خاموش وہ بت بیدہانی سے امیر
یا نہ تھا کوئی سوال جان مضطر کا جواب

ہے خموشی ظلم چرخ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشت غربت مین اوٹھا سمجھا یہ مین
کرتی ہے تعمیر ویرانی مرے گھر کا جواب

ساتھ خنجر کے چلیگی وقت ذبح اپنی زبان
جان دینے والے دیتے ہین برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہے وہ بت
پانون اوسکا بڑھکے دیتا ہے مرے سر کا جواب

ابر کے لکے نہ اولجھین میرے موج اشک سے
خشک مغزون سے ہے مشکل مصرع تر کا جواب

وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح
سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اوس شوخ کا خط دیکھنا
بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اوسکو سخت
کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہے پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہے گردون کیسی کیسی صورتین
بت تراشی مین ہے یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبر گدا تکیے مین ہر جا گور شاہ
ایک گھر اس شہر مین ہے دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے نور حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب
کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہے ساقی کہ رنجک کی طرح
اوڑا دیتی ہے ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین
پیون مین تو ہو جاے پانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہے ساقی زبانی شراب
کہان عقل برنا کہان عقل پیر
نئے سے ہے بہتر پرانی شراب
مرے چہرۂ زرد کے عکس سے
ہوئی ساقیا زعفرانی شراب
ہوئے مست دیکھا جو پھولونکا رنگ
پیالون مین تھی ارغوانی شراب
کہان چشمۂ خضر کیسے خضر
خضر مین مری زندگانی شراب
خضر ہون اگر مین تو جا کر پیون
سر چشمۂ زندگانی شراب
گلستان ہر پھولون سے کیا لعل لعل
چلے ساقیا ارغوانی شراب
عجب ساقی گندمی رنگ ہے
کہ پرتو سے بنتی سنہے دہانی شراب

رہے طاق پر پارسائی امیر
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خون دل اعذار کب
آئیگی اس چمن مین الٰہی بہار کب
رو یا ہمارے حال پر ابر بہار کب
بیٹھا زمین پر اوٹھکے ہمارا غبار کب
اوٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب
آئیگا ہاتھ گوشۂ دامان یار کب
مقتل ہے وہ پھرے تو قضانے یہ عرض کی
حاضر ہوا حضور مین یہ جان نثار کب
داغون سے دل چمن ہی کرون ضبط آہ کیا
رکتی ہے روکنے سے نسیم بہار کب
ناصح خوشی سے کون اوٹھاتا ہی بار عشق
کرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب
ٹھنڈی ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے نہر ہے
کھیلوگے میکشو بطرے کا شکار کب
ہمکو ملا کے خاک مین بھی جب ہوے نہ صاف
جائیگا پھر حضور کے دل سے غبار کب
کہتی ہے مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر
بچتا ہے زد پہ آکے ہمارا شکار کب
کیا کیجیے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو
مرنے کا میرے اونکو ہوا اعتبار کب
مین خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گردباد
گردش مٹیگی اے مرے پروردگار کب

محشر مین ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے ۔ آخر تمام ہوگا غم انتظار کب
آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند ۔ خوش ہوگا انکو کھاکے سگ کوی یار کب
برہم نسیم کوچۂ جانان ہو کس لیے ۔ تعظیم کو اوٹھا نہ ہمارا غبار کب
جسکا دماغ ہو ترے جوڑے کی بو سے مست ۔ سونگھے وہ بوے نافۂ مشک تتار کب
ہم کیا سمجھ کے یار سے رکھین امید قتل ۔ کرتا ہے عاشقون مین وہ ہمکو شمار کب
یارب نگاہ بھر کے وہ دیکھین گے کب ادھر ۔ ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب
مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام ۔ آئیگا چین تجھکو دل بیقرار کب
کیا ہمکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین ۔ آتا نہین ہے گریۂ بے اختیار کب
جو مجکو جانتے ہین فلک کا شریک غم ۔ کرتے ہین شکوۂ ستم روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر امیر
سو مر گئے تو اونکو ہوا اعتبار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہے ہمدم تن دوست ۔ دوست کے دوست کا دشمن ہے جو ہے دشمن دوست
دیکھکر اپنا گل و خار یہ امید ہوئی ۔ شاید آجائے مرے ہاتھ مین بھی دامن دوست
مثل یعقوب مری آنکھین بھی روشن ہوجائین ۔ لا کسی روز صبا نکہت پیراہن دوست
طرف کعبہ نہ جا حج کے لیے ناداں ہے ۔ غور کر دیکھ کہ ہے خانۂ دل مسکن دوست
ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین ۔ مرگ آسان ہے مگر کون سنے شیون دوست
شاخ صندل پہ ہوا مار نشیمن کا دھوکا ۔ دیکھکر کاکل پر پیچ بس دشمن دوست
اے جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہے ۔ یا گریبان ہے مرے ہاتھ مین یا دامن دوست
ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت ۔ آئینہ اور تماشاے رخ روشن دوست
رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا ۔ گرم جولان نہ کسی طور ہوا توسن دوست

یہ وصیت کہ کفن مجھکو اوسی کا دینا
ہاتھ آجاے جو اوترا ہوا پیراہن دوست

لیکے گردون نے بنایا ہر اوسی کو مہ نو
گر پڑا تھا جو کوئی نعل سم توسن دوست

عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ پڑے
کہین آئینے سے بڑھکر ہر صفاے تن دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو [illegible]
شمع روشن سے زیادہ ہر فروغ تن دوست

ایک ہی میرے حضر اور سفر کی صورت
گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت

چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت
وصل سے جان چوراتے ہو کمر کی صورت

ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نے کاٹے میرے پر
گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت

تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی
پھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت

جھانک کر روزن دیوار سے وہ تو بھاگے
رہگیا کھول کے آغوش مین در کی صورت

تیغ گردن پہ کہ ہی سنگ پر آہین دم ذبح
خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت

کون کہتا ہی ملے خاک مین آنسو میرے
چھپ رہی گرد یتیمی مین گہر کی صورت

نہین آتا ہی نظر المدد اے خضر اجل
جادۂ راہ عدم مجھے کمر کی صورت

پڑ گئین کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین
اوڑ گئی جوہر شمشیر شرر کی صورت

قبر ہی وادی غربت مین بنے گی اکدن
اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت

خشک سیر دن تن شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت

آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھہ پر
بجھہ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت

جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہے شاید
آج خورشید سے ملتی ہی قمر کی صورت

دہن یار کی توصیف کڑی منزل ہر
چست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت

نوبہار چمن غم ہی عجب روز افزون
بڑھتی جاتی ہی گرہ دل کی ثمر کی صورت

ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش
رات دن پانون بھی چکر مین ہین سر کی صورت

بارش سنگ حوادث ہو نہ کس طرح امیر
آہ ہی شکل شجر اشک ثمر کی صورت

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ قمر کی صورت

دل شکستہ مین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اوڑتے ہی ٹوٹے ہوئے پر کی صورت

ہوش اُڑے تھے تو اُڑے تھی خبر وصلت سے
نیند کیون اُڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمن دہر سے کیون قطع نہو نخل مراد
تیّا پتّا نظر آتا ہے تبر کی صورت

جھک گیا بار محبت کے اوٹھانے کے لیے
ابھی کھینچ بھی نہ چکی تھی مرے سر کی صورت

دیکھتے ہی مجھے چورنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آسا ترے کوچے مین ہی سب سے مجھے رسم
راہ دیوار بھی دیگی مجھے در کی صورت

باندھ رکھے کسکے گرہ مین کہ بہت تھوڑی ہے
آبرو ہی جو خداداد گہر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہی بتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کی صورت

شکوہ کس کسکا الٰہی مین شب ہجر کرون
منھہ چھپایا ہی اجل نے بھی سحر کی صورت

اس نزاکت پہ مین سو جان سے صدقے قاتل
ہاتھہ بھی تیغ لچکتی ہے کمر کی صورت

دو تہیدست ہون مذکور تمتع کا ہے کیا
صورت گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھون کو دکھاتی ہی تماشا تری بزم
تیتلیان دوڑتی پھرتی ہین نظر کی صورت

عمر گذری ہی مری وادی غربت مین مگر
اب تلک یاد ہی کچھہ کچھہ مجھے گھر کی صورت

شہپر شوق ہی کافی ہے کبوتر کیسا
اُڑکے نامہ مرا پہونچے گا خبر کی صورت

سیچ اے دیدۂ تر مزرع دل کو ایسا
نخل ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارون کی گذرتی ہی امیر
پانون پھیلائے ہوئے سوتے ہین گھر کی صورت

بات کرنے مین تو جاتی ہی ملاقات کی رات
کیا بُری بات ہی رہجاؤ یہین رات کی رات

گوہر افشان کے نہین کرنگ شب تاب سے کم
ہی وہ زلف عرق آلود کہ برسات کی رات

زاہدو زلف مین پھنس جاؤ تو اتنا پوچھون
کہیے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

شام سے صبح تلک چلتے ہین جام مے عیش
خوب ہوتی ہی بسر اہل خرابات کی رات

وصل چاہا شب معراج تو یہ عذر کیا
ہی یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دنیا ہی حقیقت مین سرا
ہی توقف ہمین اس جا تو فقط رات کی رات

چل کے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہی نہین حرف و حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہی وصلت کی دعا مانگ امیر
اس سے بہتر ہی کہان کوئی مناجات کی رات

بڑھکے کچھ کعبے سے بھی ہی عز و شان کوی دوست
ہین غزالان حرم صید سگان کوی دوست

کیا زمین پکڑی ہی ظالم نے میان کوی دوست
پھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمان کوی دوست

دور سے آئے ہین ہم ای ساکنان کوی دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑی سی میان کوی دوست

کی مشقت جسنے پہونچا وہ میان کوی دوست
معتکف چلّہ نشین ہین ساکنان کوی دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون اسے ترجیح مین
کون ہی مجھ سے زیادہ در میان کوی دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
تعد سیون سے کم نہین ہین ساکنان کوی دوست

ای فلک مثل نرگس دیر سے ہی چشم شوق
جلد دکھلادے بہار بےخزان کوی دوست

جھک گئی گردن گریبان کیطرف جب وقت فکر
نحن اقرب سے ملا ہمکو نشان کوی دوست

ہی یقین ہو جبہت خورشید سے جلدی سحر
حکم حیدر ہی صدائے پاسبان کوی دوست

گلشن جنت کی کیا پروا ہی ای رضوان انھین
ہین جو مشتاق بہشت جاودان کوی دوست

بلبلون کے چہچہے جب باغ مین جا کر سنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبان کوی دوست

لے ہما بیفائدہ تو نے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیون کے ہین سگان کوی دوست

دیکھون ای واعظ کسے سنتے ہین دلسے سامعین
وصف تو فردوس کا کر مین بیان کوی دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون خیاباتِ نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیانِ کوی دوست

میری اشکون سے جو دریا موج زن ہی رات دن
سر دم آبی بنے ہین رہروانِ کوی دوست

ہی نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا
اور ہی کچھ ہین زمین و آسمانِ کوی دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا پڑا
بار ہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوی دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پہ بتا سکتا نہین
دل مین ہی لب تک نہین آتا نشانِ کوی دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین اے امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستانِ کوی دوست

ردیف ثاے مثلثہ

گریہ بے سود ہی نالے دلِ ناشاد عبث
دادرس کوئی نہین شکوۂ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا ہے جلّاد عبث

ایک رنگ آتا ہی یان ضعف سے اک جاتا ہی
رنگ بھرنا مرے نقشے مین ہی بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان
بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیّاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا
تجھہ مین جوہر ہین یہ اے خنجر فولاد عبث

وہ گل آیا ہی نہ آئیگا کبھی گلشن مین
سرو قد اوٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

داد بھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہی بیداد
دوڑتی پھرتی ہی ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اور ہین دلمین مری کیا رکھا ہی
کرتی ہی خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ پہ تاسف سے نہین کچھ حاصل
وہ ہمین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سنکے دردِ دلِ عشّاق یہ کہتا ہی وہ بت
بندے اللہ کے ہو مجسے ہی فریاد عبث

بال بال اوسکا گرفتارِ بلا ہوتا ہے
بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین معشوق کے سب کچھ پایا
کون کہتا ہے کہ تھی محنت فرہاد عبث

انبیا تک ہے پابند شریعت کے امیر

ظاہری قید سے گھبراتے ہین آزاد عبث

ردیف جیم

آنے سے تیری یاس ہوئی مجھکو یار آج — کل تک ترا تھا موت کا ہی انتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اوٹھا پھر غبار آج — گذرا ادھر سے کیا کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو — نکھرا ہوا ہے رنگ عروس بہار آج

قاتل جو یوں ہین روز ترقی ہی حسن کی — کل سو ہوے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہان سچ ہی قید بوسۂ گیسو کی ہی سزا — کل کا نکالتے ہین وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سایے سے تم بھاگتے تھے دور — بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہے یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھین کھلی رہین — سمجھے تھے ہم تمام ہوا انتظار آج

مدنظر بتون کو مرا امتحان ہے اب — رہجاے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہی تو زخمی ہی محتسب — شاید کہ پی گئے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو نثار — کھدتا ہی تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم دراز ہے شب فرقت تو غم نہین — شب بھر کہے ہے فسانۂ گیسوے یار آج

کھینچے ہوئے ہین تیغ وہ بڑھ بڑھکے رکھ قدم — اے دل یہی تو وقت ہی ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان در گلشن پہ زار زار — شاید چمن سے ہوتی ہی رخصت بہار آج

کانٹون مین لیچلا ہی جنون مجھکو کھینچتا — باقی رہیگا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک اونہین بھی صاف مٹادیگا آسمان — باقی کہین کہین ہی جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا — مایوس ہوگیا دل امیدوار آج

رہ رہکے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیر — کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہے جو وہ گلعذار آج — پھرتی ہی باغ باغ نسیم بہار آج

پھولیگا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج — چھالون سے چھیڑ کرتی ہی پھر نوک خار آج

بوسے وہ عکس دیکھ کے چشمِ سیاہ کا — آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

تڑپا رہی ہی ہجر مین لذت وصال کی — کل پی تھی جو شراب ہی اوسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہون — کہدو رہے خموش چراغِ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہی بیقرار — مشتاق صبح خود ہی شبِ انتظار آج

جھنجھلا کے بوسہ لبِ جانبخش پر کہا — کچھ موت تو نہین ترے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر — اوٹھا ہی کسکی خاک سے یارب غبار آج

گرم خرام رات کو ہوگا لحد پہ یار — ہر نقش پا بنیگا چراغِ مزار آج

بسمل نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغِ دل — گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منظور کسکا قتل ہے تیغِ نگاہ سے — پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج

میکش ہین زیر سایۂ انگور نالہ کش — ساقی چمن مین تیری پڑی ہی پکار آج

وہ کیا شبِ فراق مین کوئی نہ آئے گا — بیفائدہ ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہی مقرر وہ جانِ جان — دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سوار ہی آئے یقین ہی بہار کی — نکلا ہے پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پر ہے ابر ساقی و مطرب ہین سامنے — اللہ رے جوش رحمتِ پروردگار آج

قدمون پر اوسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا — کیا کام آگیا ہے دلِ بیقرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہی دیکھا ہے دیکھیے — دکھلاے کیا مشیتِ پروردگار آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آبلے امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہے کوئی کیا نوک خار آج

جلتے تمھارے رخِ آتشین سے دامن موج — یہ شعلہ وہ ہے جو نہ بجھاے برق خرمنِ موج

یہ انتظار ہے ساحل پہ کسکے آنے کا — سر حباب سے اونچا بلند گردنِ موج

خیال زلف مین کرتے ہین ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جائے کہین اوڑسکے مار رہزن موج

یہ خوف ہی تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آجتک نہین جاتا ہی رعشۂ تن موج

عبث ہی تجکو قریبون سے چشم دادرسی
سنے نہ بحر مین گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہین کسے رقت
حباب بہتے ہین آنکھونپہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا مین
کہ چشم مردم آبی ہے زیر جوشن موج

نقط نہ دیدۂ ترسے نگون ہی چشم حباب
خمیدہ شرم مژہ سے ہوئی ہی گردن موج

ڈبو رہا ہے مجھے بحر کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہون مین نہ دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہے احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہی احتیاج

خط عذار یار رقم سے بے رقم ہوا
اس خط کو کیا دوات و قلم کی ہی احتیاج

دل انکے کیف مے مین ہین جام جہان نما
کب میکشون کو ساغر جم کی ہی احتیاج

اشکون کے ساتھ عشق مین لازم ہی آہ بھی
جو ہی سپاہ اوسکو علم کی ہی احتیاج

ہم سینچتے ہین آنسوؤن سے اپنی کشت کو
اے ابر کسکو تیرے کرم کی ہی احتیاج

بے احتیاج کوئی نہین اس جہان مین
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہی احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہے شوق سجود مین
ساجد کو دیر کی نہ حرم کی ہی احتیاج

کب بھوک مین ہون طالب نان تجسے ای فلک
ہان ہے اگر تو سنگ شکم کی ہی احتیاج

وعدہ کیا ہی اوسنے تو آئیگا وہ امیر
کچھ اوس سے قول کی نہ قسم کی ہی احتیاج

ردیف حاے حطی

آزماؤ دل کو صاحب آزمانے کی طرح
کروٹین تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدہ و دلمین ہے مر رکھا ہی کیا ای تخم اشک
رنگ پیدا کر زمین مین ملکے دانے کی طرح

صورت آئینہ اے دل تا کجا دیدار رخ
خاک چھان اب تو چہ گیسو مین شانے کی طرح

درد دل اول تو وہ عاشق کا سنتے ہی نہین
اور جو سنتے ہین تو سنتے ہین فسانے کی طرح

ناوک انداز نگہ اچھی نہین یہ تاک جھانک
اوڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوارو تمکو کیا خورشید محشر کا ہے خوف
چھا رہا ہے ابر رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل مین تیری چوٹی کا خیال
چوٹ پڑتی ہے جگر پر تازیانے کی طرح

چشم فتان اونسے کہتی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھلائین زمانے کی طرح

ایکبار اے برق تکلیف اور کر جھگڑا اسٹے
پھونک دے مجکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بپا
دل مین آتے ہو تو آؤ گھر مین آنے کی طرح

اے جنون اب اور ہی دکھلا کوئی عالم وسیع
تنگ ہے مجھپر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہین اوٹھتا سر اپنا اسلیے
اسمین بھی کچھ کچھ ہے تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیان اے عندلیب
ڈالیو بن پر کاٹ دین گے آشیانے کی طرح

او کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہین نشانے کی طرح

دلکو آجاتا ہے یاد سوزن مژگان سے چین
زخم مین اچھی ہے یہ ٹانکے لگانے کی طرح

کتنے بیدرد اس زمانے کے اطبا ہین امیر
حال بیمارون کا سنتے ہین فسانے کی طرح

جسدن ہو وہ رشک مہر مجھے منہ دکھاے صبح
تا روز حشر شام نہو لاے خدا لاے صبح

پیر مغان کی بزم مین بخت سیہ کہان
جنت مین جیسے شام نہین ہے سواے صبح

ہنگامہ میکشی کا مناسب ہے گرم ہو
کیا سرد سرد چلتی ہے ساقی ہواے صبح

ایسا کیا ہے چرخ نے کوتاہ روز وصل
کیا دور ہے جو شام ہو پیدا بجاے صبح

اہل جہان بخیل ہین یا مسک ہین نحس ہین
اللہ روے زشت نہ انکا دکھاے صبح

ایسا شب فراق کیا تہنے انتظار
آنکھین سفید ہو گئین اپنی براے صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجرائے شام ہے وہ ماجرائے صبح

صبح شب وصال یہ روتا ہون مین لہو
شل شفق ہے سرخ سراپا ردائے صبح

شادی کی رکھ اُمید جو غم کا ہو سامنا
بعد سواد شب ہے ظہور ضیائے صبح

مشکل سے ہوتی ہے شب فرقت اگر تمام
ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگائے صبح

صورت شب وصال کی آتی ہے کب نظر
تاثیر ایک دن نہین کرتی دعائے صبح

ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہوش
کیون آتش شفق سے نہ مجکو جلائے صبح

میرے جنون کا پنجۂ خورشید مین ہے رنگ
کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قبائے صبح

بیجا ہے دخل غیر شب وصل اے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نپائے صبح

ردیف خائے معجمہ

گیا گیا جلا ہے دیکھ کے رنگ شراب سرخ
غصے سے ہو گیا ہے رخ آفتاب سرخ

ہمرنگ اہل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سرخ نہوگا گلاب سرخ

کشتہ جو تھا مین ایک بت سرخ پوش کا
ہاتھ آئی حشر مین مجھے فرد حساب سرخ

ہم دل جلون کا سینہ ہے میخانے کا جواب
وہان ہے شراب سرخ یہان ہے کباب سرخ

رہتا ہے دل مین بادۂ گلرنگ کا خیال
ساقی رہے نہ کیون مری چشم پر آب سرخ

غازہ جو اوسنے رات کو منھ پر لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ

فرقت مین یاد وہ رخ گلگون جو آگیا
خون روئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ

قاصد سمجھ گیا مین یہ ایما ہے قتل کا
شنجرف سے لکھا مجھے اُسنے جواب سرخ

چھوے جو اپنے دست نگارین سے وہ نگار
یاقوت کیطرح سے ہو در خوش آب سرخ

چھنتا ہے نور عارض گلگون سے اسقدر
ہوجاتی ہے سفید بھی اوسکی نقاب سرخ

اوبھرا جو اوس نگار کا جوبن شباب مین
دریائے حسن مین نظر آئے حباب سرخ

پرتو سے تیرے شان جمال و جلال کی
ہے روے مہ سفید رخ آفتاب سرخ

مخمور آنکھیں یہ نہیں ساقی کی میکشو
بلور کی پیالیون مین ہی شراب سرخ

خونریزیان ٹپکتی ہین قاتل کی وضع سے
جوڑا گلے مین سرخ کمر مین ہی ڈاب سرخ

مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن
پانی ہو کیون نہ طشت مین مثل شہاب سرخ

مطلب نہین امیر کو جور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ آگہی شراب سرخ

ردیف دال مہملہ

کون اوٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

ہون وہ نالان کہ ہے اتنے لیے مرنیکی خوشی
چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد

جتنا جی چاہے بلاؤن مین پھنسا لو مجکو
کوئی پاؤگے نہ مشتاق بلا میرے بعد

ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدین احباب
کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد

شکر ہے کچھ تو محبت مین ہوا رنگ اثر
تین دن اوسنے لگائی نہ حنا میرے بعد

کون ماتم مین ہے یون دل کا جلانیوالا
گل ہوئی شمع مزار شہدا میرے بعد

ضعف مین ہے تن مجنون بھی مہ نو لیکن
ہے وہ عالم مین تو انگشت نما میرے بعد

مر گیا ہون مین صنم تیری فراموشی پر
یاد کرنا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

تھا وہ بلبل کہ جگر مین مرے کانٹا کھٹکا
چمن حسن مین جو پھول کھلا میرے بعد

خون مرا کر کے بہت ہاتھ ملے قاتل نے
نہ جما پر نہ جما رنگ حنا میرے بعد

تھی مرے دم سے فقط اوسکے ستم کی تیزی
نرہے جوہر شمشیر جفا میرے بعد

میرے مرتے ہی ملا خاک مین یہ اوج جنون
دشت مین کوئی بگولا نہ اوٹھا میرے بعد

نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اوس نے
یار سے کھنچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد

خوشخطون نے نہ کسی کو بھی کیا [illegible]
یک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

زینت محفل ارباب سخن تھا مین امیر
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

موت پھر جاتی ہے آنکھون مین اگر آتی ہے نیند
رات بھر مُرکے رہی مُردے مجکو دکھلاتی ہے نیند

ہجر مین مجھ تک جو آتی ہے تو گھبراتی ہے نیند
مانگ کر پلکون کے پر آنکھون سے اوڑجاتی ہے نیند

دیکھتا ہون اونکی پلکونکو جو آجاتی ہے نیند
جاکر دیوانہ مجھ سے تنکے چنواتی ہے نیند

ہجر کی شب ایک تو یون ہی نہین آتی ہے نیند
اور پلک پلک سے تر ناصح اوڑیجاتی ہے نیند

درد دل کہتا ہون مین جب رات کو کہتے ہین وہ
ختم کیجیے یہ کہانی اب ہمین آتی ہے نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھونکو بندھتا ہے خیال
کرکے شب تا ب بنکر صاف اُڑجاتی ہے نیند

ایک دم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر مین
اہے اجل دیکھون تو پھر کیونکر نہین آتی ہے نیند

جاگتے مین جو فرشتون کو نہین آتا نظر
وہ تماشا خواب مین انسان کو دکھلاتی ہے نیند

جانتے ہو بند کیون ہوتی ہین آنکھین وقت خواب
اہل بینش چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہے نیند

لیٹتا ہون روز یہ کہکر مین مشتاق جمال
آج دیکھون سیر کیا کیا مجکو دکھلاتی ہے نیند

غفلت پیری ہے اب تھی نوجوانی تک ترنگ
رات کے جاگے ہوئے کو جیسے آجاتی ہے نیند

غافلون کو اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کی ماتی ہے نیند

ڈرتی ہے میرے سیہ خانے مین جو آتے ہوئے
موت کو ہمراہ لے لیتی ہے تب آتی ہے نیند

خواب مین ہر شب نظر آتے ہین کیا کیا ماہرو
اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہے نیند

چشم وا ہے شام سے ہرچند دروازے کی طرح
کیا ہجوم رنج ہے آنے نہین پاتی ہے نیند

عین غفلت مین ہین خوش اسطرح یہ اہل جہان
جیسے ہنس پڑتے ہین لڑکونکو جو آجاتی ہے نیند

سخت جان ہون ہجر مین پڑتی ہے گر تیغ اجل
یون اوچٹ جاتی ہے وہ جیسے اُچٹ جاتی ہے نیند

مین تو کیا محفل مین اوسکی جاکے سوجاتے ہین پانون
نرم بستر پا کے کیسے پانون پھیلاتی ہے نیند

ہجر مین آرام کیسا ہم کبھی شب بیدار ہین
کام کیا راحت کا کیون تکلیف فرماتی ہے نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزون سے آتی ہے امیر
خفتگان خاک کی صورت سُلا جاتی ہے نیند

چشم موسی کور ہے برق سر طور پسند
ہمکو اوس چہرۂ پرنور کا ہی نور پسند

جتنے میوے چمن دہر مین ہین ان سب مین
تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہی تری زلف سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سواد شب دیجور پسند

اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہے نغمۂ منصور پسند

کاش جراح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلے کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند

تیرہ دل چاہتے ہین کیون سارے جہان مین اندھیر
شپرہ کو ہے سواد شب دیجور پسند

ہون مین شاعر ہی مجھے شعر سے رغبت ایسی
جس طرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہنا تجھے منصور پسند

اک نظر میرے دل صاف کو دیکھے جو کبھی
آئینے کو نہ کرے وہ بت مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین مجھکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہی یون جہان مین اہل ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولون کا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہی پھول والون کا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین درد و غم دل نالان کو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد

ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون
ساغر بکف پھرا ہون مین سو محتسب کے گرد

گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشان عشق
مظلومون کا ہجوم ہی فریادرس کے گرد

دوران سر ہین الفت لب کا یہ حکم ہے
بیمار بنکے پھریے مسیحا نفس کے گرد

سر پھر گیا کسی کی پلک یاد آ گئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین خس کے گرد

عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے
کیا سیر ہی کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد

سودائے زلف مین مین عزیز جہان ہوا
ایسا مزا ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہے دید گنبدِ مولا کی اے امیر
آنکھون کی تپلیان ہون تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہین کوئے بتِ دلخواہ مین قاصد
کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد

اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا مین نے خطِ شوق
لیجا مرے نالے کو شبِ ماہ مین قاصد

مکتوب مین اوس چاہِ زنخدان کی ہی تعریف
ڈرتا ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد

اوس بت نے نکالا تھا اگر مجھ تلک آتا
کیون بیٹھ رہا خانۂ اللہ مین قاصد

کیسا چمنِ کوچۂ جانان مین گیا جلد
ٹھہرا نہ کہین مثلِ صبا راہ مین قاصد

لیکر خبرِ یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہی بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد

خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد

خط اوسنے لکھا سچ ہی یہ کہتا تو قسم کو
چل حضرتِ عباس کی درگاہ مین قاصد

ڈھیلی ہی کمر کسکے ذرا باندھ دوبارہ
گر جاے نہ خط کھل کے کہین راہ مین قاصد

خط پڑھتے ہی ہوتے وہ ادھر آپ روانہ
ہوتا ہی اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اوسکو تو اک بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجرِ قاتل نکر اتنا روانی پر گھمنڈ
سخت کم ظرفی ہی اک دو بوند پانی پر گھمنڈ

شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورتِ پروانہ کر سوزِ نہانی پر گھمنڈ

ہے اگر شمشیرِ قاتل کو روانی پر گھمنڈ
بسملون کو بھی ہی اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

نازاٹھانیکا ہر اُسکے حوصلہ اے جان زار
اب تلک تجکو ہے زور ناتوانی پر گھمنڈ

نوبتِ شاہی سے آتی ہو صدا شام و سحر
اور کرلے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھہ او ناداں کہ پیری کا زمانہ ہو قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہے جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے سُنکے چپکی لگ گئی
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل مرے اعمال کب ہین اے کریم
تیری رحمت پر ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہے تری خاموش ہو
دل جلونکے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ

طبع شاعر آگے زورون پر کرے کیونکر نہ ناز
سبکو ہوتا ہے جوانی مین جوانی پر گھمنڈ

چار موجون مین ہماری چشم تر کے رہگیا
ابر نیسان کو بہی تھا دُرفشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والون کی آنکھین آپنے دیکھی نہین
حق بجانب ہو اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم مین ہین مست
دان نزاکت پر تو یان ہو ناتوانی پر گھمنڈ

تو بہی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑون اے صنم
زاہدون کو ہو بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزۂ خط جلد یارب رُخ پر اوسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمر جاودانی پر گھمنڈ

گور مین کہتی ہو عبرت قیصر و فغفور سے
کیون نہین کرتے ہوا جبا جبقرانی پر گھمنڈ

ہے یہی تاثیر آب خنجر جلاد مین
چشمۂ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد و آبا کے تفاخر کیا امیر
ہین وہ نادان جنکو ہے قصّے کہانی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

کیا روکے قضا کے وار تعویذ
قلعہ سے ہے نہ کچھہ حصار تعویذ

چوٹی مین ہے مشکبار تعویذ
یا فتنۂ روزگار تعویذ

دونون نے نہ درد دل مٹایا
گنڈے کا ہے رشتہ دار تعویذ

کیا نادعلی مین بہی اثر ہے
چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ

ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل
ہمکو بھی ہو کچھ امید تسکین
پتال کو خبر ہماری پہونچی
حاجت نہین اونکو نور تن کی
کھٹکے وہ نہ آئے فاتحے کو
پی جائینگے گھول کر کسے آپ
اے ترک ٹلین بلائین سر سے
ڈر ہے تمھین کنکنون سے لازم
اکسیر کا نسخہ اوسکو سمجھون

سے ہے مہر کی زرنگار تعویذ
کھوئے جو تپ خمار تعویذ
گاڑا تہ پاے یار تعویذ
بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ
دیکھا جو سر مزار تعویذ
ہے نقش نہ خاکسار تعویذ
اک تیغ کا خط ہزار تعویذ
لایا تو ہے سادہ کار تعویذ
کھوئے جو تراغبار تعویذ

مجمع سے ہے امیر کی لحد پر
میلے کا ہے اشتہار تعویذ

چوٹی مین اگر ہے بار تعویذ
یان جب سے کے تو پانچ چار تعویذ
ہے مار سیاہ اوسکی چوٹی
گھر اونکے گئے تو ہمنے گاڑے
لکھے مرے خون سے جو عاقل
جاتی نہین ہجر کی تپ حار
قاتل نے لکھا جو کوئی پرزہ
چاندی ہوئی اوسکی جب دیا حکم
ہوا یک سپر نہ تیغ غم کی
لوتار نظر مری اگر ہے

لا میر سے ہی سہر سے مار تعویذ
وہان نبض سکے ہین ہزار تعویذ
من سانپ کا زرنگار تعویذ
چارون کونون مین چار تعویذ
دکھلائے نئی بہار تعویذ
ناحق سے ہے گلے کا ہار تعویذ
سمجھا مین جگر فگار تعویذ
سونے مین منڈھے سنار تعویذ
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ
ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیون نہ رشک سے دل جلے نہ میرا
ہوا اوس سے جو ہمکنار تعویذ

چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا
سے ہے صاحب افتخار تعویذ

بازوے صنم کہان کہان تو
اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت
جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف رای مہملہ

دل پر داغ کا مسکن نہین ہی اوسکے گیسو پر
اوگا ہی پھول لالے کا یہ گویا شاخ شبو پر

ہجوم ایسا ہوا گلشن مین اوسکے قد دلجو پر
گرے سرو لب جو ٹوٹ کر سرو لب جو پر

الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا
عوض تعویذ کے باندھا ہی اوسنے اپنے بازو پر

کہان جاتا ہی اپنی فکر سے اوس چشم کا مضمون
یقین ہی صید ہو ڈالا ہی گھوڑا ہمنے آہو پر

سنبھل سکتا نہین ہی سر وفور ناتوانی سے
اگر تکیے سے اوٹھتا ہی تو آرہتا ہی زانو پر

امید قتل ترک چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہی
نظر کر دست مژگان رکھدیا ہی تیغ ابرو پر

یہ شوق قتل ہی ہمکو کہ مقتل مین گلا رگڑا
کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر

پرستش سے بت پندار کی انکو ہی کب فرصت
مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر

مرے رونے نے فرقت مین رولایا ایک عالم کو
بہائے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر

چمک جاتا ہی درد دل زیادہ ہجر ساقی مین
اگر برسات مین شب کو نظر پڑتی ہی جگنو پر

اگر رخصت ہی ہی مد نظر اتنا ٹھہر جاؤ
کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندہو نہین بازو پر

در جانان پہ مطلب تھا یہ میر العزش پا سے
کہ اس حیلے سے رکھدون ہاتھ دربان کے بازو پر

خبر تجکو نہین ہی اے سگ جانان تعجب ہے
سگ اصحاب کہف آیا ہماری لاش کے اوپر

پڑا خط بھی نہ میرے تن پہ میری سخت جانی سے
تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہی محبت مین

مسلمان بنکے ہم عاشق ہوئے اک طفلِ ہندو پر

فقط کہتا نہیں میں شعر اوس مصرعِ گیسو پر
رباعی اک نئی ہوتی ہے موزون چار ابرو پر

نہیں خالِ سیہ جو ہے نمایان اوسکے ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخِ آہو پر

وہ شاہِ حسن تل بیٹھے تو پیروج شرف بخشے
کہ صدقے سو ہما پھر پھر کے شاہین ترازو پر

مرض میں اوسکے گھر جاکر عیادت کا بہانہ اوٹھا
دعا میں نے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اوسکے بازو پر

معطر ہو مشامِ جان تک ہو جو میرے داغِ دل سونگھیں
چمن میں مست ہیں کیا بلبلیں پھولونکی خوشبو پر

سلام اوس ترک کا لینا ہے ایما قتل کا شاید
کہ رکھتا ہے وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر

ہوا میں سینہ زن فرقت میں جنبش کر گئی یاد اوسکا
خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر

نئی وحشت ہے مجکو وحشیون سے انس ہے ایسا
کہ آنکھیں دشت میں ملتا ہون نقشِ پائے آہو پر

خیالِ نازکِ مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہیں
کہ توشے کا گمان ہوتا ہے مجکو اپنے پہلو پر

گرے تھے نہرِ گلشن میں کبھی دو اشکِ گرم اپنے
حباب انکو نہ سمجھو ہیں یہ تبخالے لبِ جو پر

نہایت تنگ ہے قاتل ہماری سخت جانی سے
کہ تن پر خط نہیں پڑتا کوئی اس دستِ بازو پر

کیا دلکو جلا کر خاکِ اپنی بنی وسمہ
بڑی مشکل سے پایا قبضہ اوسکی تیغِ ابرو پر

ملے بازو اگر اوس ترک نے دستِ حنائی سے
جمایا طایرِ رنگِ حنا نے رنگ بازو پر

بہت کرتا تھا رم جب سامنے آیا وہ صید افگن
نہ سوجھا کچھ پڑے حیرت کے پردے چشمِ بازو پر

ہمن کی کیا حقیقت ہے اگر اوسمین نہو گوہر
نہ کیونکر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر

پسِ مردن یہ بخشی ہمکو رفعت بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

بڑھا جاتا ہے تجسبے دیکھ کو سون ناقۂ لیلے
سوار ای قیس تو بھی کیون نہیں ہوتا ہے آہو پر

سہی قد یاد آتے ہیں جو گلشن میں خرامان بھی
بھر آتی ہیں امیر آنکھیں مری قمری کی کوکو پر

کیا قصد جب کچھ کہون اونکو جسنے کر
دبی بات ہونٹھون میں منھ سے نکلکر

گرا ہین ضعیف اوسکے کوچے کو چل کر
نئی سیر دیکھو سو لے قاف چل کر
ادھر کی نہو جاسے دنیا ادھر کو
وہ کرتے ہین باتین عجب چکنی چکنی
نہ بسنطر ہو نہین کیا مرے ساتھ جھگڑا ہین
نہ کبھی سے وہ زلف عمر خضر سے
گلستان نہین ہے یہ بزم سخن ہے
غضب اوج پر ہے مرا بیقراری
پڑا اتصید دل پہ جو منھ تو نے پھیرا
نہ آئینگے وہ آج کی شب بھی شاید
پھسلو وحشیو بزم گلزار میسکے
چھپا اک بہت خاک ظالم نے ڈالی
مگر پال سی ہے نہ سپکے یہ ڈر ہے
حضور اوسکے باتین جو کین ڈرتے ڈرتے
چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے
وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت ہمیشہ

زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر
سر راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر
یہ مطلب کہ چوٹ ہو کوئی پھسل کر
تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر
کہ مجھ سے کہان جائیگی تو نکل کر
کہو شاعرون سے کہ پھولین نہ پھل کر
زمین آسمان بن گئی ہے اوچھل کر
نشانہ اوڑایا ہے کیا رخ بدل کر
کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر
گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر
شفق بنگیا خون میرا اوچھل کر
جوانی پر اے ترک اتنا نہ بل کر
کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر
ہوئی پیچ وہ ہر بات مین تہ نکل کر
کہے ہو گئی داغ ساغر مین جل کر

کہے شعر امیر اوس کمر کے ہزارون
مگر رہ گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہے تو محشر مین جل کر
پڑی مجھ پہ اوچھی وہ تلوار چل کر
نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب

جہنم اوگل دیگا مجھکو نگل کر
گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر
نہ گھٹ کر ہون قطرہ نہ دریا ابل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک فگن
گڑی میرے دل مین زبانسے نکل کر

جو شامِ شبِ ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پہ آئی ہے صورت بدل کر

جہان مین نہ کی قدرِ غم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دلسے نکل کر

رخ اوس بت کا شاید نکلتا ہے پتھر
کہ قدمون پہ کرتی ہین نظرین پھسل کر

جلا تھا مرا دل بہ پروانہ آسا
کہا مین نے بھی شمعرو اون کو جل کر

جلانے کو دل داغِ سینہ ہی کافی
مگر تو ہی اے داغ پہلو بہل کر

جو کھینچے گا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اونھین آتے دیکھا تو دوڑین نگاہین
گئی آنکھین اونسے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پانون محفل مین کیسے
ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اسقدر نقدِ جان کیون ہو اے دل
خدا دے جو ہمت تو نذرِ اجل کر

بشر کیون نہو بیوطن ہوکے مضطر
تڑپتی ہے دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہون جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پہ مرے گر پڑی تیغ اوگل کر

مرا دل بھی آئینۂ انجمن ہے
دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے درِ دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھہ ظالم سنبھل کر

امیر اہلِ مسجد سے اظہار تقوی
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہی خود اونسے پوچھون مین چلکر
یہ خط تمنے پھاڑا کہ قاصد نے جل کر

جو برسات مین تا درِ یار پہونچے
بہانہ کیا خود گرے ہم پھسل کر

توقع ہے دہوکے مین آکر وہ پڑھ لین
کہ لکھا ہے نامہ اونھین خط بدل کر

کہان ہو تم اب چونک اوٹھے نہ غش سے
نہ جا بوئے مے میکدے سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر

زمین پر نہین پاؤن رکھتا ہے قاتل
کہو خون دامن پکڑ لے اوچھل کر

بتو نیرنگ پروانہ ہے عمر انسان
دکھاتی ہے یہ تین شکلین بدل کر

نکالا جو پیر مغان نے تو کیا غم
بُلا لیگی پھر دخترِ رز مچل کر

کھنچے دل نہ کیونکر حسینون کی جانب
جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر

وہم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا
کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھل کر

پڑا ہے جو بے آب چاہِ زنخدان
ہوا کیا عرق تیرے رُخ سے نکل کر

نفس وار کی ایک جا آمد و شد
کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چل کر

حسین کیون نہ جوشِ جوانی کو روئین
کہ جوبن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر

بہ تمثیل ہے تیرا کہ آتے ہین قاتل
جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چل کر

نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی
جگر دب رہے روک لے دل اوچھل کر

یہ خواہان ہے مثلِ نگین بے نشانی
نہ جائے کہین نام میرے نکل کر

ڈرے قتل سے وہ کمر کب ہے منکر
خطر کیا ہو بیٹھی ہو کیون ناف ٹل کر

یہی سوز غم ہو تو اشکون کی صورت
کسی روز بہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک ساقی سے جل کر

نہ جاتا تھا اُس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا نہ غمی قاز ہل کر

تھکے مدتون راہ مین جن کے چل کر
وہ دو در تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شبِ تار ہو جائیگا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت
تو یوسف جہان بھیڑیون مین ہو پل کر

ضعیفون کو ہے باعثِ زیست بستر
کہ تمثال ہے عکس آئینے سے نکل کر

شراب گرم نظرون سے دیکھے جو ساقی — ابھی مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر

نہ رخ دور دور سے بیتاب دل ہے — کہان جائے بازو سے مچھلی نکل کر

گرین گرم آنسو جو دریا مین میرے — صدف مین گہر بھی ہو قطرہ پگھل کر

عجب خاک تیرہ بھی ناگن سے سوزی — کرے غم سے بچون کو اپنے بغل کر

مے گرم نے کردیا گرم ساقی — صراحی پہ کوئی شیشے سے نکل کر

یقین ہو کہ پھر جان ہی لین یہ موذی — جو بیٹھین کبھی ہم شکل چیچک نکل کر

جو وہ اٹھکے چلے اہل محفل تو کیسے — بگڑے سپند اسکا دامن اوچھل کر

رقیبون سے کیا ہے وہ ڈر کیون کو — کر دیتے ہین مجکو خط اوسکا بدل کر

وہ مجنون ہون شکوہ جو صحرا مین بھٹکون — چراغ سر باد ہو گا نفس جل کر

ابھی جان دیدون جو سمجھے مجھ — غبار اوس ستمگر کے دل سے نکل کر

اوٹھا ایدل آنکھون سے آتا نہ طوفان — کنوئین بیٹھ جاتے ہین اکثر اوبل کر

نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے — جلایا جو پردون کو آنکھون نے جل کر

جھکائی لحد گلرخون کو فلک نے — پڑی کس شکنجے مین نازون سے پل کر

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا — بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر

کہو میرا مرنا نہ اوس گلبدن سے — مٹا دے نہ رنگ حنا ہاتھ مل کر

وہ اک غرق تھا مین ہفت قلزم مین ڈوبا — گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر — مین یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر

در سے آسکتے نہین میرے سیہ خانے مین — ماہ و خورشید چلے جاتے ہین باہر باہر

داغ الفت ہے مرے دل مین کوئی چھپ سکتا ہے — شمع فانوس کا نور ایک سے ہے اندر باہر

غیر قاتل سے جُدا ہو نہین آتا ہی یقین
کیا ہوا خط کا جو اوس چاہ ذقن پر ہی ہجوم
شوق ہوتا جو نہ اوس چاہ ذقن کا رہبر
ایک گھر مین نہین رہ سکتے ہین یان دو انسان
ہون وہ دیوانہ جو رکھتا ہو نہین زنہ نہین قدم
مجمر چشم سے کیون دانہ اشک آئے نہ تند
ہون وہ جانباز مین آیا تو پے استقبال
چاہتا ہی کہ وہ بے پردہ ہو آنکھونکی حضور
قاصدی کیا جو خط اوس تیر فگن کو مین لکھون
شیخ صاحب نے جو رندون کی ہنسی سے آمد
ہون چڑھاتا ہی عبث جان بھی سی سر بھی دیا
بادہ خوارون کا زمانے سے جُدا ہے عالم

ہوگا سگ کوچۂ قصاب سے کیونکر باہر
مور روزن سے نکلتے ہین برابر باہر
کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر
حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے ستر باہر
غُل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر
کہ سپند آگ سے آتا ہے چٹک کر باہر
تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر
آتا جامے سے نہوا دل مضطر باہر
چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر
کیسے گھبرائے پڑے پھرتے ہین اندر باہر
کب ہوا تجھ سے مین اے ترک ستمگر باہر
بھٹیان ہوتی ہین آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہی اس پیکر خاکی کی اسیر
کیا حقیقت ہی صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزارون کو پنھائی زنجیر
ہی ہمارے دل صد چاک کا حصہ وہ زلف
آج منت ہوئی پوری ترے دیوانے کی
اے جنون ہان خدا کو نہ کڑی کر مجھ پر
ہی خوشی مجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ
ترے ہاتون سے پریرو نہین نالان ہین فقط
قید خانے کی طرح وادی وحشت مین ہون قید

رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر
شانہ ہی کون جو چھوتا ہے پرائی زنجیر
ملک الموت نے پانؤن کی بڑھائی زنجیر
عرش ہل جائیگا مین نے جو ہلائی زنجیر
تنگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر
کھینچتی ہی مرے پانؤن کی دُہائی زنجیر
ہوگئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

یاد گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
شیشۂ دل میں ہمارے اوتر آئی زنجیر

کس پری کے گل عارض کا میں دیوانہ تھا
کہ مرے پانون میں پھولی نہ سمائی زنجیر

قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت میں چمن
صبح گل آئی تو سمجھا کہ مین آئی زنجیر

اے پری دست حنائی کا میں دیوانہ ہون
چاہیے ہو مری گردن میں طلائی زنجیر

پانو نپر اونکے گری ہوکے پریشان کاکل
مری وحشت نے پری کو بھی پنہائی زنجیر

لے اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجھکو
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر

لیچلے یون ترے وحشی کو قیامت میں ملک
ہتکڑی ہاتھون میں پانون میں پنہائی زنجیر

اک حسین کا ہون میں دیوانہ تکلف ہے ضرور
نقرئی طوق ہے زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانب صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنہائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو اے آہنگر
آہن برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

اے جنون پانون میں مجروح تو گر نہیں خراش
طوق گل رنگ لہو سے ہے حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جاے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہیں چلتی کبھی مجھ زار پر
وائے بیرحمی کہ پانی بند ہے بیمار پر

جا بجا سبزہ نہیں اے دل یہ قصر یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سر دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا در دلدار پر
چڑھ گیا سایہ مرا بنکر سر دیوار پر

جو رہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہے اسی دیوار پر

یہ مکے بیت الحزن پہ چھائی ہے بوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہے قدم دیوار پر

کہہ گئی گل کرکے میری شمع بالین کو صبا
کوئی او نادان روتا ہے سر بیمار پر

بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہاتھ رکھدے ٹرھکے چشم نرگس بیمار پر

ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نغمون نے مست
دست گلچین پڑگیا اکثر بہک کر خار پر

دار کرنیکی نہ قاتل کو ملی گلشن مین بار
دیکھکر خود رکھدیا مین نے گلا تلوار پر

باغ سے پہونچا مین وحشی بے تکلف سوے دشت
پانون بھی رکھا نہ مثل بوے گل دیوار پر

موسے کپڑے زاہدان خشک کے کیا تر کیے
جلکے ہمنے آگ رکھدی جبہ و دستار پر

وہ حسین ہی تو ہوا زندانمین جسدم جلوہ گر
کھینچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر پر ہوا بال ہما
جو کبوتر اوڑکے آبیٹھا تری دیوار پر

گرد گل کانٹے نہین ہوتے یہ گلشن مین نمود
انگلیان اوٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مین نے آہ
وار روکے سیکڑون تلوار کے تلوار پر

زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اوٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھ اگر آئینۂ وحدت نما سے ہو دوچار
ہے پر طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر
اڑکے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہے قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوئے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہین عشاق کیا کیا ابروے خمدار پر
روز یارون کے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر

جلوہ گر ہے خود وہ اپنے طالب دیدار پر
دھوپ کی ٹٹی ہے پرتو یار کے رخسار پر

دیکھکر چھالے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ لپٹے موتیون کے ہار پر

شان اوسکی ہے کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار
چھت ہوتی ہے تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

سمجھے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اوس آنکھ کی
بارہا دیکھی رکھے اونگلی ترک نے تلوار پر

بند آنکھونکی دکانین ہو گئین ہنگام مرگ
آخر شب کیا اوداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
لالہ داغی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہو تمین وہ محروم راحت گر نہ پاؤن فرش خواب
گر پڑے دیوار چھٹ کر سایۂ دیوار پر

ہے بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہے چال یکسان ہر ناہموار پر

ہوئی وہ طائر لذت غم کب تجھے پوری نصیب
نوچنے مین رہ گئے صیاد سے دو چار پر
اسلیے تا دور سے دیکھنے والے ہون مست
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر
کرکے گلگشت چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل
ابر کے بدلے اوڑ آہی چھا گئی گلزار پر
ہے یہی باعث جو ہے رنگ بدن طوطی کا سبز
زہر کھایا ہے تمہارے سبزۂ رخسار پر
نیزۂ قاتل سر بسمل پہ خندان زخم تن
کیا اوگا ہے نخل ماتم قہقہہ دیوار پر
آ رہے ہی آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر
سورۂ جن پڑھکے دم کرتے ترے بیمار پر

تیز پڑتی ہے نظر اوس ترک کی مجھپر امیر
تل رہا ہے باز کیا گنجشک کے آزار پر

ہوا گر ناز سے وہ بزم مین قدمان جھک کر
چوم لے پانون سر گوشۂ دامان جھک کر
مرتبہ پیش خدا ہوتا ہے اتنا ہی بلند
جسقدر چلتا ہے انسان ہے انسان جھک کر
خاکساران زمین کا ہے یہ شوق پابوس
رہ گئی ہے کمر گنبد گردان جھک کر
رفعت قصر تواضع سے اگر واقف ہون
آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر
مین وہ عاشق ہون صفا کیش پریزادون کا
ملتے ہین مجھ سے بغلگیر سلیمان جھک کر
دیکھ پائے جو اسی ہاتھ سے تجکو اے ترک
لے قدم دوڑ کے رستم سر میدان جھک کر
تم وہ لیلے ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بید مجنون ہوے شمشاد گلستان جھک کر
بیڑیان بھی جو کہین ہون وہ اسیر لاغر
پانون مین پھر پھنسے طوق گریبان جھک کر
سرکشی اہل تواضع سے کوئی چلتی ہے
پست دروازے سے آتا ہے خود انسان جھک کر
تو وہ گلرو ہے اگر باغ مین رکھتا ہے قدم
چوم لیتی ہے قدم شاخ گلستان جھک کر
قد خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین انسان
سب سمجھتے ہین کہ گر جاتے ہین ایوان جھک کر
آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیر حیات
چار دیوار عناصر ہوے ویران جھک کر
ہے یہ ایمان کہ چلا چاہتے ہین زیر زمین
چلتے ہین جو ہم پیری مین جو انسان جھک کر

کہدو صبا سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہی کام
خود نہ پاؤگی مجھے شاخ گلستان جھک کر

یاد رکھہ مصرع استاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہی جو یاد روے جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کی طرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یاد زلف یار مین جمعیت خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

ان دنون ہوتی ہین یون اپنی بسر لیل و نہار
یاد رخ دن بھر خیال زلف پیچان رات بھر

کچھہ شب فرقت نہ پوچھو حال اشک و آہ کا
برق چمکی صبح تک برسا ہی باران رات بھر

بند ہوگیا ہی شام سے کس زلف کی افشانکا دھیان
جگنوؤن سے ہی مرے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان ہوتا ہی مجھہ گریان سے کیون چین بر جبین
مثل شبنم ہو گئیں اس گلشن مین مہمان رات بھر

نیت بد ہو تو کار نیک سے حاصل ہے کیا
جاگتے ہین دزد بھی مثل نگہبان رات بھر

عالم افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج
ہی چراغ خانہ اپنا ماہ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہی شریک درد کون
شمع رہتی ہی مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھہ تو پتا
پھونکتے ہین مشعلین غول بیابان رات بھر

آتش شوق اور بھی قصہ خوان نے تیز کی
کیون سنایا ذکر بلقیس و سلیمان رات بھر

کی عبادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام
حکم حیدر تھی جو آواز نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شب فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھون سے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

ذرہ و پروانہ آسا گردش ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشور دل مین لکھ کے خط احباب کو بھیجے امیر
کیسے کیسے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچہ سان بیٹھہ رہا سر بگریبان ہو کر
رخ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہو کر

روح مین کشتون کی گلے ملتی ہین شادان ہو کر
عید ہے عید ہوئی یار پہ قربان ہو کر

پتلیان کب تری آنکھون مین ہین ای غیرت حور
دیکھنے آئی ہین یہان تجھے انسان ہوکر

عشق عارض مین ترے تار نظر چاہتے ہین
رہین قرآن مین شیرازۂ قرآن ہوکر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشم مردم مین کھٹکتا ہون مین انسان ہوکر

ہوکے محمود مین ہون بندۂ فرمان ایاز
ناز پریون کے اوٹھاتا ہون سلیمان ہوکر

ابھی اتنا ہی حجاب اونکو جو کچھ کہتا ہون
نیچی کر لیتے ہین آنکھین وہ پشیمان ہوکر

جل گیا اگتے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہوکر

ہو جدا تمسے تو کیا خاک سے ہے عاشق مین
جسم پیوند زمین ہوتا ہے بیجان ہوکر

ہون وہ وحشی مجھے اب نظرون سے گرائے جو جوان
چشم عالم مین پھرون خواب پریشان ہوکر

دل ملا خاک مین ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑون دانے اوگے خاک مین پنہان ہوکر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سے آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہے پریشان ہوکر

کچھ اوٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
جل دیا زخمون پہ قاتل نمک افشان ہوکر

خون دل کوچۂ گیسوے سیہ مین جو بہے
جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہوکر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن مین چمکین
جل اوٹھین شہپر طاؤس چراغان ہوکر

چاٹتے ہین تری تلوار کے جوہر او زنگ
ذہن زخم مین جم بیٹھتے دندان ہوکر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھین
رہ گئین رخنۂ دیوار گلستان ہوکر

موسم گل مین تقاضا ہے جنون کا یہ امیر
چاک ہو پیرہن زیست گریبان ہوکر

نزار ایسا مین ہوا بادیہ پیما ہوکر
ذرہ چاہے تو تھکا دے مجھے صحرا ہوکر

اسقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہوکر
کف پا اوٹھ نہ سکے نقش کف پا ہوکر

ہم مریضون سے یہ اغماض مسیحا ہوکر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

لذت درد سے جلنے کا مزہ ملتا ہے
چھیڑتا کیون ہے مجھے زخم دل اچھا ہوکر

بعد مرنے کے بندھی ہے مرے نالون کی ہوا
گنبد قبر اڑے کیون نہ بگولا ہو کر

سرو و گل سے تجھین تشبیہ مین کب دیتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہو کر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر
رہ گیا دیدۂ بسمل کی طرح وا ہو کر

ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھسلا
آ رہا کان مین اوس مہر کے بالا ہو کر

او نچے اوڑتے ہین کبوتر تری ٹکری کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہو کر

حسرت دست حنائی مین ہم ایسا روئے
بہہ گیا آنکھ سے دل خون تمنا ہو کر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہی رہتے
غرق کر دے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہو کر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور ہر دانۂ انگور ہو مینا ہو کر

لیچلے مال امیرون سے فقیرون کے لیے
لوٹیے دولت دین طالب دنیا ہو کر

آس کے وحشت مین جو کہتا ہو نمین سہ جاتا ہو
ناز مجنون کے اوٹھاتا ہے وہ لیلی ہو کر

بید ہین بنتے ہو تاقم سے جلا نا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مردون کو مسیحا ہو کر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہو کر

لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہین جب بہر شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوے صحرا ہو کر

خرمن جان و جگر مزرع امید امیر
دل نے پھونکا شرر آتش سودا ہو کر

کبھی تو بھول کے رکھدے قدم مرے سر پر
پڑا ہون صورت نقش قدم ترے در پر

جو ذبح بھی ہو تو احسان نرکھہ ستمگر پر
یہ ذکر خیر رہے گا زبان خنجر پر

وہ مست ہون کہ رگڑتا ہون سینہ خنجر پر
وہ شیشہ ہون کہ ٹپکتا ہون سر کو پتھر پر

وہ مست جب کبھی گذرا ہے میکدے کیطرف
بہک کے دست سبو جا پڑا ہے ساغر پر

دل شکستہ نے اوس بت کے دلکو نرم کیا
کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

برنگ سایہ رہا پایمال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگِ یار کو سلام نیاز
ہما نے سایہ پرون سے کیا کبوتر پر

ہوا لے بوسۂ لب ہی ہی تو مرگ کے بعد
حباب بنکے رہونگا مین آبِ کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک مین نے شیر مادر پر

پھڑک رہا ہے مرا مرغِ روح اے قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہے جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک یہ ہوتا ہے
پڑا ہوا ہے فقط رخت خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آئینے مین ترے
چُھری کو کرتے ہین در پہ وہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گرد یتیمی ہے روئے گوہر پر

صفِ مژہ کو بھی ہے تاک چشم ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہے نامہ مرا لیکے نامہ بر یارب
ترے حبیب کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہے یہ نفرت نہ ہاتھ اوٹھاؤن اسیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربتِ تو انگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہے چادر پر

پھرینگے حشر مین کھولے ہوئے وہ زلف دراز
بڑی بلا تو پڑے گی یہ اہل محشر پر

کچھ اسمین شان نکلتی ہے تیرے مژگانکی
نثار سو رگ جان ایک نوک نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوش جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزا ہے ابھی تک زبان خنجر پر

ہوا ملون اہلِ دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آبِ گوہر پر

مین سخت جان ہون وہ کرتا ہے سنگسار مجھے
خطر ہے ضرب نہ آجائے اوسکی پتھر پر

ملے جو خدمت آئینہ داری خوبان
مرے گناہون کی گٹھری ہے غیر کے سر پر

لیے ہین دفتر عصیان کو کاتب اعمال
مرے گناہون کی گٹھری ہے غیر کے سر پر

یہ مجکو حسرت دیدار یار تھی دمِ قتل
پس فنا نہ چڑھا خون بھی مرا سر پر

جو اک دم کو بھی غربت مین آپ آ بیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اوٹھ گئی در پر

وہ ناتوان ہون نکلے جو گھر سے یا رب مجھے
چلون وہ چال کہ پہونچون نہ حشر تک در پر

ہجوم اشک سے دانتون کے عشق مین یہ کھلا
بندھا ہے موتیون کا پل یہ آب گوہر پر

وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھونکا
تو اوڑ کے شل پر کاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمت عصیان سے رکھیا پردہ
عجب نقاب پڑی روے اہل محشر پر

سنا کسی سے جو نام دوائے درد جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہائے درد جگر

رضا ہو عشق کی جو ہر طرح ہون مین راضی
گھٹائے درد جگر یا بڑھائے درد جگر

نہ کوئی دوست نہ والا نہ مہربان ہے طبیب
کہان سے آئے الٰہی دوائے درد جگر

زبان رک نہین سکتی ہے رنگ چہرہ ہے زرد
کہان تلک کوئی یا رب چھپائے درد جگر

تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہے اب مجھے ثابت
کہ جان جائے یہ ہے انتہائے درد جگر

دیا ہے قسمت بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہے سوائے درد جگر

ہوئی دوا بھی، لکھے عاملون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے درد جگر

اٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسیکی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے درد جگر

ہمارے دل کا وہی درد امیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے درد جگر

جلتا ہے دل فراق مین کیونکر خوش آئے ابر
پر کالے آگ کے ہین مجھے لکہ ہائے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پر جو آئے ابر
رو رو کے چادر آب ان کی چڑھائے ابر

ہین کسکے غم مین نالہ درد آشنائے رعد
ہے کسکے غم مین گریۂ بے انتہائے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہے ٹھیک انکے بدن پر قبائے ابر

ساقی ہین بادہ خوار ہے بادشاہ وقت
سر پر ہے انکے سایۂ بال ہمائے ابر

سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون
بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعاے ابر

مین ہجر یار مین ٹکڑون ٹلے اے فلک
بلبل تو ہاے گل کہے طاؤس ہاے ابر

آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان
چھائی ہر کیا چمن مین اداسی بجاے ابر

اک برق وش کی یاد مین رو رو کے مر گیا
کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری رداے ابر

دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین
پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہاے ابر

ہر دامن تر مین سمندر بھرے ہون جب
پھر کس طرح نظر مین ہمارے سماے ابر

خط اس طرح سے ہے روے کتابی یار پر
کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اوٹھاے ابر

بیجا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کہدو کہ آبرو کو نہ اپنے مٹاے ابر

مجھ مست سے پھری ہوئی ہے یہ ترے آباغ
شیشہ بھرون جو مے سے تو پتھر گراے ابر

برسات مین یہی ہے اگر میکشی کا لطف
دامن مین ناؤ ہون کے نہ دھبا لگاے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے امیر
ہان نیلگون ہو دوش ہوا پر رداے ابر

لے تبولازم ہی چشم لطف دولت خواہ پر
بوسہ یا دشنام کچھہ تو دو خدا کی راہ پر

جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندون کے مطیع
سایہ کرتا ہے ہما شہپر سے فرق شاہ پر

پھنس گیا ہون دام مین صیاد کا ہی اختیار
اب گلا میرا دبائے خواہ اوڑائے خواہ پر

بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض نہ اب
شک اگر ہو تو قسم ہم کردین کلام اللہ پر

چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین
جھائیان ہمکو نظر آتی ہین روے ماہ پر

کاسہ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہے عبث
چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر

کی شقت ہو گئے ہم خاک جسکی راہ مین
اے فلک وہ آجتک آتا نہین ہے راہ پر

اوٹھہ سکیگا کس طرح مجھ ناتوان سے کوہ ہجر
ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھ برگ کاہ پر

شکر ہے آنا تو الفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اوٹھتا ہے وہ بیدرد میری آہ پر

ہو وہ شاہ حسن زمین افلاک بھی زیر نگین
دیکھتے کیا ہو دل نالان کو دیکھو رعد کو
ہون وہ بیمار محبت مین جو چارہ ہوگا علاج
ہے تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
شکر ہے آئے بھی میرے گھر مین مہمان بھی ہوے

سکہ بٹھلاؤ زر خورشید و سیم ماہ پر
کیا بری آواز ہے اس قامت کوتاہ پر
چرخ سے اترینگے عیسے سقف بیت اللہ پر
موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پر
یہ عنایت یہ عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین مٹ جائینگے یہ مثل حباب اے امیر
ہین عبث مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہوا سلسلۂ جنبان چلکر
تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاش پہ لاش
ابر آیا ہے بہت بیٹھہ چکے مسجد مین
قصد اوس بزم کا کیجے کہ لے بوسۂ لب
جاتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال
باغ باغ اوسکی گلی مین ہے مرا غنچۂ دل
سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے

آرہا جو مرے دامن مین گریبان چلکر
رہگیا چار قدم سوے بیابان چلکر
تیغ کی چال دکھاؤ سر میدان چلکر
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر
کیجیے مول کوئی لعل بدخشان چلکر
چال مجھ سے نکرلے کبک خرامان چلکر
کیا کرون مین طرف روضۂ رضوان چلکر
پانی پانی ہے ترا خنجر بران چلکر
کبک و طاؤس نہ کیونکر ہون پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت مین امیر
روئیے خوب سر گور غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلف رسا ہے سر پر
سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی امن کی جا
واقعی کتنی ہے معشوقۂ دنیا بے شرم

تو شۂ حسن ہے یہ ظل ہما ہے سر پر
پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہے سر پر
تیغ پر اسکے ہے نہ برقع نہ ردا ہے سر پر

شمع سان سوزش غم سے نہین دنیا کو نجات — کیا تکلف ہے اگر تاج طلا ہی سر پر

دھوپ مین چلکے دکھایا ہی نیا تمنے فروغ — آفتابی سے ہے گر دامان قبا ہی سر پر

روبرو اوسکے جھپکتی ہی مہ و مہر کی آنکھ — چاند سورج کی وہ چوٹی مین ضیا ہی سر پر

کہکشان چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر — ترک کھینچے ہوے شمشیر جفا ہی سر پر

سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہین وبال — سایۂ بال ہما ابر بلا ہی سر پر

سرخ ٹوپی نہین پہنی ہی مرے قاتل نے — خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہی سر پر

حسب ارشاد نبی فقر حقیقت مین ہی فخر — ابر رحمت کہ گلیم فقرا ہی سر پر

دشت مین گرمی رفتار و بخار دل سے — بجلیان پانون کے نیچے ہین گھٹا ہی سر پر

حامل کوہ غم ہجر ہون کیا راہ چلون — پانون اوٹھ سکتے نہین بوجھ بڑا ہی سر پر

کوے جانان مین گرایا مجھے ای لغزش پا — بارک اللہ یہ احسان ترا ہی سر پر

میکشو پانون اوٹھائے ہوے گلشن کو چلو — ساتھ چلتی ہی ہوا سرد گھٹا ہی سر پر

محتسب ویسے ہی شیشے کی پری کا دشمن — سخت دیوانہ ہی جن اسکے چڑھا ہی سر پر

واعظ شہر بھی رکھتا ہی کنہیا کا مکٹ — واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہی سر پر

اہل دنیا ہین غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہی سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دو چار — ساتھ پیکان کے نکلجاتے ہین ارمان دو چار

ذکر اوس مصحف عارض کا بھی ہوتا ہی ضرور — جمع ہوتے ہین جہان حافظ قرآن دو چار

ساکنان حرم و دیر کو ہم دیکھہ آئے — رخ کے حیران ہین تو گیسو کے پریشان دو چار

جب نکلتے ہین مکان سے وہ بدلکر کپڑے — چاک ہو جاتے ہین رستے مین گریبان دو چار

مجلس گور غریبان نہین رہتی خالی — روز آرہتے ہین اسمین نئے مہمان دو چار

جھانک کر روزن دیوار سے دیکھو تو ذرا — در پہ ہین خاک نشین بے سر و سامان دو چار

عاشق عارض و لب قید سے چھوٹے جسدم
ہوں وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہیں دل روز مرا
رخ کے عشاق سے وابستہ گیسو ہیں سوا
ہوں وہ بسمل مرے زخموں کو مزہ درد کا ہے

گئے وس بس حلب کو تو بدخشان دو چار
جبتلک طے نہیں کرتا ہوں بیابان دو چار
لاکھوں ہندو نظر آتے ہیں مسلمان دو چار
نہ بھرے جی جو نہ خالی ہوں نمکدان دو چار

امتحان مردم دنیا کا کیا ہے امیر
دیو خصلت جو ہزاروں ہیں تو انسان دو چار

تمھیں کو جانا تمھیں کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہو کر
ادا تو دیکھو کہ وقت زینت ہر ایک رو یان بند کا اوسکے
ٹھہر گیا ہے ہمارے دل میں ہزار منت سے درد الفت
قدم جو اوسکے مکان میں رکھوں نہیں یہ ممکن کہ ہوں نہ زخمی
جو سخت دل گردشوں سے چھوٹے تو ہو پیچ اور دیکھو اوس سے ایذا
عبور دریا میں ساتھ میرے ہی میری تقدیر کی برائی
نہان تھا آنا کہ ہو نہ ظاہر عیان تھا جانا کہ سب ہون ماہر
بہت فرنگی بچوں کی صحبت کا شوق اے جا جیسے ہے ہمکو
کہاں طرح یہ جنون میں ہمسایہ ہے کوئی آتا جگاہ آفت
غضب ہے انسان کو مصیبت گئی جو انسان سے ہو یہ فائی
ہوئے تھے ہندو بچوں کے عاشق شہید ہونے کی کیا خبر تھی
اثر نجانے کسی طرح جسے مرے مقدر کی کوتہی کا
گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ تا ہو تھا ہاتھ میں گل

دوئی کا وحدت میں دخل کیسا رہے ہمیشہ الگ ہو کر
چبھا رگ جان میں مثل نشتر جگر پہ بیٹھا خدنگ ہو کر
مگر یہ فکر رہی کہ اوٹھ نہ جائے مکان کی تنگی سے تنگ ہو کر
لگائے در دن کے مجھکو چھرے ہر ایک وزن تفنگ ہو کر
بدنکو زخمی کرے مقرر جدا فلاخن سے سنگ ہو کر
بچا ہے کشتی دل پہ نت پیسے جو آرہ پشت نہنگ ہو کر
وہ دل میں آئے ذرا نہنگ ہو کر گئے تو چہرے کا رنگ ہو کر
حرم کو تم سیدھے او جاؤ ہم آرہینگے فرنگ ہو کر
چبھا جو تلوے میں اینٹ کا نٹا وہ لیکے بیٹھا خدنگ ہو کر
کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے بہم ہیں گردش میں سنگ ہو کر
نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اوڑے گا ہولی کا رنگ ہو کر
فلک تھے گو قمر وسیع بھی ہے وہ قبر نجانے تنگ ہو کر
وہ فصل ہے اب اگر میں رکھوں تو پھول غنچہ ہو تنگ ہو کر

جواب خط وہ اودھر سے آیا کہ دل گیا اے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھر اوہاں سے خدنگ ہو کر

نہ کور باطن ہو اے برہمن ذرا تو چشم تمیز وا کر
جو اوٹھکی پہلو سے انجمن مین نہ دور بیٹھو ہین مجھسے جا کر
شرر سے کمتر کہ پست فطرت پھنسا ہے کیون سختیون مین آکر
قدم کو لغزش زبانکو لکنت ہے رعشہ ہاتھونکو سر کو جنبش
جو آنکھ کھولی تو کچھہ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب سرا تھی
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہین ہے کچھہ اعتبار اسکا
بپا ہے طوفان بے ثباتی روا روی مین ہین گرم موجین
چمن ہے کشتون کا تیرے مدفن لالہ و گل نہین شگفتہ
نہین ہے کوئی جہان مین باقی چلیگی اب تیغ ناز کس پر
اوسی کا ہے رنگ یاسمین مین اوسیکی بو باس نسترن مین
بلا ہے حرص و ہوائے دنیا کہ جس سے چکر مین ہین سب انسان
جو آئینہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھہ ہو وہ تو پھوٹ جائے
سخنورون سے معاملے مین سوائے ذلت حصول کیا ہے
یہ کسکی تیغ جفا کا یا رب ہر ایک لب پر ہے رعب غالب
شبیہ مدِ نظر ہے کسکی کہ کوئی پوری نہین اوترتی
زمانہ ہے دل جلونکی محفل سپند سے کم نہین تو اے دل
ہو بزم جانان حشر برپا تڑپ کا دلکے یہ تھا تقاضا
جواب لکھتی نہین ہین اپنا فسونگری مین تمہاری آنکھین
درا سے کھٹکے نے نیند اوڑائی کہ چوٹ تیغ پہ جب لگائی

خدا کا بندہ بتون کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر
تڑپ نے درد جگر کے دلکو ٹھکانے یا ہے اوٹھا اوٹھا کر
یہ کیا سمجھہ پہ پڑے ہین پتھر ارادہ منزل فنا کر
کدھر گئی ہائے نوجوانی ان آفتون مین ہین پڑ کے پھسا کر
ہوا نہ ہمراہیون سے اتنا کہ ساتھہ لیتے مجھے جگا کر
کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر
ہوا مین ناحق بھرا ہوا ہے حباب رایین گھر بنا کر
جلانے گویا کہ تربتون پر چراغ روشن کیے ہین لا کر
مگر ترے قتل گہ مین لائین مسیح تر دسے جلا جلا کر
جو کھڑکے پتا بھی اس چمن مین خیال آوازِ آشنا کر
کیا پریشان ان آندھیون نے تمام ذرونکو خاک اڑا کر
خدا نہ منہہ غیر کا دکھائے فروغ عارض ترا نہ کھا کر
چمن مین سجتے جو ہمسے تو ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
ہلال کی ہے خمیدہ گردن سپہر چلتا ہے سر جھکا کر
مٹا دیے صانع ازل نے ہزارون نقشے بنا بنا کر
کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل اس انجمن مین کبھی بپا کر
مگر بڑی مشکلون سے روکا ادب نے زانو دبا دبا کر
فریب دیتی ہین اک جہانکو نئی نئے شعبدے دکھا کر
صدا یہ گوش شرر مین آئی کہ خواب سنگین سے چشم وا کر

امیر میری رگ گلو کو یہ تیغ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آکر جو بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

ہوا سوا ہمکو جوش وحشت چمن مین فصل بہار جا کر
گلون نے ہنس ہنس کے مار ڈالا رلایا غنچون نے مسکرا کر

وہ مست ہین ہم کہ پانون اپنے ٹکے ہین عرش برین پہ جا کر
کبھی جو چوکھٹ پہ میکدے کی گرے ہین نشہ مین لڑکھڑا کر

عبث ہے مغرور تجکو نخوت نہین غریبونکو تیری پروا
خدا ہے ہر مور ناتوان کا جو تو سلیمان ہے تو ہوا کر

یہ ظلم سارے ہین چند روزہ ہے ایکدن انتقام کا بھی
امیر حمام گرم کر لین فقیر کا جھونپڑا جلا کر

خیال گیسو مین دل ہمارا جو آجکی شب الجھ رہا ہے
کہان سے لایا ہے یا الٰہی یہ گھر مین کالی بلا لگا کر

شب جدائی ہوئی یہ حالت رہی تپ درد و غم کی شدت
جو ہوش آیا تو ہمنے پٹکا زمین پہ تکیے سے سر اٹھا کر

خدا ہی باندھی ہوا کچھ ایسی کہ دل ہے ملوس گرم خو کا پانی
کیا ہے لوگون نے آگ اوسکو لگا لگا کر بجھا بجھا کر

عیان جو سرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہوا یہ دھوکا
ترے شہیدون مین ترک گردون ہوا ہے شامل لہو لگا کر

نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ بھولینگے بے تامل
ہماری تربت پہ اقربا نے کیا ہے اندھیر خاک اڑا کر

نبی نے چھوڑا جہان مین قرآن نہ سمجھے کوئی تو خود ہی جاہل
قصور رہرو ہے ہو جو اندھا گئے خضر راستہ بتا کر

طبیب سے کوئی جا کے کہدے دوا کی ہے فکر تجکو بیجا
یہ درد دل ہے علاج کیسا خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کر

بجا ہے چاہ ذقن کو تیرے کہے اگر خلق چاہ زمزم
مریض اچھے ہوے ہین آ کر اسی کنوئین مین نہا نہا کر

خدا ہے پہلو سے کسکا پہلو کہ سارے اعضا ہوے ہین دشمن
فشار دیتے ہین زندگی مین ہمارے پہلو ہمین دبا کر

رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا
زمین پہ آئے جنان سے آدم فریب شیطان سے داغ اٹھا کر

بہار آئی چمن مین ساقی ہمین بھی کر دور جام سے خوش
نسیم گلشن نثار ہی ہے گلون کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیر قسمت مین جو لکھا ہے اوسیکا ہر روز سامنا ہے
خدا ہی مالک خدا ہی رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف راے ثقیلہ

منھہ پھیر نہ کر وطن کیطرف یون وطن کو چھوڑ
چھوٹے جو بوے گل کیطرح سے وطن کو چھوڑ

اے روح کیا بدن مین پڑی ہے بدن کو چھوڑ
میلا بہت ہوا ہے اب اس پیرہن کو چھوڑ

کیا لطف اگر کجی پہ فلک ہم بھی آ گئے
سیدھی طرح سے راہ پر آ اس چلن کو چھوڑ

ہر روح کو ہوس کہ نہ چھوٹے بدن کا ساتھ
غربت پکارتی ہی کہ غافل وطن کو چھوڑ

کہتی ہی بوے گل سے صبا آکے صبحدم
اب کچھ ادھر اودھر کی ہوا کھا چمن کو چھوڑ

تلوار چل رہی ہی کہ یہ تیری چال ہے
ای بُت خدا کیواسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش فکر یار کا رُخ کھینچ زلف کھینچ
کھینچا نہ جائیگا کبھی اوسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑ کر
اے بُت اُمید خیر نہ رکھہ برہمن کو چھوڑ

عریان محض مجکو نہ کر کچھہ خدا سے ڈر
چادر تو اے فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سواے حق ہی کسیکا کہان وجود
باتین خودی کی خوب نہین مادمن کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے بھرتا ہے چوکڑی
ای وحشت اب تھکا کے غزال ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہے کیا جدا
دولھا سے کہہ رہی ہی قضا اس دولھن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھہ کوچۂ محنت سے ہاتھہ اوٹھا
ایدل ہوے اسیر زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر مین راحت کہان امیر
آرام چاہتا ہے تو مشق سخن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا ہوش ربا ہین تری تلوار کے انداز
سیکھی ہی یہ شاید تری رفتار کے انداز

اک جلوے مین غش کر گئے ای حضرت موسی
ہوتے ہین یہی طالب دیدار کے انداز

ہنگام غضب منہ مین زبان کرتی ہی لغزش
ہین محتسب شہر مین میخوار کے انداز

طوبی کی تلے برسون رہی فردوس مین بیٹھے
پائے نہ ترے سایۂ دیوار کے انداز

کیا نازنین صاحب تمہین یکتا ہی جہان ہو
دیکھو تو ذرا اور بھی دو چار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہین کہتے ہین ہنسکر
انکار مین بھی صاف ہین اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجر قاتل
ظالم کی کھنچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز

جب چوکڑیان بھرتے ہوئے جاتے ہین آہو
یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز

انصاف تو فرمایئے کیونکر مین اوٹھاؤن
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھین تہ خنجر بھی ہین دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز

ہر پیچ سے اک لغزش مستانہ ہی پیدا
ہین آب رووان مین تری رفتار کے انداز

کن آنکھون سے دیکھون مین نزاکت رگ گل کی
پھرتے ہین نظر مین کمر یار کے انداز

عیسےٰ مین تری چال سے ناز کہان ہین
ہان باتون مین البتہ ہین گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا جو چلا ہے سوے گلشن
اچھے نہین کچھ نرگس بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اوس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہین عیسےٰ ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچان دراز
عمر خضر ایسی کہان جانان دراز

ہر مصیبت مین رہی میرے شریک
یا خدا عمر شب ہجران دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئے
کرکے دست ظلم وہ مژگان دراز

کیون نہ دعوی تیرے قامت سے کرے
قد صنوبر کا ہے اے جانان دراز

اہل دنیا کی ہوس ہے اے امیر
مثل ہوے قیدی زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہون اس لیے صنم بیوفا کے پاس
پہونچا جو اوسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس

یون دل مرا ہے اوس صنم بیوفا کے پاس
جس طرح آشنا کسی نا آشنا کے پاس

پہلو مین دل کے چاہیے تصویر یار کی
بتخانہ بھی بنے حرم کبریا کے پاس

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
فریاد کو ہمارے چلے ہو خدا کے پاس

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کے
نکلی نہین ہے ہو کے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے وار
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا
توفیق آپنی دے مجھے افلاس مین خدا
انصاف کر کہ ہجر مین کیونکر مین جان دون
مجروح لاکھون جنبشِ مژگان سے ہو گئے
مرنے کی آس بھی نرہی عاشقو نکو اب
رہتے ہین ہاتھ باندھے ہوئے گلرخان دہر
نظارہ چاہتے ہین ہم حسن و عشق کا
آئی قضا جو حسرتِ پابوس مین تو خیر
لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترسکے

کیا بوے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس
حاجت نہ لیکے جاؤ کبھی اغنیا کے پاس
قاتل کہان ہین تیری ادائین قضا کے پاس
کیا کیا کٹاریان ہین تمھاری ادا کے پاس
جب پوچھیے قضا کو ہو اونکی ادا کے پاس
یارب ہو کس غضب کا فسون اوس خدا کے پاس
آئینہ دیکھتے ہین وہ مجکو بٹھا کے پاس
بنتا مزار کاش ترے نقشِ پا کے پاس
لٹکا عجب یہ ہے تری زلفِ رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہے انکی گیسو کے دل اسیر
جاتا ہو دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین ہین پہن کے نئے گلبدن لباس
کرتے ہو کیا لباس سے آرایشِ بدن
کیا کیا بتون کو دہر مین آراستہ کرے
پھاڑون مین اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن
کہدو قریب آئی سواری بہار کی
وزدِ کفن کا گور کی منزل مین خوف ہو
نافے بسائین قیمت مشکِ ختن بڑھے
یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر
زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
ہو عیدگاہ مین بھی تماشا ہے بوستان

یارب ہزار رنگ کے بدلے چمن لباس
اک روز فرش خاک ہے مسند کفن لباس
اوترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس
پہنائے یون حیا مجھے چرخ کہن لباس
پہنے نیا اوتارے پرانا چمن لباس
اس راہ مین بھی لوٹتے ہین راہزن لباس
پائین ترا جو تاجر ملکِ ختن لباس
پہنین کبھی نہ بھول کے اہلِ وطن لباس
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس
کیا لعل لعل پہنے ہین گل پیرہن لباس

عریان تنون پہ تیرے ہے اللہ کا کرم — گذرین ہین مدتین نہین ہوتا کہن لباس

ہے ٹکڑے ٹکڑے یار وطن مین دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجر یار مین اپنا جگر ہی دل کے پاس — بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس
تعبیر ظاہر ہی کہ وہ جائین گے بزم غیر مین — دیکھا زحل کو خواب مین ہمنے مہ کامل کے پاس
لیلی حسین تم نازنین وقت سفر ای مہ جبین — ناقہ ہو ناقے کی قرین محمل رہے محمل کے پاس
ہون وہ گدائے محتجع گھر مین ہرے خلق خدا — گویا کہ نقش بوریا ہی نقش حب عامل کے پاس
کیونکر ہوا وس رخ پہ خط چاہ ذقن سے خوشنما — سر سبز رہتا ہی بہت جو کھیت ہے ساحل کے پاس
پیری مین باقی ہین کہان ہوش و خرد تاب و توان — لٹا گیا یہ کاروان پہونچے جو ہم منزل کے پاس
ناہی جو تنہائی مین تھا کچھ تجکو باتون کا مزہ — لازم تھا کنج انزوا ہمخوار کی منزل کے پاس
نزدیک وصل دلربا دل کو تسلی ہے بجا — لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس
یہ فوج غم آکر گری اکدم مین ساری لٹ گئی — جتنی متاع صبر تھی مجھ خستہ جان کے دل کے پاس
جسمین سما جائین گہر اس چشم تر کے سر بسر — داہن دراز ای چشم ترا ایسا کہان ساحل کے پاس
بیمار ہجر یار ہون عیسی سے مین بیزار ہون — دیوانہ ہشیار ہون جاتا ہون کب عامل کے پاس
ناوک فگن شکر خدا سینہ ہدف تو نے کیا — پیکان تیر بیٹھا مثل جگر ہے دل کے پاس
جبتک کہ ہی سر دوش پر جائیگا کیونکر درد سر — صحت کہان عیسی کی گھر چلیے کسی قاتل کے پاس
آنکھین تری سفاک ہین خونریز ہین چالاک ہین — دو ساحر بیباک ہین بیٹھے ہین دو نون مل کے پاس
کیا ذکر اہل سیم و زر سلطان گدا ہون بیشتر — وہ بھیک دینے کو اگر آئین کبھی سائل کے پاس
دنیا سے راحت دور ہی سرکش عبث مغرور ہے — تاج سر فغفور ہی کاسہ نہین سائل کے پاس
محفل مین وہ زہرہ جبین گرد اوسکے سارے نازنین — گویا کہ ہین محفل نشین انجم مہ کامل کے پاس
کیا حسن فرخ فال ہے جادو کی وہ تمثال ہے — چاہ ذقن پر خال ہی زہرہ چہ بابل کے پاس

پھونچے مقرر لوٹ کر سرِ زانوی قاتل کے پاس | | پڑا ہوں خواب عیش پر بہولون ہین گن قتل اگر

سن جو امیر ایدل کہے تا پھر نہ تو صدمے سے
ناقص نہ پھر ناقص سے ہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یو ہین مرے پیک آہ کی گردش
دکھائی دیگی رسالت پناہ کی گردش

ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش
کہ سارے خلق کو ہے ایک راہ کی گردش

کسیکا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہے
پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

جو گردباد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
اسی طریق سے ہے چتر شاہ کی گردش

بجا ہے تیغ نگہ سے ہے جو آبدار ایترک
گہ سان ہے تری چشم سیاہ کی گردش

ہزار بار ادھر کی اودھر کرے دُنیا
فلک نپائیگا تیری نگاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہے اوسکو شہر بشہر
کہین فقیر سے افزون ہے شاہ کی گردش

پھنسینگے حشر مین فریادرس جو غافل ہین
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

صفِ مژہ کو وہ دیتا ہے جنبشِ ہر دم
پسند شاہ کو ہے خود سپاہ کی گردش

تمھاری گرمی رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنی ہے شعلۂ جوالہ راہ کی گردش

اوٹھاؤ پردۂ رخ کب سے دوڑتے ہین غریب
کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

دھوئین اوڑائے زحل سے مقابلہ کرکے
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجکو
نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

بنینگے نہ ورق چرخ پہ دوائر داغ
رہی جو یو ہین مرے کلکِ آہ کی گردش

دو لالہ رو در گلشن سے جا کے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائیگی طلبِ عز و جاہ کی گردش | | بنے گی حلقۂ زنجیر سلرہ کی گردش

نہیں ہے چرخ پہ بیوجہ ماہ کی گردش
پھرا رہی ہے کسیکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اوس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی دادخواہ کی گردش

مکان یار مین تب دخل مہر نے پایا
جب اوسکے کوچے مین کی چار راہ کی گردش

کسیکے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کج رفتار
زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش

لگا کے سرمہ نظر اوسنے پھیر لی ہمسے
اثر دکھا گئی بخت سیاہ کی گردش

کسیکے کوچۂ گیسو مین دل ہے سرگردان
گدا کے پانون مین ہے اور کوہی شاہ کی گردش

جو کچھ نصیب مین ہے لے ہوس وہ ملتا ہے
پھرا رہی ہے سر جو اوٹھاؤ نہین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہے
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یونہین زمانہ ہے اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہے کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

برنگ جادۂ صحرا ازل سے اے وحشت
مرے نصیب مین لکھی ہے راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ شکل بنگئی ہے امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہے راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہے وصل کی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ ہے برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہے
نادان ہے وہ کیسے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہے مین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہے خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بیعقل ہے جو دن کو کرے رات کی تلاش

جز ذات سب نیاز کوئی یان غنی نہیں
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہے یاد خط و زلف یار انھین
دن رات عاشقون کو ہے آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہیں مری پروا تو غم نہیں
بندے کو کب ہے قبلۂ حاجات کی تلاش

ہے میکشی کا دھیان عبادت کے وقت مین
مسجد مین بیٹھکر ہے خرابات کی تلاش

شہرے سے حسن کے ہوے مشتاق یار ہم — سنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش
ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ — کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

ای شیخ ہے امیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زلف سیہ فام کی حرص — ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص
میری آنکھون کو مرے کانون کو — ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص
ذوق دل مست مجھے رکھتا ہے — جم نہین ہون جو کرون جام کی حرص
باغ عالم مین ہے عنقا کی طرح — بے نشانی مین مجھے نام کی حرص
ہے عجب درد محبت مین مزا — اس مرض مین نہین آرام کی حرص
نام محبوب رہے ورد زبان — کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص
نظر آجاے جو وہ مصحف رخ — ہندوؤن کو بھی ہو اسلام کی حرص
عاشق خانہ خرابی ہین ہم — کسکو ہے زیب در و بام کی حرص
خط کے لایا ہے وہان سے پرزے — اسپہ قاصد کو ہے پیغام کی حرص
ابھی پختہ نہین وہ سیب ذقن — کیجیے کیا ثمر خام کی حرص
لب شیرین پہ ترے خط نکلا — اب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص
عشق نے سب سے کیا بے پروا — ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص
ہجر جانان مین نہانا کیسا — خاک مردے کو ہو حمام کی حرص
خوش ہین ہم جامۂ عریانی مین — کسکو ہے جامۂ احرام کی حرص
پھول دیکھے ہین جو چوٹی مین ترے — عندلیبون کو ہے گلدام کی حرص
ہجو میکش سے ہے لب واعظ پہ — دل مین پوشیدہ ہے جام کی حرص

لیگئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اوس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص
وہ سب ہین خاک روضۂ شبیر کے خواص

حیرت مجھے ملی ہے جو تمکو ملا ہے حسن
دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص

دنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاکپا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہے یہ بھی اوسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص

اوترے نہ مرکے بھی ترے عاشق کے پانون سے
زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص

آتی ہے خاک گور غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھ مین سرمۂ تسخیر کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اوٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہے شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ
کچھ میرزا کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھکے شغل نہین ہے کوئی امیر
آجاتے ہین مرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہے نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور ہین ہمکو ہے وہان سے غرض

تمھارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض

تمھاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا مین
نہ کچھ یہان سے غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہے رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزان سے غرض

خیال ہی کہ جو بے تی آئے منفعل نہ پھرے
نہین کچھ اور خس و خار آشیان سے غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اوسنے ہنسکے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہی مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شب وصال ہین ہی کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس ہین کہان وہ کمسن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچہ جانان ہین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہی تو اتنی ہے آسمان سے غرض

ہجوم اشک سے جان عزیز کہتی ہے
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہی دیر سے ہمکو
سر نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جلائے دل عاشقون نے کیونکر نہ وقت نظارہ تاب عارض
یہ دور روشن ہی مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہمسے ایمان کی بات پوچھو کہان ہی انکا جواب عارض
اگر وہ عارض ہی مصحف رخ غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہے اعجاز حسن سب پر نہو زمانہ مطیع کیونکر
جمال اوسکا ہی وہ پیمبر ہی جسپہ نازل کتاب عارض

بیان توصیف خال و خط مین جو کوئی لکھے تو بس یہ لکھے
یہ خط گلزار صفحہ رخ وہ نقطہ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا سے کیسے کیے ہین پر نور دونون عالم
فلک پہ ہی آفتاب خاور زمین پہ ہی آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہی ایسا کہ ہون مناسب تمام اعضا
اوسیکا گیسو جواب گیسو اوسی کا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتائے وہ چہرہ بے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق کو بھی آئے کبھی الٹ کر نقاب عارض

کہون بہشت برین ہین گلبن تو نامناسب نہین یہ کہنا
ہزار و ہشتاد و یک عدد ہین کیا ہی مین نے حساب عارض

شراب پیا کرے وہ مہر طلعت گزک کا مستی مین ہو جو طالب
کباب سے تاکی مچھلیون کو کرے وہین التہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہی یہ رشحہ رشحہ ہی آب باران
غلط نہین ابر خط سیہ ہی جو ہو گمان سحاب عارض

ہوئے ہین ہم محو حسن ایسے کہ علم ہی اور طاق نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتاب عارض

نہیں ہے مجکو بیان فانوس ہے جو پوشیدہ شمع روشن
اگر پڑینگے ہزار پردے نہونگی وجہ حجاب عارض

بنا گوش ہے یہ لیسان شبنم ہزار دریا کے ہین طالب
دکھایٔے آفتاب عارض دکھایٔے آفتاب عارض

نمود خط سیہ اگر ہے تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہے تمکو صدقہ دینا گہن مین ہے آفتاب عارض

کہین مہ چاردہ اگر ہم تو ہے یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہر نصف النہار سب سے سنا ہے ہمنے خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہے یہ وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف طی

آیا ہے بندھ کے تیر مین مجکو ادھر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خون جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا ادھر سے خط

مضمون اسمین ہین کمر یار کے رقم
اتنا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کس طرح نہ پریشان ہو غریب
اک عمر ہوگئی نہین آیا ہے گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

پڑھیے نہ تا زبانی یہ اولٹے ہوے نقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہل وطن سبکے بھلادیے
بھیجون کسے مین لکھکے الٰہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت سے یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرط سرور مین
اے دل نہ شاد ہو کے لگا چشم تر سے خط

اونکو غرور حسن ہے مجکو غرور عشق
آئے کبھی ادھر سے نجائے ادھر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا ادھر سے خط

آنسو رواں نہیں ہیں دم تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے تجھے امیر
ایسے ہی جوش شوق مین آیا ادھر سے خط

لکھتا ہون فرط شوق مین مین بار بار خط — لکھتا نہین ہے ایک بھی وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہے وہ — لکھے ہین ایک روز مین مین نے ہزار خط

کیا شوق ہے بنا کے کبوتر کو نامہ بر — ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال — خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسیکو کرے نامہ وہ رقم — جبتک نکالتا نہین اوسکا عذار خط

بھیجا جو یار تک نہ وہین پہونچا یہ کیا ہوا — ڈوبا کہ جل گیا مرے پروردگار خط

لکھا ہے اپنے ہاتھ سے اوسنے یہ نامہ پر — آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

یٰسین کے بدلے اوسکو پڑھو میرے سامنے — آجائے یار کا جو دم احتضار خط

وہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزار ہا — پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اوسنے مجکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظاے معجمہ

جان بزم مے و معشوق غنیمت واعظ — خلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کرلونگا کچھ انکار نہین — مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے ستون کا ہے رویان رویان — کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور — کہین انکو بھی نہ آجائے حرارت واعظ

حق بجانب ہے جو زہاد کی تعریف کرے — تونے رندون کی اوٹھائی نہین صحبت واعظ

درد دل کون سُنے ذکر جو مین کرتا ہون — اور اولٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان بنتے ہین — در میخانہ نہین ہے در جنت واعظ

ہمسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان — کہین آجائے تجھی پہ نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ — رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام مے دیکھ کے جامے سے ہوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری صورت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہین لیتا ہے سلام
گھر ہین اللہ کے یہ گھر ہے یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
سر پہ مستون کے ہے اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ مین ہے باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حورون کا امیر
کبھی سمجھے گا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح سے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہے تجھے کیون آئی ہے شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہے کیا محروم مے گلگون سے
دن تو اچھے ہین بری ہے تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اوٹھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین
کچھ تو ملتی ہے زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت سے اوٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہے موقوف عذاب اور ثواب
ہے یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہے لذت واعظ

قبر پر سنگ کی جا چاہیے خشت سر خم
کر او ٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایک دم ذکر سے اوسکی نہین تھمتی ہے زبان
دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانۂ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہے زیارت واعظ

دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے کہ مے ہے کیا چیز
نہ بصیرت ہی تجھے ہے نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جائے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

چپ بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ
مغز رندون کا کھا گیا واعظ

تیرے کہنے سے رند جائیں گے / یہ تو ہے خانۂ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور / کیا خدا کا ہے دوسرا واعظ

بے خطا میکشوں پہ چشم غضب / حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہیں قحط شراب سے بیمار / کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے میں ساری عمر / کبھی میخانے میں بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پر / ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دخت رز کو برا مرے آگے / پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ

آج کرتا ہون وصف مے مین امیر / دیکھون کہتا ہے اسمین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیش رخ پر نور ہے ہر دم سفری شمع / کیون شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہے وہ روشن ہے تو شب بھر / پائے ترے کانون کی کہان جلوہ گری شمع

کس مہر درخشان کی طرف دیکھ رہی ہے / بیوجہ نہین ہے تری آنکھون کی تری شمع

پروانون سے ہوتا ہے جو رخصت تجھے ہو لے / آتی ہے کوئی دم مین نسیم سحری شمع

ظاہر مین ہے معشوق تو باطن مین ہے عاشق / سیرت مین ہے دیوانہ تو صورت مین پری شمع

وہ جل کے ہوا خاک خبر تک نہین تجھکو / پروانے سے اچھی نہین یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگون کے پر و بال جو پھونکے / یہ بھی ہے کوئی شیوۂ بیدادگری شمع

سبزہ ترے کانون کا اگر عکس فگن ہو / شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہے عاشق / زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھون مین تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے / گل کر گئی محفل مین نسیم سحری شمع

پروانے کرین کس سے بیان حال دل اپنا / سنتی ہے نہین شکوۂ بے بال و پری شمع

معشوق کر ہر کیا جو مرے آپ ہی عاشق
محفل مین کھلے بالون حسین کیا کوئی آیا

پروانہ جلے خود تو خطا سے ہے بری شمع
بیوجہ نہین تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہین امیر اشک جو اسکے تو اثر کیا
ہے سوز و گداز غم الفت سے بری شمع

میرے دل مین نہین ہین ارمان جمع
گھر مین اللہ کے ہین مہمان جمع

سیکڑون عیش کے ہین سامان جمع
پر نہین خاطر پریشان جمع

جوش سودا خیال خط غم زلف
ہین پریشانیون کے سامان جمع

آرزو داغ بیکسی حسرت
کیسے کیسے ہین دل مین مہمان جمع

ہم کوئی روکنے سے رکتے ہین
در جانان پہ کیون ہین مہمان جمع

ایک دل کے ہزار دل ہو جائین
اس لیے کر رہا ہون پیکان جمع

ہنس پڑو تم ہمارے رونے پر
لطف دین ہون جو برق باران جمع

آرزوئین تری ہین دل مین بھری
یا پری خانے مین ہین پریان جمع

اے جنون کب سے دونون ہین مشتاق
آج ہو جائین جیب و دامان جمع

آج اوٹھین گے زخمیون کو مزے
ہو رہے ہین وہان نمکدان جمع

گر یہی طبع کی روانی ہے
چار دن مین ہے اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل مین ہین سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہے جو چمکاتی ہے تیغ
یا پری کمبار ہی کھینچے ہوے آتی ہے تیغ

جب گھٹا [illegible] دان پہ تیرے جسم قربانی ہے تیغ
[illegible] بنے مقتل ہین ہر سبز بانی ہے تیغ

واہ رے شوق شہادت ایک پر گرتا ہے ایک
ہم گذری ہے کہ ہم تک نہین آتی ہے تیغ

چین پیشانی پہ ابرو پر شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہے تیغ

روحین قالب سے نکل آتی ہین مارے شوق کے
میان سے اوسکے نکلنے بھی نہین پاتی ہے تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہہ بانکپن
قہر کی چالین تجھے ای ترک سکھلاتی ہے تیغ

سخت جانی نے خجل کس کسکو مقتل مین کیا
اوس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے شرماتی ہے تیغ

بسملون کا جذبۂ شوق شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہوکر خود نکل آتی ہے تیغ

آبرو یہ الفت دندان قاتل مین ملی
اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہے تیغ

چاہتی ہے بے مشقت سرخرو ہو جایئے
قتل ہو جائیگا بیڑا مجھ سے اوٹھواتی ہے تیغ

ہے یہ بازار جزاے تیغ زن اپنی خبر
دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوے آتی ہے تیغ

سخت عاجز ہو ہماری سخت جانی دیکھکر
پیستی ہے دانت سر پتھر سے ٹکراتی ہے تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھلجائے گا
منہ مرے زخمون کا کیون رک رک کے کھلواتی ہے تیغ

کیا عروس مرگ کا دولھا بنائیگی اسے
سرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہے تیغ

ہے پری آنے مین بجلی سے سوا جانے مین ہے
ناز سے آتی ہے اور انداز سے جاتی ہے تیغ

خضر رہ بھی ہے فقط بہر ان نہ اسکو جانیے
جان لیتی ہے تو منزل پر بھی پہونچاتی ہے تیغ

اور میری تشنہ کامی پہ کیسے آتا ہے رحم
حلق مین دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہے تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجکو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہے تیغ

بحر مان عشق کوئی دم مین بیڑا پار ہے
آج کل دریاے رحمت بنکے لہراتی ہے تیغ

بسملون کے خون سے قاتل اسے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبان خشک دکھلاتی ہے تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہے سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجکو دکھلاتی ہے تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا جلے مہ و چراغ
انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ

ہاتھ سے اپنے جلائے تو جو اے گلرو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر پھولونکی دے خوشبو چراغ

وقت گریہ یاد گیسو لخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات مین ہون جس طرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھو نمین آنسو ہین ضرور
نور تب تیا جب روغن سے مملو ہو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہے طعنہ زن
اے مہ تابان ہو گردون پر نکلکر تو چراغ

فرقت محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہے نظر مثل گل شبو چراغ

جوش وحشت مین بیابان مرگ قسمت نے کیا
قبر پر راتون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

لے گئے منہد ہی پانو نہین جب وہ ہوے گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہو گئے ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

چھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہو گئے روشن میان کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شبکو تصور کسکے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اوس پہلو چراغ

ایک سے ہر ایک کو اس محفل عالم مین فیض
شبکو ہین آنکھون کے حق مین قوت بازو چراغ

کسکی زلف مشک سا کی لائی ہے خوشبو صبا
مشکبو شمعین ہین محفل مین عنبر بو چراغ

طاق محراب حرم سے ہے ابرو ہے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو تہ ابرو چراغ

روشنی اوسکی ہے شب بھر یہ روشن ہے اندنون
کیا چراغ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہے پر داغ اشکون مین ہین لخت دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنار جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجاے چراغ

گلہ نہین ہے اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوؤن نے مری قبر پر جلائے چراغ

نقاب اُلٹ کے آئے ہین وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیاے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا غضب کی چلی یک قلم بجھاے چراغ

موے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہد پیری مین
نسیم صبح سے جس طرح جھلملاے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے
خدا کی شان کہ پروانہ آشناسے چراغ

جہان کو فیض ہے مجھسے مین قید کلفت مین
مکان مین نور اندھیرا ہی زیر پاے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ و روشن
جو کاسہ گرنے مری خاک سے بنائے چراغ

عبث ہے سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھاے چراغ

جنون رہا یہی تا صبح یاد عارض مین
کبھی جلائے کبھی رات کو بجھاے چراغ

خدا ہے دل جو بچے حادثون کے جھوکون سے
کہان تلک تہ دامن کوئی چھپاسے چراغ

کسے ہے نہ داغ جوانی امیر پیری مین
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھاسے چراغ

ردیف فا

زلفین آئی ہین لٹک کر رخ جانان کیطرف
پانون پھیلائے ہین اس کافر نے قرآن کیطرف

گھر سے اُٹھے تم کہ جائینگے گلستان کیطرف
وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف

پھول مرجھا جائین شاخون پر شجر ہو جائین خشک
مین جگر تفتہ جو جا نکلون گلستان کیطرف

دل کے اک اک گوشے سے ہم دیر تک رو یا کیے
لیگئی عبرت جو کل گور غریبان کیطرف

رہگیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب اے یاس ہو جا میرے ارمان کیطرف

ہون وہ زخمی دل کہ میرے درد کا ہے یہ مزہ
دیکھتے ہین زخم حسرت سے نمکدان کیطرف

ہو گئین وہ دست وحشت کی جو تھین چالاکیان
ہاتھ اب سون نہین اٹھتا گریبان کیطرف

حشر ہے شہر خموشان مین جو برپا دیکھیے
کسکی میت آئی ہے گور غریبان کیطرف

کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیرون کا خیال
روز آنکلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف

زاہدا تسبیح مین زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کی طرف ہو یا مسلمان کیطرف

آپ سے جاتا نہین ہر بار مین مجبور ہون
دل کھنچا جاتا ہے میرا کوے جانان کیطرف

چاہتا ہون وصل اوس سے جو دو عالم مین نہین
مجکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کیطرف

اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین
شوق دل لیچلا ہے مجھے گورغریبان کیطرف

جا کے اب یارون کی تنہائی مین دیکھونگا امیر
لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کیطرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اوسکی چتون کیطرف
چتونین کہتی ہین ہم ہین چشم پرفن کیطرف

سیر دیکھو دل بھی ہے اوس شوخ پرفن کیطرف
دوست ہوکر بولتا ہے میرے دشمن کیطرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو
وہ چھپے آیا تیر ہی میری گردن کیطرف

اوس رخ رنگین پہ الغین دیکھکر کہتی ہے خلق
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کیطرف

ہاتھ جب دامن سے اوٹھاتا ہے مرا دست جنون
بڑھکے کہتا ہے گریبان مین ہون دامن کیطرف

عارض گلگون سے اولٹی ہے جو اوس گل نے نقاب
بلبلین اب رخ نہین کرتی ہین گلشن کیطرف

گر پڑا کیا کوئی لخت دل کا لعل سے چشم تر
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جیب دامن کیطرف

کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف

کہی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بلبل کو ذبح
اے صبا ہنگامہ کیسا ہے یہ گلشن کیطرف

دونون آنکھون سے ہے میری آمد برسات کی
ایک بھادون کیطرف ہے ایک ساون کیطرف

نا قبول خلق مجھسا کوئی عالم مین نہین
برق بھی آتی نہین ہے میرے خرمن کیطرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے اللہ رے شوق
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف

میرے گھر آتے نہین اچھا نہ آؤ خوش رہو
خاک اوڑاتے آؤ گے اک روز مدفن کیطرف

پھول مرجھا جائین تو مجھسے نگرنا کچھ گلہ
اے صبا چلنے کو مین چلتا ہون گلشن کیطرف

آجتک خورشید کا منہ اس طرف ہوتا نہین
دیکھنا آسان نہین اوس روئے روشن کیطرف

جب مین کہتا ہون دم آخر کوئی اپنا نہین
تیغ کہتی ہے کہ مین ہون تیری گردن کیطرف

جب بہت تعریفین سنتا ہون مین چشم حور کی
دیکھ لیتا ہون ترے گھر کے روزن کیطرف

تیغ ابرو تیر مژگان دونون حامی ہین مرے
ایک سینے کیطرف ہے ایک گردن کیطرف

لاابالی جب نکل چلتے ہین پھر رکتے نہین
بوے گل کب دیکھتی ہے پھر کے گلشن کیطرف

لاکھ اودبھائے وحشت دل کوے جانان اے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کی طرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف
رشتہ جو دام کا ہو وہ ایک ایک تار زلف

افسون پڑھو ہزار اوترتا نہین یہ زہر
ہے اوسکی موت ہی جسے ڈس جاے مار زلف

چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے
دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف

کرتا ہے بعض بے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد
مصروف ذکر مین ہے یہ شب زندہ دار زلف

حاضر ہے میری آنکھون سے لو دامن مژہ
منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف

جاؤگے تم جو کھولے ہوے بال سوے دشت
آہو کرینگے مشک کے نافے نثار زلف

سودا اگر اپنا دل ہے ٹھکانے ہین اسکے دو
یا سبزہ زار خط ہے وطن یا تتار زلف

گلزار عارض یار کی کیا بڑھ گئی ہے زیب
آیا ہے گھر کے اوسپہ جو ابر بہار زلف

چھٹ جائین دل غریب کے اندیشہ نہ کہ کمک
گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف

جاتا نہین ہے رہبر دل اب کسی طرف
آیا پسند جیسے سواد دیار زلف

بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی
دیتا ذرا جو کحل جواہر غبار زلف

اے دل سمجھ کے کوچۂ الفت مین رکھ قدم
ڈر ہے نہ کاٹ کھاے کہین اژدر مار زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہے امیر
ہون پاسے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق
ہم بھی ہین یار رسا کے عاشق

تیرے معشوق خدا کے معشوق
تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے جورون کے اوٹھاتے ہین کوئی
آپ کے نازو ادا کے عاشق

مُنھہ دکھاؤ نہ سُناؤ آواز
کان اپنے ہین صدا کے عاشق

پاؤن رکھتے نہین بالاے زمین
تیرے نقشِ کفِ پا کے عاشق

اِن جفاؤن پہ وہی ذوقِ وفا
ہم تو ہین اپنی وفا کے عاشق

تجھہ سے روٹھے نہین اے تیغِ جفا
ناز کرتے ہین ادا کے عاشق

شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم
گڑے جاتے ہین حیا کے عاشق

مہندی ملواؤ نہ تم غیرون سے
رنگ لائین گے حنا کے عاشق

دیکھیے حشر مین کیا ہوتا ہے
ہم ہین محبوب خدا کے عاشق

رغبت اب دل کو ہے یون جانبِ غم
جیسے معشوق کو تاکے عاشق

رات دن ہوتے ہین اوس بُت پہ امیر
سیکڑون بندے خدا کے عاشق

ہین نہ زندون مین نہ مُردون مین کمر کے عاشق
نہ اِدھر کے ہین الٰہی نہ اودھر کے عاشق

ہر وہی آنکھہ جو مشتاق ترے دید کی ہو
کان وہ ہین جو رہین تیری خبر کے عاشق

جتنے ناوک ہین کماندار ترے ترکش مین
کچھہ مرے دل کے ہین کچھہ میرے جگر کے عاشق

برہمن دیر سے کعبے سے پھر آئے حاجی
تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سرکے عاشق

آنکھہ کھلواؤ نہین مرتے ہون جو آنکھون پہ
ہم تو ہین یار محبت کی نظر کے عاشق

چھپ کے بیٹھے ہو نظر سے کہین عنقا کی طرح
توبہ کیجے کہین مرتے ہین کمر کے عاشق

بے جگر معرکہ عشق مین کیا ٹھہرینگے
کھاتے ہین خنجرِ معشوق کے چرکے عاشق

تجکو کعبہ ہو مبارک دلِ ویران ہمکو
ہم ہین زاہد اسی اُجڑے ہوے گھر کے عاشق

کیا ہوا لیتی ہین پریان جو بلائین تیری
کہ پری زاد بھی ہوتے ہین بشر کے عاشق

بیکسی درد الم داغ تمنا حسرت
چھوڑے جاتے ہین پسِ مرگ یہ ترکے عاشق

بے سبب سیر شب ماہ نہین ہے یہ امیر
ہو گئے تم بھی کسی رشک قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم ہے رہ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہین دربان در خانۂ عشق

مرکز خاک سے ہے دردتہ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی مین نہین عرش سے کاشانۂ عشق
دونون عالم ہین دو مصراع در خانۂ عشق

ہے جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس سے ہے قندیل درخانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہے آنکھین مری پیمانۂ عشق
جسم یا جوش محبت سے ہے پیمانۂ عشق

ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانے مین نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا مین یہ دو عالم ہو جائین
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نئی صورت سے پہاڑ
حسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ مین نہین گرمی کے سوا مثل سپند
برگ و برو و دو شرر ہون جو اگے دانۂ عشق

عین ہستی مین ملے ہین مجھے گوش شنوا
سن رہا ہون مین صدائے لب پیمانۂ عشق

آرہے باغ جنان سے جو زمین پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانۂ عشق

معتقد کون نہین کون نہین اسکا مرید
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہے دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیب گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یک دانۂ عشق

زلف معشوق نہ گھٹ جائے ادب کا ہے مقام
بڑھ چلین اتنے نہ ہولی سر دیوانۂ عشق

سننے والون کے یہ ڈر ہے نہ جلین پردۂ گوش
کیا سناؤن کہ بہت گرم ہے افسانۂ عشق

خاک درکار ہے وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اگتا ہے کوئی دانۂ عشق

کہتے ہین مرگ جوانی جسے سب اہل جہان
اپنے نزدیک ہے وہ بازی طفلانۂ عشق

آہ عاشق سے ہوئی غفلت معشوق کم
خواب تھا حسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بخت برگشتہ ہون تب بھی نہین جاتا یہ مزہ
نہ کرے بادہ جو دو اشہدان بھی ہو پیمانۂ عشق

طور پر کہتی ہے یہ شمع تجلّی کی زبان — سُرمۂ حُسن ہے خاکستر پروانۂ عشق

طالب درد ہوا اس درجہ مرا طائر دل — ٹوٹ پڑتا ہے یہ جب دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ شد ہو جو لگا ہی مرے حُسن — ہی مرے پانوُن مین زنجیر پریخانۂ عشق

مرکے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت — ہنس بن بن کے مچلے گوہر یکدانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہی نسبت ترے دیوانے سے — آشنا ہے یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حُسن تھا جس روزنہ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہین گور کنارے مشتاق — دم مین آجائین نہ حورون کے تمھارے مشتاق

دل صدچاک بھی چلمن ہے کسی کمرے کی — سر جھکاتے ہین تو کرتے ہین نظارے مشتاق

مست ہونیکا انھین حکم ہے اے نرگس یار — خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون — گل زمین پہ ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

آتجو انو کہین جلدی ہو بدن سے باہر — ہین ہما و سگ محبوب تمھارے مشتاق

بیخودی تا بکجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمھارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف رسا سر سے پانون تک — لینے لگی بلائین ادا سر سے پانون تک

لاغر ہون اسقدر کہ مجھے پہچانتی نہین — رہ رہکے دیکھتی ہے قضا سر سے پانون تک

رخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور — تو اے صنم ہے نور خدا سر سے پانون تک

کھائے ہین ہمنے گل ترے چھلون کے اسقدر — خالی نہین ہے جسم مین جا سر سے پانون تک

گنڈا نظر گذر کا پھنسائے گی آپ کو — قد ناپتی ہے زلف رسا سر سے پانون تک

دلکش ہے جسم ضعیف کا ہر عضو جسم وار — مین کاہ ہون وہ کاہ ربا سر سے پانون تک

دوران سر کے ساتھ ہی چکر بھی پانون مین
ہون مبتلاے رنج و بلا سر سے پانون تک

موقوف شمع پر نہین کچھ سوزش درون
جسپر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک

ادنی یہ خار وادی وحشت کی ہے خلش
ایک آبلہ ہے جسم مرا سر سے پانون تک

میرے نگاہ شوق کی اللہ رے گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہے خبر
زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسی کی آنکھ کسی کی نگاہ ہے
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی سے حسن کے وہ ہوا ہے عرق عرق
دیکھو ٹپک رہی ہے ادا سر سے پانون تک

زلف دوتا سے آپ ہے الجھن مین اونکا دل
گھیرے ہے دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اگر مین نہرین سے گذر گیا
فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک

تڑپے شب وصال نہ کیونکر نگاہ شوق
گھیرے ہوے ہے اونکو ادا سر سے پانون تک

جب بدنے فکر کی ترے دانتون کے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچاے کربلا مین جو بخت رسا امیر
ملیے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اوٹھا ہے ایسا
اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک

کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمھارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر اونکا قاصد
گئے کیونکر پیمبر لامکان تک

غش آیا ہے مجھے مسجد مین سب سے
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہے مجھپہ صیاد
خبر پہونچے نہ اوسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

مرے ہر عضو کو ہی اوس بت خونخوار سے لاگ
دلکو ہی تیر سے گردن کو ہی تلوار سے لاگ

اوسکو آرام کو ہی میرے دل زار سے لاگ
مژدہ اے مرگ مسیحا کو ہی بیمار سے لاگ

رو بھی ہین کھول کے دل آج بھی کچھہ آنسو چھپ جائین
ضبط غم تجکو ہی کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کند تلوار سے کرتا ہے جو عاشق کو حلال
دل مین رکھتا ہی وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی
ہی جو در پردہ اونھین طالب دیدار سے لاگ

پھولنے پھلنے کی نوبت نہین آنے پاتی
کیا خزان کو ہی الٰہی مرے گلزار سے لاگ

شانے کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہے
جیسے ہے دل کو ترے گیسوے خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
فتنۂ حشر کو ہے یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہ ہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن
یار سے ہمکو لگاوٹ ہی نہ اغیار سے لاگ

مدد اے پیر مغان المدد اے پیر مغان
بڑھ گئی ہی بہت اب چرخ ستمگار سے لاگ

تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتا ہون
کیا کرون خواب کو ہی دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اونکو نکلنے نہین دیتی باہر
حسن یوسف کو ہی کیون گرمی بازار سے لاگ

بندۂ عشق ہون میں ایک سے دونون ہین مجھے
کچھہ نہ کافر سے محبت ہی نہ اغیار سے لاگ

بیطرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون امیر
ہو گئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سنتا نہین وہ دل سے کبھی داستان دل
کس سے بیان کرے کوئی درد نہان دل

کرتا ہے آب آب جگر کو بیان دل
افسانے کی طرح نسنو داستان دل

اے شاہ کشور دل و جان جہان دل
قربان ہر ادا پہ دل جان و جان و دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا
سینے مین نام کو نہین باقی نشان دل

ہمراہ دوڑتا ہوں میں اوس شہسوار کے
ہر دست اختیار سے باہر عنانِ دل

جیسے کہ تیر یار کے سینے میں ہے جگہ
خالی نہیں ہما سے مرا آشیانِ دل

حوا کا عشق قسمتِ آدم میں جو لکھا
پہلا تھا نقطۂ قلمِ امتحانِ دل

بے شبہ اُس میں سے جدا ہی زمین عشق
اِن آسمان سے ہی الگ آسمانِ دل

پھنک جائے صور حشر جو ہونا ہو جلد ہو
کبتک کروں میں ہجر میں ضبطِ فغانِ دل

پھولے ہیں کیسے لالہ و گل فیضِ عشق کے
قابل ہے تیری سیر کے یہ بوستانِ دل

جیسے کہ دھیان سے ہے رُخِ تابانِ یار کا
ہے آفتاب حشر چراغ مکانِ دل

جائیگا کیا تصورِ خالِ سیاہ یار
آنکھوں میں مردمک ہی سویدا میانِ دل

حسرت وہی فروغ وہی ہے جلا وہی
کچھ کچھ تو آئینے سے ہی آئینہ شانِ دل

تو ہے وہ ماہ مصر کہ جاتا ہے جس طرف
رہتا ہی ساتھ ساتھ ترے کاروانِ دل

غصے میں آکے ہاتھ سے پھینکا ٹیک دیا
آئینے پر ہوا او نہیں شاید گمانِ دل

ممنون ضعف عالم پیری ہوں اے امیر
جھکتا چلا ہے سر طرفِ آستانِ دل

داغوں سے گلرخوں کے دوبالا ہی شانِ دل
بے ماہ و آفتاب نہیں آسمانِ دل

عنقا سے ہے بلند کہیں آشیانِ دل
سنتے ہیں نام پر نہیں ملتا نشانِ دل

فیضِ قدم سے تیرے بڑھی ہی یہ شانِ دل
ہیں ساتوں آسمان تہِ آسمانِ دل

دوزخ شرارِ نالۂ آتش فشانِ دل
فردوس برگ ریزِ گلِ بوستانِ دل

کعبہ ادب سے آتا ہی میرے طواف کو
جیسے ہوا میں گوشہ نشین مکانِ دل

غنچے کے توڑنے کو سمجھتا ہوں معصیت
سونگھی ہی جسنے بوے گل بیخزانِ دل

اپنے لیے پسند ہے مجھکو چمن کی سیر
گل شکل داغ دل ہی صنوبر بسانِ دل

رتبے میں دقت فکر سکندر سے کم نہیں
کرتا ہو سر جھکا کے میں سیر جہانِ دل

آئے نظر نہ عالم غم ہو اگر مکین
خالق نے کیا وسیع بنایا مکانِ دل

سختی نہین ہے اہل صفا کے خمیر مین
دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوانِ دل

کیا آنسوؤن نے پردۂ الفت کیا ہی فاش
آنکھون سے آشکار ہے رازِ نہانِ دل

کرلین گے یاد رسم دُرِ دندان یار کو
اسطرح موتیون سے بھرینگے دہانِ دل

ممکن نہین کہ وہم کسیکا پہونچ سکے
کوسون ہی لامکان سے بلند آستانِ دل

مانند شمع نطق کی طاقت نہین مگر
روشن مری زبان سے ہی ماجرایِ دل

دو ٹکڑے ہوا ابھی جگر بوالہوس امیر
کھینچون جو معرکے مین مین تیغ زبانِ دل

گل وہ رخِ نازک ہے پسینا عرقِ گل
شبنم سے ہے لبریز گہرا طبقِ گل

بلبل کا قفس چھاؤ کبھی پھولون سے صیاد
اس چرخ پہ بھی چاہیے پھولے شفقِ گل

نازیست تھا مجھ زار کو عشقِ رخِ رنگین
ہو غسل و کفن کو عرقِ گل ورقِ گل

اوس روے کتابی کا ہی ذکر اور دہن اپنا
بلبل کو فراموش نہو گا سبقِ گل

ہی فصلِ خزان مین بھی وہی رنگِ بہاران
گل سینۂ بلبل مین ہے داغِ قلقِ گل

کسکے رخِ رنگین کا سنا ہمنے فسانہ
گل کان ہوے کان کے پرزے ورقِ گل

کب خار ادھیڑ سکتے ہین دامانِ صبا سے
گلشن کی قلمرو مین ہی نظم و نسقِ گل

آہوؤن نے کیے لختِ جگر برہم و درہم
کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورقِ گل

آمد ہی یہ گلزار مین کسکی کہ صبا نے
صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبقِ گل

وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی
بیکار رہے اب تذکرۂ باسبقِ گل

تحریر کرے وصفِ رخ اوسکا تو ہی لازم
کاتبِ خطِ گلزار مین سے لکھے ورقِ گل

زیبا ہی کہون مین جو فلک خاک چمن کو
پھولی ہی عجب موسمِ گل مین شفقِ گل

پائیگا امیر اوس رخِ گلرنگ کا بوسہ

بلبل کے سوا کوئی نہین مستحق گل

بجا ہین بلبل و گلچین خراب خندۂ گل
دو آتشہ ہی چمن مین شراب خندۂ گل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل
تو کیون نہو دل بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہی اوس گل تر کی جواب خندۂ گل
تبسم نمکین انتخاب خندۂ گل

کرے گی بلبل نالان جو حشر مین فریاد
صبا سے ہوگا حساب کتاب خندۂ گل

محال ہی کہ چڑھے عشق حسن کے منھ پر
کہان ہی نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن مین نالہ کشی ہی قبول اے صیاد
پر اس چمن مین نہین مجکو تاب خندۂ گل

ابھی تو صورت شبنم ہون اشک بلبل خشک
چمک دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسۂ سر بلبل ملے وہ نصف ہون
بھرون مین اوسمین لبالب شراب خندۂ گل

شراب نغمۂ بلبل کو پی کے کیون نہو مست
ابھی تو نام خدا ہے شباب خندۂ گل

سمند ہوش ہو بلبل کا کیون نہ برق خرام
جو تازیانہ ہو موج شراب خندۂ گل

دیا ہے وہ مجھے اللہ نے دل نازک
کہ آب آب کرے جسکو تاب خندۂ گل

بجا نہ تھی صبا یہ کہ ہوگی غش بلبل
کھلا کے غنچہ اوٹھائے نقاب خندۂ گل

ذرا نہین کسی بلبل کو ہوش صورت مست
غضب کی تند کھنچی ہی شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچون کے مسکرانے سے
کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی ہی شام سے مضمون گریۂ بلبل
سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گریۂ بلبل ہے گریۂ مینا
ہنسی ہی جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن مین جان بلبل کی
کھنچی ہے صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

پرتو رخ سے ترے ہے جو منور محفل
ہے تجلی کدۂ طور سے بڑھکر محفل

جذب دل کھینچ کے گل پیرہن کو لے آ
عطر مجموعہ سے ہو جائے معطر محفل

رشک پروانہ ہین ہم تم ہو اگر غیرت شمع
امتحان کے لیے ہو جاے مقرر محفل

بت فراہم ہوے اس نے جو سوم مین میرے
بن گئی غیرت بتخانۂ آزر محفل

ہجر مین چار ادہر چار ادہر روتے ہین
جس طرح ماہ محرم مین ہو گھر گھر محفل

صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے
کھا رہی ہو یہ ترے رقص سے چکر محفل

باغ کس کام کا جسمین گل و شمشاد نہون
لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کے وقت قیامت ہی تمھاری ٹھوکر
کیون الٹ جاے نہ مثل صف محشر محفل

لیکے نالون کے علم ہم بھی ضرور آئین گے
ہو گی جس روز محرم مین ترے گھر محفل

جا چکا عہد جوانی کا چلین سوے عدم
شمع سان دیکھ چلے دہر مین شب بھر محفل

شمع فانوس مین پھولی نہ سمائی اے گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

ہل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذرا دس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو امیر
کیجیے چودھوین تاریخ مقرر محفل

فرقت یار مین ماتمکدہ ہے ہر محفل
بلکہ ہنگامۂ محشر کے برابر محفل

ہے عجب شمع کی صورت دل قاتل نہ جلے
بسملون کے ہو تہ سایۂ خنجر محفل

چاہیے آئینہ رویون کا بھی ہو جاے
کیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل

ہم بغل مجھسے ہو غیرون کو لگاے رکھو
گھر مین خلوت ہی سے ہے جمع ہو باہر محفل

کس پری رو کا تصور نہین دل مین اپنے
جمع رہتی ہی اس آئینے کے اندر محفل

سب مکانون سے جدا پیر مغان کا ہی مکان
میکشون کی ہی الگ شہر سے باہر محفل

اے پری حسن سے تیری ہی جہان کی رونق
جس طرح شمع سے ہوتی ہے منور محفل

تمکو پروا ہی نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل

بہر دل سوختگان روز الم ہی شب عیش
چشم پروانہ مین آتشکدہ ہی ہر محفل

دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم آود اس
محفل آرا نہو کوئی تو ہے ابتر محفل

شمع محفل مین ہو پروانے ہین گرد سر شمع
کیا تکلف ہو کہ محفل کے سبب ہے اندر محفل

ہم ہین پروانہ دل سوختۂ بزم خیال
شمع رویون سے یہان گرم ہو شب بھر محفل

سرفروش آئے ہین مشتاق شہادت ای ترک
جمع کرتا ہے ہمیشہ ترا خنجر محفل

اوسکے بھڑکانے سے برہم ہوئی یہ غیر امیر
شمع کیسا ہمیہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل
تب ہم نہ رہے وفا کے قابل

ہو خون سے سارے تن مین رعشہ
اب ہاتھ کہان دعا کے قابل

آنسے مجھے دیکھنے البتہ
جب مین نہ رہا دوا کے قابل

بوسے مرے دل پہ پیکر زانت
یہ دانا ہے آسیا کے قابل

کلفت سے امیر صاف کر دل
یہہ آئینہ ہے جلا کے قابل

ای دل مجھے پیش جہلابات سے حاصل
خالی ہو مکان حرف و حکایات سے حاصل

تسکین مجھے دیتے نہین ای حضرت واعظ
کیا اور مجھے قبلۂ حاجات سبب حاصل

ٹھہرے ہو ترا دل مین کہون حالت دل کیا
کعبے مین جو بت ہو تو مناجات سے حاصل

ہو زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذت
جس رات کا وعدہ نہو اوس رات سے حاصل

روتا ہون لہو بھی تو مجھے مے نہین ملتی
کیا بندگی پیر خرابات سے حاصل

ظاہر مین دیا بوسہ تو کیا دل سے ہے مکدر
نیت ہی نہین ٹھیک تو خیرات سے حاصل

تقدیر بری تو نہ بدل دیگا دعا سے
ای شیخ پھر اہل کشف و کرامات سے حاصل

قسمت مین جو مے ہو وہ بہر کیف ملیگی
پھر قاضی و مفتی کی ملاقات سے حاصل

پہچانتے ہین اہل سخن خوب سخن کو

خاموش امیر اتنی مباہات سے حاصل

ردیف میم

کیون نالے کرین بلبل گلشن تو نہین ہم
اے ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

ہمکو جو سمجھاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لین گے کوئی رہزن تو نہین ہم

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

خط دیکے تجھے کوچۂ جلاد مین بھیجین
کچھ خیر ہی قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

ذلّت سے کبھی لین گے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین نہ پہونچے
ذرّے ہین مگر ذرۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہے قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

رہ جائینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبار سم توسن تو نہین ہم

سو بار کہین گے ارنی طور پہ جا کر
کیا سمجھے ہین موسی ہمین الکن تو نہین ہم

کرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹون مین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کی طرح پائی ہین آنکھین
پر قابل نظّارۂ گلشن تو نہین ہم

بخیے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم
سلواتے ہو کیون قابل سیون تو نہین ہم

موسی سے یہ کہدو کہ بہت بڑھکے نہ بولین
کچھ نابلد وادی ایمن تو نہین ہم

کہتا ہے حیا سے وہ دہان مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سبز گل سوسن تو نہین ہم

غیرون کے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
اے دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا نالہ کشی کی ہمین بت دیتے ہین ترغیب
انسان ہین ناقوس برہمن تو نہین ہم

کرتی ہین یہ طنز اونکے خط سبز پر آنکھین
کچھ سیر رہ خضر مین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ اونکا ہے جو زندان مین یہ سمجھین
زندانی تاریکی مدفن تو نہین ہم

بے منّت احباب یہان قبر ہے روشن
محتاج چراغ سر مدفن تو نہین ہم

بوئے گل فردوس امیر اپنا ہے مژدہ
سر کا جو ذرا تختۂ مدفن تو نہیں ہم

ہوئے چو رنگ وصل یار میں ہم
اچھے پھولے پھلے بہار میں ہم

ہو گئے مردہ ہجر یار میں ہم
گھر میں اپنے رہیں یا مزار میں ہم

اوسکو لائیں گے خاک تا بو میں
کہ نہیں اپنے اختیار میں ہم

کون پوچھے گا ہم غریبوں کو
روز محشر ہیں کس شمار میں ہم

فرش سے عرش تک نشان نہیں
دور پہونچے ہوائے یار میں ہم

حضرت دل جو تم ہو پہلو میں
مر کے بھی رہ سکے مزار میں ہم

وصل میں بھی شکستہ خاطر ہیں
توبہ مست ہیں بہار میں ہم

پیش رخسار یار خار ہیں گل
ایک دو کیا کہیں ہزار میں ہم

قاصد آیا ہے پر نہیں پاتا
گم ہوئے ایسے انتظار میں ہم

گھر میں ہیں لیکن اپنے نام کی طرح
ہیں ہر اک ملک ہر دیار میں ہم

زلف و رخسار کے تصور سے
ہیں حلب میں کبھی تتار میں ہم

جبر جو چاہیں ہمپہ وہ کر لیں
ہیں امیر اونکے اختیار میں ہم

ہوا کہ زندہ رہا نامہ بر نہیں معلوم
کچھ آج تک ہمیں اوسکی خبر نہیں معلوم

مکان دل میں ہے کسکا گذر نہیں معلوم
یہ بیخودی ہے کہ گھر کی خبر نہیں معلوم

کیا ہے بیخبری نے جہان سے فارغ
فلک کہاں ہے زمین ہے کدھر نہیں معلوم

میں جسکو دیتا ہوں اوس فتنہ گر کے نام کا خط
وہ ٹالتا ہے کہ مجھکو تو گھر نہیں معلوم

تری گلی ہے کہ میدان حشر ہے قاتل
یہاں کسی کو کسیکی خبر نہیں معلوم

ہوا شہید تبسم جگر کہ دل یا رب
گری تڑپ کے یہ بجلی کدھر نہیں معلوم

کیا ہے ذوق شہادت نے محو یہ دم قتل
لگے ہین زخم کہان جسم پر نہین معلوم

شب وصال ہون محو کنار سے محروم
دہن کہان ہے کدھر ہے کمر نہین معلوم

پڑا ہے تیغ کے نیچے کہ پاے قاتل پر
کدھر کو اوڑ کے گیا تن سے سر نہین معلوم

شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہین
کہ آج کیون نہین ہوتی سحر نہین معلوم

ادھر کو منہہ جو نہین پھیرتا کبھی خورشید
یہ کسکا گرم ہے بازار اودھر نہین معلوم

جو کل تھے ساتھہ گئے آج کسطرف یارب
کسیکا حال کسیکی خبر نہین معلوم

خضر ہو راہبر ہی ہے ثواب اے زاہد
کہ ہمکو بادہ فروشون کا گھر نہین معلوم

ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہے کیا باعث
یہ نخل کیون نہین لاتا ثمر نہین معلوم

جہان مین اب نظر آتا ہے رات دن اندھیر
فلک سے کیا ہوے شمس و قمر نہین معلوم

بھٹکتے پھرتے ہین ہم مثل گرد راہ اسیر
ہوا ہے قافلہ راہی کدھر نہین معلوم

تیرے جور و ستم اوٹھائین ہم
یہ کلیجا کہان سے لائین ہم

جی مین ہے اب وہان نہ جائین ہم
دل کی طاقت بھی آزمائین ہم

نالے کرتے نہین یہ الفت مین
باندھتے ہین تری ہوائین ہم

اے لب یار کیا ترے ہوتے
لب ساغر کو منہہ لگائین ہم

دل مین تم دل ہے سینہ سے خود گم
کوئی پوچھے تو کیا بتائین ہم

آب شمشیر یار اگر مل جاے
اپنے دل کی لگی بجھائین ہم

اب جو منہہ موڑین بندگی سے ترے
اے بت اپنے خدا سے پائین ہم

زندگی مین ہے موت کا کھٹکا
قصر کیا مقبرہ بنائین ہم

توبۂ مے سے کیا پشیمان ہین
زاہدو دیکھکر گھٹائین ہم

دل مین ہے مثل ہیزم و آتش
جو گھٹائے اوسے بڑھائین ہم

زار سے زار ہین جہان مین امیر
دل ہی بیٹھے جو لطف اوٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہے امیر کے عفو گناہ مین
اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتلگاہ مین
تولو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین
مشہور یہ خبر ہے غلط خانقاہ مین

خالی شرارتون سے نہین ظلمت جہان
لپٹی ہوئی ہے برق گلیم سیاہ مین

پیری مین قد نگون ہوا دانت بھی چلے
بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین

مدت ہوئی پھرے تھے آنکھون کی پتلیان
صورت تمھاری پھرتی ہے اب تک نگاہ مین

نکلا نہین ہے خط ترے عارض پہ سبز نے
کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین

کشتی فرو رسا تہ سے ہے تیرے اے فقیر
ڈوبے نہ قلزم کرم بادشاہ مین

بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہے کار نیک
شب کو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین

دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو
کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین

اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ چرخ سے
تاثیر دوڑی آتی ہے آغوش آہ مین

اعلی کو کیون نہ صحبت ادنی سے ہو حذر
دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین

یوسف سے بھی سوا ہے مرے دل کا مرتبہ
ڈوبا ہوا ہے چاہ زنخدان کی چاہ مین

بیداغ عشق ارض سے تا آسمان ہے کون
ماہی مین فلس ہے تو کلف جرم ماہ مین

ہے نقش دل پہ صورت توحید اے امیر
ہون محو ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اسقدر کہ تری جلوہ گاہ مین
چھپ جاؤنگا مین پردۂ گرد نگاہ مین

ہین جلوہ گر شرار تری دود آہ مین | یہ تخم چھپتے ہین کوئی ابر سیاہ مین
وہ توڑ لے فلک ہی مرے تیر آہ مین | کیا ہون تو رخنے ہون سپر مہر و ماہ مین
سمجھے سریر و تاج کو کجکول و بوریا | جو فقر کا مزہ جو دل بادشاہ مین
آہ اوس ہین سے نکلے تو کیونکر حسین نہو | بنجائے ماہ ہیم جو ملجائے آہ مین
سایہ پڑا مگر مرے بخت سیاہ کا | یہ تیرگی نہ تھی تری زلف سیاہ مین
افعال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو | مے پیجیے تو چل کے کسی خانقاہ مین
آنے نہ دے حیا کو یہ ہے رات وصل کی | کیا کام غیر کا ہے تری جلوہ گاہ مین
دیوانہ تیرا آتا ہے لرزان ہین اہل شہر | رستم کی دھاک سے ہے تزلزل سپاہ مین
کیون مثل رخ نہ ہمکو خط سبز ہو پسند | پھولون کی ہمکو آتی ہے خوشبو گیاہ مین
اہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد | ہے ماہ کو زوال و کمال ایک راہ مین
ہم رہروان عشق کو محشر کا خوف کیا | پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین
زلفونکی آڑ مین نہین کرتے وہ چشمگین | بجلی تڑپ رہی ہے یہ ابر سیاہ مین
کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم | دنیا نہین سماتی ہے جسکی نگاہ مین
تونے تو اے سیاہی شبہائے تار ہجر | دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین
اوترے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے | لغزش نہ تا زبان کو ہو عذر گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہے آنکھ ترے جلوہ گاہ مین | کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین
ہین شوخیان یہی جو تمھاری نگاہ مین | بجلی گرے گی چار طرف جلوہ گاہ مین
ٹھرا بلا دسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز | پہونچا مین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین
فریاد کس سے تیرے سوا اے اجل کرین | ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہے آئینہ
قرآن ضرور چاہیے دستِ گواہ مین

اوس ترک کجکلہ پہ اوٹھین کیون نہ انگلیان
اندازہ ماہِ نو کا ہے طرفِ کلاہ مین

دیکھو جہاکے آنکھہ تو دیکھو رقیب کو
چھریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا ادہر اودہر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اوٹھ گیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہے راہ مین

اعضا تمام صوم مین رہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہے اس بارگاہ مین

ہے راست رو وہی جو ہے دینِ رسول پر
ہوتی ہے کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
پرتو اگر پڑے ترے دانتون کا چاہ مین

یون روئے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہو جائے جیسے چاک کتان نورِ ماہ مین

مقراض دونون پانون ہین وحشت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطعِ راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین امیر
یا چند سرخ پوش مکانِ سیاہ مین

وہ تو سنتا ہی نہین دادخواہی کیا کرون
کسکے آگے جاکے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھہ گدا کو دے نہ تکلیفِ حکومت اے ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

رشک دیکھو غیر میرا محضرِ خون دیکھکر
سوچتا ہے اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوؤن سے ہوگئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچائیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھسے تباہی کیا کرون

نزع مین آنکھین ملاکر یار نے مجھسے کہا
تب ہی آنکھون مین دم ہے کم نگاہی کیا کرون

ترک لذت سے جدائی مین زبان سے آشنا
بادۂ صاف و کبابِ مرغ و ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہے پہونچ جاؤن مین اب کعبہ مین جلد
راہ مین بتخانہ پڑتا ہے الٰہی کیا کرون

کھل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہون دل مین آج — خدمت پیر مغان مین عذر خواہی کیا کرون
فرش گردون آہ رک سکتی ہی تھم سکتے ہین اشک — چھپ نہین سکتا ہی لیکن رنگ کا ہی کیا کرون

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہی امیر
پیش خالق ادعاے بیگناہی کیا کرون

گلے مین ہاتھ تھے شب وصل جو سے راہین تھین — سحر ہوئی تو وہ آنکھین نہ وہ نگاہین تھین
کھل کے چہرے پہ میدان صاف خط نے کیا — کبھی وہ تھا ایسا کہ بند راہین تھین
فراق مین ترے عاشق کو جاگ کل دیکھا — کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہین تھین
ٹکوے اب ہین کہ غربت ہی گور شاہان پر — سروان پہ چتر جلو مین کبھی سپاہین تھین
ہزارون لوٹ گئے گل ادھی جو وہ چلمن — خدنگ موے مژہ برچھیان نگاہین تھین
کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوجھا کچھ — وگرنہ ربط کی اوس سے ہزار راہین تھین
یہ ضعف ہی کہ نکلتی نہین ہین اب دل سے — کبھی فلک سے بھی اونچین ہماری آہین تھین
جگر مین ہجر کی چبھ رہی تھین کچھ پھانسین — مگر جو غور سے دیکھا تری نگاہین تھین
پہونچ گئے سر منزل چلے جو چال نئی — اونھین مین پھیر تھا دیکھی ہوئی جو راہین تھین
فلک کے دور سے دنیا بدل گئی ورنہ — جہان کھنڈر ہین یہ میخانے خانقاہین تھین
یہ ضعف اب ہی کہ ہلنا گران ہی قدمون کو — سبکروی مین کبھی انکو دستگاہین تھین
مشاعرے سے حسین کیونہ چھپین بیجا تے — رہا عیان مری جو گوشیہ کلاہین تھین

حسین نرگے ہین طالب کہ اب ہین گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہین تھین

جب کبھی اوسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین — دل ہی واقف ہی جس ارمان سے ہم دیکھتے ہین
داغ سے بڑھکے نہین دلمین کسیکا جلوہ — گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہین
ہی پری تو نہین پریون کی مگر خو تجھ مین — آنس تجکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہین

ضعف کا پاس کرے دست جنون کے ہوتے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہے اگر طالب مقصود تو سٹ جا اے دل
نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھہ سے رضوان کے اوسے بھی ہو نصیب
ذلتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص تجھے حق نے بنایا ہے صنم
شان اوسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

گرد ابرو پہ ہے منھہ لال ہے چتون سے پھری
آج اونھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

عیب نظر بندہ نوازی یہ تری جاتی ہے
مور کو بڑھ کے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہے بدخشان مین شفق پھولی ہے
سُرخ جب ہو منھہ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پاتے ہین غلطان اوسے حسرت کے سبب
جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہے زلف اوس رُخ روشن کیطرف
رابطہ کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کنہ باری کو پہونچ جاے ذرا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر
آئینہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی پھری مقتل سے
لاشے آئے ہوئے میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھہ تمھین سے نہین کاوش ہے حسینونکو امیر
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اوسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تھے رُخ اُمید کو جس حسرت سے
یاس کو بھی اوسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سنکے حال دل عشاق کو اس کان سے وہ
صاف اوڑا دیتے ہین اوس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھہ آئینے سے کیون اونکی پھری رہتی ہے
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران سے ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہے جو تو غیر کی دانائی کی
پہرون منھہ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہے ہمین حیرت نے — دیکھتے ہین جسے حیران سے ہم دیکھتے ہین

شک یہ ہوتا ہی کہ حلقے مین ہی ناگن کے یہ من — زلف لپٹی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

جان باقی نہین گو دل مین ہماری لیکن — تجھپہ قربان ادسے سو جان سے ہم دیکھتے ہین

خط نمایان کبھی کرتا ہے کبھی خال و رخ — روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین

ہو گیا تیغ غم دلدار سے شاید اے دل — کچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین

شک ہوتا ہے کہ شاید ہے تمھارا عاشق — تنگ اسی جان جسے جان سے ہم دیکھتے ہین

ساغر بادہ بھی ہی جام جہان بین ساقی — سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

جی مین آتا ہے کرین ہاتھ کلائی سے قلم — جب لگا اسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہو گیا میل کچھ ایسا ہمین کہ اب غیرون کو — جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

تحرین جا او دست آہن جو ہوا موم تو کیا — دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہین

عرش کا حال دل صاف سے آتا ہی نظر — رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دور بینی ہمین کیا چشم بصیرت کی امیر — صاف سیر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہین

بخت سیہ ہے گو کہ گلیم گدا ہون مین — شاہون کے سر پہ سایۂ بال ہما ہون مین

صحرا مین مثل موج ہوا گم نما ہون مین — دریا مین نقش آب کی صورت فنا ہون مین

دا کردہ چشم دل صفت نقش پا ہون مین — ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین

مطلب جو اپنے اپنے کہے عاشقون نے سب — وہ بت بگڑ کے بول اٹھا کیا خدا ہون مین

اے انقلاب دہر مٹاتا ہے کیون مجھے — نقشے ہزار ہو بن مٹ گئے تب بنا ہون مین

وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھکر نہین مگر — اپنا گنونگا ایک وہ تھا دوسرا ہون مین

افتادگی مین اوس سے نہ سمجھو جدا مجھے — سایہ صفت قدم بقدم زیر پا ہون مین

محنت یہ کی کہ فکر کا ناخن بھی گھس گیا — عقدہ یہ آجتک نہ کھلا معمہ کیا ہون مین

اس دل کا مبتلا ہوں جو کہتا ہے داغِ عشق
پروانۂ چراغِ حریمِ خدا ہوں میں

گرشتہ کر دیا ہے مجھکو محبت کے جوش نے
مذبوحِ خنجرِ نگہِ آشنا ہوں میں

اعضائے تن کو بسکہ ہے زخموں کا اشتیاق
آہن ہے تیغِ یار تو آہن ربا ہوں میں

کہتی ہے ہر بلا یہ تری زلفِ دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے نچانا بلا ہوں میں

رسوا ہوئے بتوں پہ تو ہمیشہ تصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بیٹھا ہوں میں

زندہ کیے ہیں میں نے دلِ مردہ سیکڑوں
فیضِ سخن سے عیسیِ معجز نما ہوں میں

مشتاق ہے میری جان کو وہ جلوہ گاہِ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہے تیری قضا ہوں میں

لذت ہے آبِ تیغ میں آبِ حیات کی
زندہ بسانِ خضر ہوں گو مر چکا ہوں میں

مانند سبزہ اس چمنِ دہر میں امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہوں میں

دامن سے لوگ دشت کے اکثر لگے ہوئے ہیں
کوچے میں سیکڑوں کے بستر لگے ہوئے ہیں

کیونکر نہوں نگاہیں قاتل کی تیز ایسی
پتلی کی سان پر یہ خنجر لگے ہوئے ہیں

نکلیں گے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبروں کے منہ پہ بھاری پتھر لگے ہوئے ہیں

کیا دیکھیے عاشقوں کے وہ داغدار سینے
پھولوں کی کشتیوں میں زیور لگے ہوئے ہیں

یارب ہے کسکی آمد جو شہر میں ہے شادی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوئے ہیں

چاہی جو میں نے عجلت بولا بگڑ کے قاصد
اُڑ جاؤں کسطرح میں کیا پر لگے ہوئے ہیں

کیا حال دل چھپاؤں جاسوس اُس پری کے
اندر لگے ہوئے ہیں باہر لگے ہوئے ہیں

نامے وہ باری باری عشاق کے پڑے ہیں
عجلت سے کچھ نہوگا نمبر لگے ہوئے ہیں

میں جانتا ہوں بلبل جو ہے تری حقیقت
ایک مشت استخوان میں دو پر لگے ہوئے ہیں

کیا کیا اذیتیں ہیں مژگان کی یاد میں بھی
ایک ایک رگ میں سو سو نشتر لگے ہوئے ہیں

بڑھتا ہے آبرو میں کیا آنسوؤں سے میرے
کون ایسے لعل تجھ میں گوہر لگے ہوئے ہیں

ہے حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے
یہ اشتہار انکو گھر گھر لگے ہوئے ہین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا
شاہون کے اوس گلی مین بستر لگے ہوئے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین
کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

بے قصد لکھدیا ہے گلہ اضطراب مین
دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین

بجلی چمک رہی ہے فلک پر سحاب مین
اب دُختِ رز کو چین کہان ہو حجاب مین

اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین
گھبراکے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین

مہمان کے ساتھ کھانیکا ہوتا نہین حساب
ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین

ملنے کا وعدہ مُنھ سے تو اونکے نکل گیا
پوچھی جگہ جو مین نے کہا ہنسکے خواب مین

دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہک کے چار
تھے نیند مین پڑا اونھین دھوکا حساب مین

قاصد ہو قول و فعل کا کیا اونکے اعتبار
پیغام کچھ کہا ہے لکھا کچھ جواب مین

ترغیب میرے قتل کی دو اونکو ہمدمو
ہے کارِ خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین

کیا آہ کی ہوا سے ہوا ہل گئے جو وہ
اوٹھتا مزہ جو بند نہوتے نقاب مین

سمجھے ہین دل مین کیا جو یہ گلرو ہوا مین ہین
مہمان چار دن کا ہے جوبن حساب مین

سمجھا ہے تو جو غیبتِ پیرِ مغان حلال
واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین

خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ
قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین

کام آئی کیسی ظلمتِ عصیان بروزِ حشر
سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین

دیکھا کیا جو دفترِ آفاق بعد جمع
ہم پہلے ہوگئے نظرِ انتخاب مین

منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے
ہے یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اونکے خون کی چھینٹین پڑین امیر

بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

قاضی بھی اب تو آئے ہین بزم شراب مین
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

جا پائی خط نے اوسکے رخ بے نقاب مین
سورج گہن پڑا شرف آفتاب مین

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن نہائے گئے آفتاب مین

رکھا یہ تنے پائے حنائی رکاب مین
یا پھول بھر دیے طبق آفتاب مین

تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھہ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین

وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ مجھے
گردے جو کوئی بند مکان حباب مین

حاجت نہین تو دولت دنیا سے کام کیا
پھنستا ہو تشنہ دام فریب شراب مین

شل نفس نہ آمد و شد سے ملا فراغ
جبتک کہ ہی حیات رہے اضطراب مین

سرکش کا ہو جہان مین دوران سر مآل
کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین

چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہین برگ شجر آفتاب مین

دل کو جلا تصور حسن ملیح سے
ہوتی ہو بے نمک کوئی لذت کباب مین

ڈالی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان
موذی کو پال کر ہین پڑا کس عذاب مین

اللہ رے تیز دستی مژگان خستہ گر
بیکار بند ہو گئے اونکی نقاب مین

چلتا نہین ہے ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہو پردہ در کہ ہین مہدی حجاب مین

کچھہ ربط حسن و عشق سے جاے عجب نہین
بلبل بنے جو بلبلہ اوٹھے گلاب مین

چومے جو اسکا مصحف رخ زلف مین پھنسے
بار عذاب بھی ہے طریق ثواب مین

ساقی کچھہ آجکل سے نہین بادہ کش ہین ہند
اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین

فرقت مین میرے دل کے ڈرانیکے واسطے
مشعل ہے برق کی کف دیو سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو اے امیر
اوسنے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہو اوسکو جو ہو پیچ و تاب مین
دیکھا نہ پاے موج کو کفش حباب مین

ساقی ہے صبح وقت نہ ہے بزم شراب مین
دیتا ہو بھر کے مے قدح آفتاب مین

دریا سے حل یہ مسئلہ ہے فہم چاہیے
دیکھو ملا صدف مین غلا ہو حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے
شعلہ ہو کب جھوئین کیطرح پیچ و تاب مین

دُنیا بھی دین ہو جو ہو لذت بشر سے ترک
کیون ہو حرام نشہ نہو جس شراب مین

مُردہ جو اہل دل ہون تو زندہ اونھین سمجھ
عارف کی آنکھ رہتی ہو بیدار خواب مین

دریا مین ہوگیا ہو نہانے سے اونکو عشق
شاید ہو نقش حب کا اثر نقش آب مین

خط اوسکے روے صاف پہ نکلا غضب ہوا
مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھ دیکھ بعد مرگ بھی ہیرے گلے پہ تیغ
طاقت ہو جذب آب کی مُردہ سحاب مین

دکھلاتے ہین وہ وقت گزک معجزہ مسیح
ہونٹون سے جان پڑتی ہو مرغ کباب مین

پروا نہین ہو ہمکو اگر ہین قفس مین بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکون کا حال ہے
دیوارین جیسے خم ہون مکان خراب مین

لکھا ہو مین نے دیدۂ گریان کا اپنے حال
جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

میخانے مین جو آئے تو ناصح رہے خموش
دم مارنیکی جا نہین انسان کو آب مین

پیاسون کو خاک سیر کریگا یہ آسمان
چشمہ تو ہے پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا اثر
عالم کبھی نہ رہ کے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین
دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہین

واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے
صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کرلین خالق سے لو لگائین
کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوق نظارہ دیکھو پٹی ہوئی ہے عینک
پروا نہین جو آنے پاتے نہین ہین شب بھر
کیون تمتما رہا ہے بوسے کے مانگنے پر
لیلیٰ کو دیکھکر جو بیخود نہین ہوے ہین

آنکھیں ہین بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہین
ہم خواب مین تمھاری محفل کو دیکھتے ہین
خوش ہوتے ہین سخی جب سائل کو دیکھتے ہین
ناقے کو دیکھتے ہین محمل کو دیکھتے ہین

دنیا امیر ساری ہے محفل مشائخ
دیتا ہے جان اوسپر جس دل کو دیکھتے ہین

شمشیر ہے سنان ہر کسے دون کسے ندون
مہمان ادھر ہما ہے ادھر ہے سگ حبیب
دربان ہزار اسکے یہان ایک نقد جان
بلبل کو بھی ہے پھولونکی گلچین کو بھی طلب
سب چاہتے ہین اوس سے جو وعدہ وصال کا
شہزادی دختِ رز کے ہزارون ہین خواستگار
یارونکو بھی ہے بوسے کی غیرونکو بھی طلب

اک جان ناتوان ہے کسے دون کسے ندون
اک مشت استخوان ہے کسے دون کسے ندون
مال اسقدر کہان ہے کسے دون کسے ندون
حیران باغبان ہے کسے دون کسے ندون
کہتا ہے اک زبان ہے کسے دون کسے ندون
چپ شدہ مغان ہے کسے دون کسے ندون
ششدر وہ جان جان ہے کسے دون کسے ندون

دل مجسے مانگتے ہین ہزارون حسین امیر
کتنا یہ ارمغان ہے کسے دون کسے ندون

تصور ایک بحر حسن کا یون ہے مرے دل مین
ہوے از لف جانان نے نہ چھوڑا مرکے بھی پیچھا
شراب سرخ شیشے مین نہین ہے یار اے ساقی
تمنائے شہادت مین نہ مرکر بھی ہوئی راحت
ترا خال ذقن دیکھا تو مجکو یہ خیال آیا
کیا ہے ہجر مجھے جسدم نکھر کر روبرو آیا

روان رہتا ہے دریا جسطرح آغوش ساحل مین
قیامت مین بھی ہم جکڑے ہوے آئے سلاسل مین
بھرا ہے خون بسمل یہ گلوے مرغ بسمل مین
تڑپ خلد سے پھر آ رہا ہین کوچے قاتل مین
فرشتونکی جگہ ہے قید زہرہ چاہ بابل مین
بجاے تیغ آئینہ ہے لازم دستِ قاتل مین

رہ صحرائے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹے گا
جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملی بعد فنا مجکو
یہ کسکے نوک مژگان کا تصور آنیوالا ہے
نکالے رنگ کو جاہل نہین ہر قابل صحبت
تڑپتے ہین کہ شوق قتل مین یہ رقص کرتے ہین
یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب اسکا نہین کھلتا
چھری کو تیرے اے صیاد اتبک بیقراری ہے
تقاضا جان نثاری کا یہ ہے ایذا نہو اوسکو
ہزارون قیس مشہر ساتھ پھرتے ہین بیابانین
کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
جہان ظلمت تھی پھر گھر شب فرقت سمٹ آئی
تجسکل ضعف مین پہنچا ہون میدان شہادت تک
عروس مرگ تیری تیغ کا منھہ چوم لیتی ہے
نکلجا اے تراتیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن

تری تلوار کا دم آگیا ہے تیرے بسمل مین
فلک پیر ابھی حق ہے کچھ زمین کو ئے قاتل مین
کھٹک جاتا ہے اک کانٹا سا جو ہر دم مرے دل مین
طلب ہوتا ہے کب طاؤس پھر رقص محفل مین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہے کوے قاتل مین
کبھی جاتے ہین آنکھو نمین کبھی آتے ہین وہ دل مین
کوئی رگ رہ گئی ہے کیا گلوے مرغ بسمل مین
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھدین دست قاتل مین
مرے دل مین خیال یار کیا لیلے ہے محمل مین
تو پلکون کے چبھو جاتے ہین وہ نشتر مرے دل مین
دھوئین کا نام اب باقی نہین ہے چاہ بابل مین
جمانے دیجی قدم اے درد پہلو کوے قاتل مین
نکلتی ہے لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین
ابھی اے تیر کیا تنی جان باقی ہے مرے دل مین

امیر اتبک نہین کھلتے جو اوسکے تیغ کے جوہر
توقف کیون ہے کیا مہندی لگی ہے دست قاتل مین

کسی مہرہ شمائل کا تصور ہے مرے دل مین
قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی رہنے نپائیگا
چھگی خوب اے قاتل غضب کا رنگ لائیگی
دھیان کرتا کبھی پروے جنت اے گل خوبی
ہی حیرت کا عالم ہے تو نظارہ کہان مجنون

منجم یا قمر کا ہے گذر خورشید منزل مین
نکلجائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین
لگائی ہے جو مہندی پیس اسکو خون بسمل مین
نہایت پائی ہینے بے نیازی تیرے سائل مین
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلی ہے محمل مین

دوئی اوٹھ جائے تو جھگڑا کہان شیخ و برہمن کا
بت آئین سجدے کرتے شوق سے اس کعبۂ دل مین

تڑپتا ہے دل صیاد بھی اسکے تڑپنے پر
قیامت کا اثر ہے اضطراب مرغ بسمل مین

یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہے اے دل
جہان آیا مسیحا درد دونا ہو گیا دل مین

دہان زخم نے کس کس مزے سے اسکو چوسا ہے
لب شیرین کی لذت ہے زبان تیغ قاتل مین

جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل زور کرتا ہے
زبان تیغ نے لذت یہ پائی خون بسمل مین

ذرا محمل سے ہٹکر خاک اڑا او بے ادب مجنون
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہے کون محمل مین

کرامت ہے کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون سے
چھکایا ایک پیمانے سے تو نے سبکو محفل مین

لگا کر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اوسطرف ہنسنے
قضا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوے بسمل مین

اجازت چاہتی ہے کس سے پروانونکی آنے کی
کھڑی ہے عرض بیگی کی طرح جو شمع محفل مین

نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اوسکا شوخی پر
الٰہی خیر بجلی سی چمکتی ہے مرے دل مین

امیر اوسکی تجلی گاہ ہے دنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہے گلستان مین وہی ہے شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لب بام آتے ہین
شوق دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین

اشک آنکھون مین مرے گرم شتاب آتے ہین
شہسواران عدم پابرکاب آتے ہین

یاد وہ ولولۂ عہد شباب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمین ہنگام خضاب آتے ہین

پی کے مے جذب یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہے
اڑکے منھ تک صفت مرغ کباب آتے ہین

اس طرح مجلس زہاد مین جاتا ہون مین رند
متقی جیسے سوے بزم شراب آتے ہین

بیخبر دیکھ کے مردون کو یہ کہتی ہے زمین
جو یہان آتے ہین مست مے خواب آتے ہین

جو تہ گنبد تسلیم و رضا بیٹھ رہے
غیب سے اونکے سوالون کے جواب آتے ہین

سم رہوار سے روندینگے وہی خاک مزار
تا در گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین

صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہین دور
موت کے اونکو پسینے دم خواب آتے ہین

موت آتی ہی کہ آتی ہے سواری اونکی — کئی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہین

مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم اونھین یاد — جن حسینون کے تصور دمِ خواب آتے ہین

غیر منھ پر نہ چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے — کھو ابلیس ہٹے تیر شہاب آتے ہین

سوزشِ دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین — اشک منھ پر صفتِ اشک کباب آتے ہین

ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر — ہر طرح سے مرے حصّے مین کباب آتے ہین

راحتین وصل کی یاد آتی ہین اوڑجاتے ہین ہوش — غش پہ غش ہجر کی شب مین دمِ خواب آتے ہین

یہ قضا ہے کہ ادا آپ کی سبحان اللہ — صف اولٹتی ہی جو مسجد مین جناب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال — صبحکو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی — تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عمل بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین — گور مین نکلے وہی مار عذاب آتے ہین

کیون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آہی گیا — خوب چھپیئے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین

دھیان بیجا ہے بلا سے کی ہم آوازی کا — ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین

پانون ٹکتے ہین کوئی بحر جہان مین اوسکے — سر اوٹھائے ہوے جوشِ حباب آتے ہین

جوشِ وحشت مجھے ہر سال بناتا ہی جوان — جب بہار آتی ہی ایام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ — لوگ کعبے مین پئے کسب ثواب آتے ہین

حالِ افلاک دل صاف مین آئینہ ہے — ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دھیان بندھتا ہی جو اوس عارض و گیسو کا امیر
متصل لخلخۂ مشک و گلاب آتے ہین

عینکِ چشمِ نخواہ آئینہ اہلِ رشک باہ ہون — جیسا ہون پیش چشم ہون پیشِ نگاہ ہون

ازبسکہ بختِ تیرہ مین روشن نگاہ ہون — سرمہ وہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون

منکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر — بولی زبان تیغ کہے مین گواہ ہون

کر دینگے اشک گرم مرے مجکو روسپید
گو روسیاہ ہون مگر ابر سیاہ ہون

حرص و ہوا کو صحبت جہان سے نکال دون
دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون

ہفتے مین ایکدن تو مرے گھر مین آئیے
امیدوار مرحمت گاہ گاہ ہون

رہتا ہے صبح و شام گناہون کا سامنا
فارغ جو اسسے ہون تو کبھی عذر خواہ ہون

غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس
تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون

تاب و توان مجھ مین نہ عقل و حواس و ہوش
شکل آدمی کی صورت مردم گیاہ ہون

کہتا ہے روے یار یہ خط سیاہ سے
تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون

لاغر یہ عشق موے کمر نے کیا اب مجھے
پنہان نگاہ خلق سے مین مثل ماہ ہون

وسعت کشادہ ہے سبب تنگی معاش
دریا دلی سے اپنے مین محبوس چاہ ہون

اس قلزم جہان مین سفینہ ہے میری ذات
سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون

رکھتا نہین ہے فرق سر مو مرا سخن
گویا زبان خامۂ صنع الٰہ ہون

مد نظر ہے صاحب جوہر کا مجکو حفظ
مثل نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسول کا ہے اگر بارگاہ حق
مین بھی اسیر خاک در بارگاہ ہون

خیال لب مین ابر دیدہ ہائے تر برستے ہین
یہ بادل جب برستے ہین لب کوثر برستے ہین

عدو کے ہاتھ بھیجون مین ہے آبرو اپنی
بھری بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کسپر برستے ہین

ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین
بھلا برسین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین

ابھی آتے ہین کبھی رہین سختی ایام سے نالے
ہوا اپنی ہے بجلی گرتی ہے پتھر برستے ہین

جہان اون ابرو ون ہے بل آیا کٹ گئے لاکھون
یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین

لب شیرین سے ایسی سخت باتین میری ہمت پر
کہ گویا کوہکن کی قبر پر پتھر برستے ہین

چھلکے رہتے ہین مرے جوش پر ہے رحمت ساقی
ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین

جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی
نہ ہے باران رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین

غضب کا ابر خون افشان ہے ابر تیغ قاتل بھی
روان ہے خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین

سمائے ابر نیسان خاک مجھہ گریبان کی آنکھو مین
کہ پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین

وہان ہین سخت باتین یان امیر آنسو پر آنسو ہین
تماشا ہے ادھر موتی اودھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پر جو دل نثار کرتے ہین
لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین

وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین
لباس زیست مرا تار تار کرتے ہین

جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین
ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین

جو راہ چلتے ہین وہ ملکے پانون مین مہندی
زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین

موئے پہ بھی لحد اپنی ہے تختۂ نرگس
ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین

ہزار شکر گئین بدگمانیان اونکی
وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین

مزے بتون کے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل
خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین

دل و جگر کو نکالو کبھی میرے سینے سے
تڑپ تڑپ کے مجھے بے قرار کرتے ہین

مین مر کے خاک ہوا خاک ہوگئی برباد
وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین

نہ شاخ گل ہے مرا دل نہ دامن مے خوار
بہار مین اسے کیون داغدار کرتے ہین

مین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ کھینچے ساقی
لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین

خدا نے ان حسینون کو دی ہے اور ہی کیا
بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین

وہ صاف دل ہین رقابت کا کچھہ خیال نہین
جو تمکو پیار کرے اوسکو پیار کرتے ہین

طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمسکو
وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین

کبھی بتون سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش
خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین

گلہ نہین جو اوڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے
یہ ترک ایک سے مجکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قصر سے ہے اور کیا ہمین حاصل
فقط نظارۂ نقش و نگار کرتے ہین

چلو امیر چلو تا کجا اقامتِ دہر
مسافرانِ عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسی کو خطر ہو شوقِ برقِ طور مین
مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجابِ نور مین

روزِ حشر ایسی جلن ہوگی دلِ محرور مین
بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین

خاکسارونکی ہے ذلت دیدۂ مغرور مین
مال کیا ظرفِ گلی سے ہے مجلسِ فغفور مین

ہم ہون یا موسے ہون کوئی دیکھ سکتا ہے اسے
پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہِ طور مین

کیا تماشا ہو اسے سمجھے ہین غافل جلترنگ
جام چینی رو رہے ہین ماتمِ فغفور مین

حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے
دار بھی ہے شاخِ سدرہ دیدۂ منصور مین

گور مین چونکا کے یہ عبرت پکاری بار بار
ہوشیاری شرط ہے غافل شبِ دیجور مین

نزع کے وقت آدمی سے ہل سکین کیا ہاتھ پانون
شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین

بت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر
چھپ رہے تھے بت خدا سے ڈر کے سنگِ طور مین

گھر بنایا ہے یہ کسکا قصرِ تن ہے بے ثبات
جھونکتی ہے خاک عبرت دیدۂ مزدور مین

شیخ کو تھوڑا نجانو یہ بڑا انکار ہے
ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہے تلاشِ حور مین

منزلِ مقصود کی مستون کو دکھلاتی ہے راہ
خضر بن بیٹھی ہے سبزی دانۂ انگور مین

اونسے کہتی ہی حیا اپنا جو میرا پاس تھا
نور بنکر چھپ رہی ہوتی نگاہِ حور مین

محتسب کے لاکھ احسان کر خوشے کی طرح
کاٹکر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہے اگر گردون مخالف غم نہین مجکو امیر
ہون مین ظلِّ دامنِ شاہِ ابو المنصور مین

چھکتے ہین اعضا یہ گرمی ہے تنِ محرور مین
جاے ہیزم استخوان جلتے ہین اس تنور مین

رنگ پریون کا جدا لطف اور ہے اوس حور مین
ہے زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہے خیال عارض پر نور مین
ڈوبتی ہے میری کشتی چشمۂ کافور مین

چاہتا ہے ایک دم مین طے کرے ہستی کی راہ
آج ایسی آگئی طاقت ترے رنجور مین

اپنی طاعت کی جزا پاتا ہے جو خالق سے بشر
پہلے محنت سے اجورہ لے کے مزدور مین

جمع مال انسان تو کیا حیوان کو کرتا ہے تباہ
شہد دلواتا ہے آتش خانۂ زنبور مین

فرش استبرق کی کچھ حاجت نہین اے باغبان
بادہ کش ہین پڑے رہین گے سایۂ انگور مین

ہین اگر پھولون خلش سے آسمان پیدا کرے
خار ہر غنچے مین جیسے نیش ہے زنبور مین

سچ ہے اہل درد سے ہوتا نہین دنیا کا ضبط
اشک بہتے ہین لبالب دیدۂ ناسور مین

کشتگان عشق سے کہتی ہے تیغ حسن یار
شربت دیدار کا چشمہ ہے کوہ طور مین

ساقیا کیون دم بدم یہ خشکیدہ شاداب ہے
خون تن بستون کا شاید بھر دیا انگور مین

سچ ہے انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہے یاد
موت کا دھیان اکثر آتا ہے دل رنجور مین

سیر ہی بزم عیش مین رویا ہے یہ جی کھول کر
ایک قطرہ خون نہین باقی تن طنبور مین

داغ سے ہے سینۂ پر سوز عاشق کا فروغ
گردۂ نان آبگینہ سے ہے خانۂ تنور مین

داغ الفت کھائیے جاتی جوانی ہے تو کیا
چاہیے شب بھر چراغ اے دل شب دیجور مین

رات دن مین لاکھ بار اٹھ اٹھ کے رہ جاتا ہے پھر
درد شاید قید ہے میرے دل رنجور مین

ہے سلیمان کیا فردیت ہے رعیت مین بھی وہ
لنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشور تیمور مین

ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت
شہد آتش سے سوا ہے خانۂ زنبور مین

سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا
کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین

سینۂ پر درد مین کیا روح کو آرام ہو
کون سویا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسی موسی لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حسن کے نیرنگ تھے خلوت سرائے طور مین

ہٹا دو آئینہ امیدوار ہم بھی ہین
تمھارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپ کے روح یہ کہتی ہے ہجر جانان مین
کہ تیرے ساتھ دل بیقرار ہم بھی ہین

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہین
کہ تیرے کوچے مین مست غبار ہم بھی ہین

کہو کہ نخل چمن ہمسے سر کشی نکرین
انھین کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہین

ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زمزمہ سنج
کہ ایک نغمہ سرا ہے ہزار ہم بھی ہین

کہانتک آئینے مین دیکھہ بھالا دھر دیکھو
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہین

شراب منہہ سے لگاتے نہین ہین اے زاہد
فراق یار مین پرہیزگار ہم بھی ہین

ہمارا نام بھی لکھہ لو جو ہے قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی ہین

ہما ہین گرد مری ہڈیون کے آٹھہ پہر
سگ آگے کہتے ہین امیدوار ہم بھی ہین

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
امید مست نہین ہوشیار ہم بھی ہین

چار ابرو ہین ترے حسن مین بہتر چارون
کیا رباعی ہے کہ مصرع ہین برابر چارون

کس گل تر کا مین کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
بنگئے چار چمن گوشۂ چادر چارون

ایکدم حکم خدا مجکو فراموش نہین
دلپہ لکھے ہین سماوی ہین جو دفتر چارون

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہوے آج
دم مین ہوجائینگے اک جا دم محشر چارون

ہاتھون پانونکا بھروسا تھا سو وہ بھی تہ خاک
ہوگئے مجھہ سے جدا وائے مقدر چارون

ابر مژگان کی شب ہجر جو بارش ہے یہی
گھر کی دیوارین گرائیگا مقرر چارون

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقت نثار
گرد پھرتے ہین ترے باندھکے چکر چارون

تنقیۂ ہستی کی کہان فرقت جانان مین امید
علم اصلاح سے اخلاط ہین باہر چارون

حق تو یہ ہے کہ ہین تیرے در دولت کے گدا
خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون

خاک ہین لعل و زمرد ہون کہ یاقوت و عقیق
ہون غنی میری نظر مین ہین یہ پتھر چارون

بطن مادر بغل گور مکان باغ بہشت
اپنے بندون کو خدا نے یہ دیے گھر چارون

اے امیر احمد مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یاری ہون مجھے ہین یہ برابر چارون

سہوًا کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طول شب فراق کا قصہ نہ پوچھیے
قاصد یہ کوسے یار سے کہتا ہوا پھرا
اے اہل دیر وکعبہ مین غماز کچھ نہین
سُنتے ہین آپ سارے زمانے کا درد دل
شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
حاصل صفاے قلب ہو آئینے کی طرح
وقفہ بہت قلیل ہے حسن شباب کا
تشبیہ سامنے کی ہو لے فکر چاہیے
محروم ہون مین لذت بوس و کنار سے

طاقت جواب دے کہ بار دگر کہون
محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون
اپنی خبر نہین مجھے کسکی خبر کہون
جو اس طرف کی سُنلے کسی سے ادھر کہون
کیسے تو مین بھی قصۂ سوز جگر کہون
سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون
کیون منھ پہ صاف صاف نہ عیب ہنر کہون
بڑھکر کہون تو جلوۂ برق شرر کہون
گیسو کو شام چہرے کو اوسکے سحر کہون
کیونکر نہ اونکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات مین امیر
اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

لخت دل لپٹا ہی ناحق آہ بے تاثیر مین
ہو کے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
پھر تو ہو اے دل کنار امرگ کا زیر قدم
بہتے بہتے ایکدن شیرین کو پہونچیگا ضرور
عشق ابروے بتان مین دل نے کی ایسی طپش
جس پری کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون
آئے جب نخچیر ہونے پر کمی تر کون کی کیا

کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین
آگے آگے دیکھیے کیا ہی مری تقدیر مین
پیرتے دو ہاتھ اگر آب دم شمشیر مین
نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوے شیر مین
زلزلہ آیا زمین کوچۂ شمشیر مین
لو مُبارک اور اک حلقہ بڑھا زنجیر مین
پر نہین سرخاب کا اے ترک تیرے تیر مین

موی ابروے بتان مین تل نہین اے مرغ روح
دانہ چھپکا ہے یہ دام جوہر شمشیر مین

عشق گیسو مین ملی دنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پانون سوئے خانۂ زنجیر مین

رو نہ رسوائی سے نادم ہوکے قاتل بعد قتل
وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین

کشتۂ خون ایسا ہی رہتا وہ تر کا نہین اگر
روندہ عزرائیل پھرتے کوچۂ شمشیر مین

نیند تیرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین
رتجگا رہتا ہے شب بھر خانۂ زنجیر مین

باندھتا ہے گر ہواے ظلم کر مجھکو شکار
جب گھٹین گے پر مرے تب پر لگین گے تیر مین

عشق ابرو مین جو چلاتا ہون کہتا ہے وہ ترک
کون دیتا ہے دہائی کوچۂ شمشیر مین

منحصر ہے مجرمون پر شان رحمت کا ظہور
ہے خطاے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر مین

تیر پر تیر اوس ستمگر نے لگائے اس قدر
رہ گئی حسرت تڑپنے کی دل نخچیر مین

کج نہادون سے ضرر کیا راستبازونکو امیر
خم نہین آتا ہے صحبت سے کمان کے تیر مین

ہے یہ بے مہری کا چرچا دور چرخ پیر مین
خون مادر طفل پیتے ہین ملا کر شیر مین

قصہ غیرون سے تمہارے عشق ابرو مین ہوا
نکل گیا ہتھیار ہم سے کوچۂ شمشیر مین

ضبط غم سے آ بنتی ہے مرے دلمین گرہ
تیر ہو جاتا ہے پیکان سینۂ نخچیر مین

سرنوشت اتنی جو کج مجھہ واژگون طالع کی ہے
شاید اولٹا قط لگا تھا خامۂ تقدیر مین

صبح پیری کا بھی اے مانی نشان باقی رہے
چھوڑ دینا کچھہ سفیدی بھی مری تصویر مین

کھینچیے دنیا کی ساری لذتون کو انتخاب
لیجیے شیراز سے مے پیجیے کشمیر مین

زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمان یار
چوکڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین

آئے ہین کس بادشاہ ملک وحشت کے قدم
ہوتی ہے تالون کی شلک خانۂ زنجیر مین

دیر سے سوے حرم پیری مین جا کر کیا کرون
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین

اے جنون تو جذب کو کچھہ کام فرمائے اگر
چشم لیلے کے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین

ذرۂ ق رحمت کھینچتا ہے سوے رحمت اے کریم
جانتا ہے تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

تاکے آنکھین ابروے جانان سے جب روئے ہین ہم
بھر دیے ہین ہمنے موتی داہن شمشیر مین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین
قلقل مینا کا عالم ہے تری تقریر مین

نقل سے کوئی نکلتا ہے جہان مین کار اصل
پائین کب غواص موتی قلزم تصویر مین

بیقراری سے مجھے الفت مین حاصل ہے سکون
پائے دل ہیچ پریشانی سے ہے زنجیر مین

دور گردون مین کہان ہے جائے آسایش امیر
سیر کو آتی ہے ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہے ترقی حسن کی تنویر مین
خنکے رخ سے رنگ اُڑ آیا تری تصویر مین

قتل مجکو یاد ابرو مین ان آنکھون نے کیا
ان ٹھگون نے ملکے مارا کوچۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے دل حیران مین میرے دخل غیر
عکس پڑتا ہے کہان آئینۂ تصویر مین

قتل عاشق قاتلون کیواسطے ہے قوت روح
جب لہو چاٹا مرا دم آگیا شمشیر مین

بیخبر ہیرے آل مرگ سے ہے وہ حسین
ہو کے یوسف ہے پریشان خواب کی تعبیر مین

عشق ابرو مین جوان پیر سب ہوتے ہین قتل
رات دن چلتا ہے رستہ کوچۂ شمشیر مین

اپنی وحشت سے ہے روشن خانۂ زندان غم
مردمک ہے پانون اپنا دیدۂ زنجیر مین

گرمی خورشید محشر سے انھین کیا کام ہے
ہین ترے کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین

کام آتی ہے جوانون کے بہت تدبیر پیر
طاقت پرواز ہے زور کمان سے تیر مین

دھیان اس ابرو کا آیا عارض روشن کے بعد
دھوپ سے ہم اوٹھکے بیٹھے سایۂ شمشیر مین

جمع زر ممسک جو کرتا ہے ہوا ثابت ہمین
اسکی قسمت مین نہین ہے غیر کی تقدیر مین

زخمیون کا کام نکلے کچھ تو اے ناوک فگن
ہے مناسب ہون پر طاؤس تیرے تیر مین

کیا عجب ہے اوس رخ پر نور پر نکلا جو خط
جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر مین

کب خزانہ غیب کا ملتا ہے بے قسمت امیر

چھانتا ہے خاک ناحق خواہش اکسیر مین

وطن کی یاد ہے لیل و نہار غربت مین
یہی ہے ایک بڑی غمگسار غربت مین

شگفتگی کے ہون سامان ہزار غربت مین
پر ایک سی ہے خزان و بہار غربت مین

گل وطن کی جو بو لیچلی اڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت مین

عجب نہین ہے جو ہو موجزن نسیم کرم
تو کھائین خار گلون کی بہار غربت مین

امید و بیم و غم بیکسی و درد فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوے ناقۂ آہو کہ نکہت گل ہون
وطن مین صبر نہ مجکو قرار غربت مین

بچھا کے مین نے مصلا پڑھا دوگانہ شکر
اگر ملا شجر سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا زمین مین دفن
پڑا جو اڑ کے بدن پر غبار غربت مین

چراغ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہے کیون
وہی وطن مین وہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہل وطن
کہ بڑھ کے موت سے ہے انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفت ابر یہ دل مضطر
برس پڑا اگر ابر بہار غربت مین

کبھی نہ بھول کے اہل وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت مین

جو دوستان وطن سے چھٹے ہین داغ امیر
مین جانتا ہون اوسے لالہ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھون کو پسند آگئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو پھل کی کٹاری تھی کہ چمکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئین آنکھین

اورون سے تو بیباک سر بزم لڑا کین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰ کی طرح تاب تجلّی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہونچے تھے کہ پتھرا گئین آنکھین

ہون لاکھ زبانین رہے پر شوق خموشی
پلکون سے اشارے مین یہ سمجھا گئین آنکھین

معشوق کا جلوہ مجھے دل مین نظر آیا
صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھین پا گئین آنکھین

تیغین تھین کہ یارب مرے قاتل کی نگاہین
بسمل کی طرح جیسے مجھے تڑپا گئین آنکھین

اوس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش
چکر کبھی آیا کبھی تیورا گئین آنکھین

اس ناز سے دیکھا کہ بہم کٹ گئے عاشق
ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوا گئین آنکھین

ہے سوز غم عشق سے یہ سوز حرارت
رونے پہ دل آیا تو مری آ گئین آنکھین

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
دل سیر سے اوکتا گیا پتھرا گئین آنکھین

گم گشتہ دل کی تا بکجا جستجو کرین
ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

فرقت مین سیر باغ کی کیا آرزو کرین
دل خون ہو اگر کسی غنچے کو بو کرین

یارب وہ ذوق دے کہ ترے مست معرفت
ہستی بغیر بادہ و جام و سبو کرین

دنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کوے یار مین
جائز نہین کہ طوف حرم بے وضو کرین

مغرب سے اوٹھکے تم سے مشرق جو آ رہو
مردون کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کرین

بوسہ جو چار ابروے محبوب کا ملے
کعبے مین سجدہ آٹھ پہر چار سو کرین

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائین ہم
نالے کو موتیون کے وہ زیب گلو کرین

ملتے ہین ہاتھ دیکھکے صبح شب وصال
یہ چاک وہ نہین ہے کہ جسکو رفو کرین

گلزار کو جو آپ سے اذن ثنا ملے
پتے بنین زبان شجر گفتگو کرین

دامن سے چاک چاک گریبان ہے تار تار
کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کرین

مین بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہون
سونگھین نہ گل حسین مری مٹی کو بو کرین

ہمسے جو بت خفا ہین تو نامہربان خدا
کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کرین

ہین دست روزگار مین تیغ اصیل ہون
جو ہنرشناس ہون تو مری آبرو کرین

نیچی نظر حیا سے کرین کیسا وہ جنگجو
جو اک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

پلکون سے وہ **امیر** لیا کرتے ہین سلام
جس طرح گنگ انگلیون سے گفتگو کرین

مجرو خون پہ جو چشم کرم جنگجو کرین
سو زخم ایک تار نظر سے رفو کرین

منھ پر جو گرد آہ پڑے شست و شو کرین
آتی تو میرے اشک مری آبرو کرین

جو لوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین
بہکین نہ ہم جو نوش سبو کے سبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ طاعت مین بھی نہ جاے
پہلے پڑھین نماز تو پیچھے وضو کرین

تار نگاہ دیدۂ یعقوب اگر ملے
ہم چلکے چاک دامن یوسف رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہجر و باغ سے
غمزے نہ میرے سامنے جام و سبو کرین

انسان ہو کے ہم رہین محروم اے فلک
سبزے کی سیر سر لب آب جو کرین

ہم میکشون کو کام شراب گزک سے ہے
قرآن پڑھین تو ورد کلوا واشربو کرین

ملنے نہ ملنے سے ہمین کیا کام ہے ہر کام
جبتک کہ دم مین دم ہے تری جستجو کرین

زاہد ترے فرشتون کو یہ دن نہین نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مہر و ماہ
برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

مرنے کے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جبتک کہ دل ہے چاہیے ہمکو تری تلاش
جبتک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب زاہدون کو مسئلہ عشق کا ہے فہم
نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین لگے سحاب کے
کہدو کہ جام لالہ و گل شست و شو کرین

چوری ہی ہر کب ثبوت مرے نقد ہوش کی
تہمت سے قطع نہ دست سبو کرین

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر
آب بقا سے خضر و سکندر وضو کرین

ہے غنچہ سان بہار خموشی مین ای امیر
بلبل کی طرح باغ مین کیا ہا و ہو کرین

مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین
ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہین
ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین
سچ ہے زاہد بتون پہ مرتے ہین
روز پرچے ہمین گذرتے ہین
اب کوئی دم مین پار اترتے ہین

بے جیتے جی جان سے گذرتے ہین
کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہے
دل ٹھہر جاے یہ امید نہین
کس سے چوری اگر خدا سے نہین
لکھتے ہین خط جو وہ رقیبون کو
دل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر
مہر ذرے کو بھی وہ کرتے ہین

خدا جانے کل تم کہان ہم کہان
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان
مگر ان حسینون کا عالم کہان
نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہان
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان
آلہی لگاؤن مین مرہم کہان

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان
جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم
حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین
آلہی ہے دل جاے آرام غم
کہون اوسکے گیسو کو سنبل مین کیا
دو زخمی ہو نمین زخم ہین بے نشان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی رونی یہ چشم پُر نم کہان

وحشت سے ہوش اوڑے ہوے آسمان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین
آخر تو پیچھے پیچھے اسی کاروان کے ہین

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین
ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملین گے ہم

گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعاے وصل
آئی صدا یہی تو مقام امتحان کے ہین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا
اے تیر آہ بس اب ارادے کمان کے ہین

جھک جھک کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مرے آستان کے ہین

مر کر بھی اُس سے ہمکو تعلق وہی رہا
تختے لحد مین پنبہ زن کی دُکان کے ہین

ڈوبے ہوے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سینچے ہوے مرے مژۂ خون فشان کے ہین

شکوہ شب وصال مین تا چند چپ بھی رہو
اے دل نکالے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن چمک یہ تمہارے عارضون کی ہے
دو آئنے لگے ہوے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
پیچھا کرین تو آگے ہی عمر روان کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہین عقبےٰ مین بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہان کے ہین

روشن چراغ برق سے رہتا ہو رات بھر
چمکے ہوے نصیب مرے آشیان کے ہین

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوے تجھ مین کہان کے ہین

اے ہمت بلند ابھی تو کمی نہ کر
جلوے جو خاص ہین وہ اُدھر لامکان کے ہین

یان جان پر بنی ہے تجھے ہین مزے وہین
اے تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اونھین کی زبان کے ہین

اوس مہروش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
ای کلک گل یہ بات رُتِ آسمان کے ہین

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گل کھلائے ہوے باغبان کے ہین

ان ابروؤن سے حضرت دل روز سامنا
کہیے تو ایسے آپ بہادر کہان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خلد مین حور آ گئی نظر
شاید ابھی مقام مین ہم امتحان کے ہین

اوس طفل تند خو سے جو ملتا ہون اے **امیر**
کہتے ہین لوگ ڈھنگ برے اس جوان کے ہین

دل و جگر دونون جل گئے ہین نئے نگاہین جہان ملی ہین
تمہارے سرمے مین ہے تو کیا ہے کئی بجلیان ملی ہین

مجال میری نہین تھی اے دل کہ ہنگوں بوسہ لب دہن کا
ہمین تو نغمہ پسند آیا ہے نغمہ سنجان بوستان کا
زمین مین گڑ کر جو لطف اٹھایا ادا ہو کسطرح شکر اوسکا
خدا نے وہ سلطنت عطا کی کہ شش جہت مین ہے جسکا شہرہ
اسیر گیسو ہوئے ہین جب سے ہوے ہین آزاد قید غم سے

ہزار دن مین ہین عائین پہنچے تب آنسو کچھہ گلیان ملی ہین
سنے نہ دیکھے یہ خلق تالو مدائین اے تو باغبان ملی ہین
کبھی پائین تھین زندگی مین جو راحتین یہان ملی ہین
وسیع ملک سخن ہے اپنا حدین کہانسے کہان ملی ہین
نہ کیون ہو ناز اپنے جنون کے صدقے کہ ہمکو یہ دھجیان ملی ہین

اندھیر رہتا تھا جس جگہ پر وہان کل اک ڈھیر راکھہ کا تھا
وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ جلی سی کچھہ ہڈیان ملی ہین

نہان رہتا ہے آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون
رہی اے گل سبکو خون کو تیری جستجو برسون
فلک دیتا ہے شل زخم کسکو فرصت راحت
دل شگفتہ مین دیکھا ہے جلوہ روئے حیران کا
کہان ہمسا ہے کوئی مرد میدان شت عدت مین
سراپا جرم ہون لیکن وہ رند پاک طینت ہون
خدا کے گھر سے اونا شاد کوئی جاکے پھرتا ہے
فراق یار مین سب دوستون نے مجھہ سے منہ موڑا
مری حالت یہ ہجر یار مین مر مر گئی حسرت
جھکاتے ہم کہانتک سر نہ پاے خم پر اے ساقی
جنون مین یہ ہی بخیہ گری کی دست وحشت نے
تمھاری اک نگاہ ناز نے توڑا اشارے مین
ہلائے جسنے لب اک ہاتھہ مارا اوڑ گئی گردن
ہوا ہون آتش رنگ حنا سے خاک مین جل کر

حیا دیکھو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون
پھرا کی کو بکو پیراہن یوسف کی بو برسون
جو کچھہ ہنستا ہے ہنس لے پھر تو رویگا لہو برسون
رہے ہین اے سکندر یون ہم اپنی رو تر برسون
کیا ہے نے خموشی کی زبان سے ذکر ہو برسون
کیا زاہد نے میری آب خجلت سے وضو برسون
عجب کیا گر نہ نکلے تیرے دل سے آرزو برسون
شریک رنج تنہائی رہا اے درد تو برسون
دل مایوس سے روئی لپٹ کر آرزو برسون
حمائل اپنی گردن مین کیا دست سبو برسون
کیا ہے پھاڑ کر دامن گریبان کو رفو برسون
بنایا چشم و دل نے جو طلسم آرزو برسون
زبان تیغ سے اوس قتل کرنے کی گفتگو برسون
مری مٹی سے آئیگی گل عشرت کی بو برسون

کہان ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
رہیگا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

کریگا یاد ای غم ہمکو بعد مرگ تو برسون
کھلایا ہی جگر برسون پلایا ہی لہو برسون

تڑپ کر دل نے میرے مدتون رسوا کیا ہمکو
بہا کر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گداز عشق مثل شمع ہر موسی ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ ذبح مین پایا کہ کرتا ہے دعا بسمل
کہ یون ہی ای الٰہی ربط شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبط الفت کو
نہین آتا زبان تک دل سے حرف آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
مگر ای بیکسی رویا کریگی مجھکو تو برسون

چھپائے منہ اگر وہ یوسف گل پیرہن دو دن
چمن کا منہ نہ دیکھے گا روان رنگ و بو برسون

نہین ای بیکسی بعد فنا کچھ خوف تنہائی
رہیگا میری تربت پر ہجوم آرزو برسون

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
ہوئے پر بھی نہ اوتریگا مرا طوق گلو برسون

نچھوڑا پاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین
رہ شوق بتان مین بھی چلے ہم قبلہ رو برسون

مزا ایسے لیے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے
برنگ زخم ہم ہنس ہنس کے روئی ہین لہو برسون

نہ آیا ساقی پیمان شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنار آب جو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے جی میرا بہلایا
لگایا ڈھیر پھولون کا قفس کے روبرو برسون

نہ کر ای یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
ابھی گھر مین جلایا ہی چراغ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی آتا ای دردو دعوی ضبط الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آکر تا گلو برسون

امیر اس بے نشان تک سعی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پانون ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے ہین تصویر حیرانی ہم اونکے روبرو برسون
نہین مٹتی ہی دل سے مرنے اونکی آرزو برسون

لب خاموش سے کی درد دل کی گفتگو برسون
یہ وہ گل ہی کہ مرجانے پہ بھی دیتا ہی بو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازار محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو اپنے چار سو برسون

نہو گا بادہ فا میخوار اسے پیر مغان ہمسا
گھٹا کر خون بڑھائی دخت رز کی آبرو برسون

رہے گر کبھی یارب میکدے مین دور مستون کا
بنائے جائین انکی خاک سے جام و سبو برسون

یہ کس تیغ نگاہ ناز نے زخمی کیا مجھکو
کہ آئی میرے زخمون سے بھی بوئے ناز لو برسون

چلے تھے ایکدن ٹھکرا کے ساغر کو سو مستون نے
کیئے سر زاہدون کے کاٹ کر نذر سبو برسون

رہین کیونکر نہ توصیف دہن مین گم بخود شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

پسیجا دل نہ اوسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوہ درد گلو برسون

صدف سے نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتون سے
گرہ مین باندھ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغ یار روئی چشم جوہر سے لہو برسون

زبان اظہار حق سے کافر و کلین کوئی رکتی ہے
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگا یا دخت رز کو منھ نہ مینے ہجر ساقی مین
سہت طاقون پہ سر ٹپکا کیئے جام و سبو برسون

ہوا یہ قحط آب آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا وردِ دعاے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور کب گیا دل سے مری مژگان جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین روز ایک ایک مو برسون

آمیر اک مصرع تربت کہین جو ندرت دکھاتا ہے
بدن مین خشک جب ہوتا ہے شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر در دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہے اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برق تجلی کے اڑا جاتے ہین

دم کے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
دل لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہین

پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو ہم نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایسا ہے کہ غصہ نہین اوترا اب تک
جاے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

کرتی ہے تیغ قضا ڈھونڈ کے انکو چورنگ
چوٹ شمشیر ادا کی جو بچا جاتے ہین

یاد آتا ہی جو ہنس ہنس کے رولانا میرا — چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک — یاد ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

کیا گئی ہین عدم آباد کے جانے والے — نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتے ہین

جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھ کر — جادۂ ملک عدم مجھکو بتا جاتے ہین

اور بچتا کے کرین کیا ادھر آنے والے — مارے غیرت کے زمین مین تو سما جاتے ہین

کسکے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کے جھونکے — کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین

جو ترے دل مین ہے وہ دیکھنے والے تیرے — نگہ ناز سے انداز سے پا جاتے ہین

کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ — سرمہ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین

گل سے مطلب ہین گلشن مین نہ بلبل سے غرض — سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین

گو نکل جاتے ہین آ آکے گھٹا کے سکے — ساقیا دل تو یہ مستون کے بڑھا جاتے ہین

سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل — کیسے مطلب کی تو یہ صاف اڑا جاتے ہین

ہیزم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو — راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین

پیچ سے آندھی ہین مٹانے کو حسین دل کیلئے — جو گھروندا یہ بناتا ہے مٹا جاتے ہین

مین خریدار اگر ہون تو نگہ کا او نکی — تیغ کیون میرے گلے سے وہ لگا جاتے ہین

حسن کی شان کو ہے بوقلمونی لازم — کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین

ملک الموت کبھی بنکے سلا دیتے ہین — فتنۂ حشر کبھی بن کے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہوکے وہ گیسو مجھے لپٹے ہین امیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

لٹین الفت کے وہ حسن کے جوش مین — نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

لٹک کر وہ زلف آئی سینے تا کمر — کہ لیلی ہے مجنون کے آغوش مین

نہ اوٹھوا ابھی بزم مے سے کشو — ہمین بھی تو آ لینے دو ہوش مین

نکل آنکھ سے اشک بھرا ہے کیا
کہین وصل ہم کیا لبِ یار کو
قدم پر جو گرنے لگا غش مین ہین
بہت دخترِ رز سے گرمی نہ کر
نہ کر ساقیا اب تو قحطِ شراب

گھر ہو کبھی اُس گوشہ مین
کہ ہے فرق گویا و خاموش مین
کہا ہٹ کے آؤ ذرا ہوش مین
کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین
نہین جان رندِ قدح نوش مین

پلا وصل مین مے نہ او نکر امیر
مزہ کیا رہے جب نہ وہ ہوش مین

میکش کے دل سے راز کسی پر عیان نہین
عالم مین اوسکے حسن کا جلوہ کہان نہین
موجود خشت خم ہے اگر نردبان نہین
کرتے ہو انکسار کی باتین ہے آج کیا
مردہ جو مجھ غریب کا سب لے گور رہ گیا
اک حور وش کی خانۂ زندان مین ہی ہو یاد
کیا کیا کرینگے قتل نکرنے تو وداد نہین
کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائرِ اثر
چشمِ سیاہ یار کے اتنے کیے ہین وصف
طوطی ہے آجکل سگِ جانان کا بولنا
مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی
بالیدہ اوسکے آنے سے ایسا ہوا چمن
زندان چمن ہی وحشی نازک مزاج ہون
آنکھون سے ہم تو ساعدِ جانان کے گرد ہین

شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہی زبان نہین
فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین
اتنی تو مےفروش کی اونچی دکان نہین
میرا بیان ہے یہ تمھارا بیان نہین
دو گز بھی کیا زمین تہِ آسمان نہین
موجین نسیم خار کی ہین بیڑیان نہین
پنہان ہی تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین
جز شاخ نالہ اور کہین آشیان نہین
ہی میل سرمہ منھ مین ہمارے زبان نہین
نزہت مین نیشکر ہین مرے استخوان نہین
سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین
ساقی وہ کون شیشہ ہے جو آسمان نہین
چھو تو نگی بدھیان ہین مری بیڑیان نہین
حلقے ہماری آنکھون کے ہین چوڑیان نہین

ہون اس چمن مین طائرِ کم پر تو کیا ہوا — صیاد ابھی ہے دور بلند آشیان نہین
لذت جو آبلے نے اوٹھائی ہے خار کی — کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین
پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب — اَنگو قبائے تن پہ ہے یہ جھریان نہین
ادنیٰ یہ فیض ہے سخن آبدار کا — موتی صدف مین ہے مرے منہ مین زبان نہین

ایذا کا خوف صاحبِ تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگِ سنگِ گران نہین

مرتبہ تیغِ ادا کا وہی بسمل سمجھین — زیست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھین
قاتلون سے کہو سر کاٹ کے مغرور نہون — اپنے سر کو بھی تہ خنجرِ قاتل سمجھین
اے پری اونکے لیے فکر سلاسل ہے عبث — جو تری زلفِ مسلسل کو سلاسل سمجھین
اک تجلی مین جو موسیٰ سے ہو طالب کا یہ رنگ — اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین
جانِ جان جسکو کہے جان اُسے ہم جانین ہان — دلربا جسکو کہے دل اوسے ہم دل سمجھین
لاکھ دو لاکھ مین شاید کہ اوٹھے ایک کا پانون — عاشق آتی جو کڑی عشق کی منزل سمجھین
زندگی یار کی اور موت ہے اللہ کے ہاتھ — اُسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین
آشنا درد سے کچھ ہون جو بتانِ بیدرد — میری ہر آہ کو اک مصرعِ بیدل سمجھین
کیا کسی دل کے تڑپنے پہ اونھین رحم آئے — رقصِ بسمل کو جو آرائشِ محفل سمجھین
بت مین بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ — واعظو حق کسے ہم کسے باطل سمجھین
اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون — کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھین
زخم کا ذکر تو کیا ضد ہے یہان تک مجھسے — زہر دین بوسۂ خط کا جو وہ سائل سمجھین
آپ پیری و جوانی پہ بجا مین صاحب — دلِ عاشق کو بدستور وہی دل سمجھین
گھر کرین دل مین وہ شرماتے ہین کیون آنکھون سے — اُسکو محمل تو اونھین پردۂ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچۂ گل شکل صنوبر سے امیر

جسمین کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھین

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھین / تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھین
آملے دیکھین کرین میرے تحیر پہ نظر / ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھین
پیچ قسمت نے دیے ہین یہ اسیرونکو ترے / موج گل بھی اگر آجاے سلاسل سمجھین
کھینچ کر تیغ ہی آئین وہ کہین آئین تو / نہ جلائین نہ سہی قتل کے قابل سمجھین
دلبر سے لین کہین اسکو بھی فراغت ہو جائے / وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین
حشر مین بن سکے ہین و حسین شہدا کی نکلین / خلد بھین کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھین
ہے مزہ عفو گنہ کا او نھین کچھ دور نہین / بیگناہون کو جو تعزیر کے قابل سمجھین
دور ساقی مین ہی یہ ربط شکستہ دل مین / ٹوٹ کر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھین
دل جو انگارون پہ ٹوٹے تو وہ کیون شاد نہون / شمع و پروانہ سے جو گرمیٔ محفل سمجھین
پانی ٹپکائین دم نزع نہ منہ مین احباب / تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھین
بسمل ناز و ادا ہم سے کہان ہوتے ہین / رگ کے گر تیغ سے چلے غمزۂ قاتل سمجھین
اتنے خودبین نہون یارب کہین توڑین اسکو / آئینہ کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھین
ہمہ تن داغ مین لالے کا تختہ ہے بدن / نالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھین
ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے سایے پہ نظر / ہم وہ بسمل ہین کہ گردن مین حمائل سمجھین
گرد سے کچھ کم نہین زندون کی زمین کے نیچے / قافلون سے کہو محمل نہ محمل سمجھین

لے اوڑے گر طرف باغ فنا ہمکو امیر
نالۂ دل کو پر طائر بسمل سمجھین

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ مین / پھول ہو جائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ مین
گل ترے چھلون سے ہین اے گل جو سارے ہاتھ مین / باغ الفت کا ہے گلدستہ ہمارے ہاتھ مین
پوچھتے ہو کس سے جو چاہو کرو مختار ہو / دل تمھارے ہاتھ مین ہے یا ہمارے ہاتھ مین

ای پری افشان چھڑکنے کا جو تجکو شوق ہو
زہرہ دوڑے آسمان سو لیکے تارے ہاتھ مین

لطف اوٹھے سیر ساحل کا شب مہتاب مین
ہاتھ اوسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ مین

ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو خس خانہ ہوا
حورین دوڑین لیکے جنت سے ہزارے ہاتھ مین

ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین

اونگلیان شوخی سے چمکاتا نہین تو رقص مین
یہ سمند ناز بھرتا ہے ترارے ہاتھ مین

جام کیسا جام چلو کو بنا سکتے نہین
ہے تپیدستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین

ناز سے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھونپر وہ ہاتھ
دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین شکاری ہاتھ مین

آتش رنگ حنا بھی ہے عجب معجز نما
ہے ضیا مثل کف موسیٰ تمہارے ہاتھ مین

کیا نزاکت ہے جو توڑا شاخ گل سے کوئی پھول
آتش گل سے پڑے چھالے تمہارے ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے امیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت کے مارے ہاتھ مین

کھائی شکست گل نے اوس گل سے یہ چمن مین
ابتک ہے ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہے بدن مین

ہین چشم و دل ٹھکانے جبتک ہے روح تن مین
کیا مصحف آرسی ہے دولہا مین اور دولھن مین

ہے چرخ پر یہ ایما ابروے ماہ نو کا
ہے کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہے بانکپن مین

غصے سے یاد اوسنے مجکو کیا ہے شاید
جو ساتھ ہچکیون کے رعشہ بھی ہے بدن مین

بڑھتی ہے عمر جتنی ہوتی ہے عقل افزون
ہر دم نیا مزہ ہے اس بادۂ کہن مین

یمن قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی
جو شمع ہے لگن مین شمشاد ہے چمن مین

ہے جمع مال آفت دیکھ ای بخیل غافل
کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین

کیا جانیے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ
بلبل پکارتی ہے صیاد کو چمن مین

شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
کعبے سے اوٹھ کے بیٹھے پہلوے برہمن مین

دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہے
ہشیار بھی ہین اکثر مستونکے پیرہن مین

دیبا حریر تھا قسم تھا رفت خواب جنکا
زیر لحد پڑے ہین لپیٹے ہوئے کفن مین

داغ جگر کا پھاہا چلکر وہین چھڑائین
یہ بھی کنول ہو روشن اوس گل کی انجمن مین

سن لے جو تبکدے مین اوس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بت دامان برہمن مین

کیا تکمۂ گریبان انگور کا ہے دانہ
رنگ شراب گلگون ہی اوسکے پیرہن مین

مین نفس سے ہون درپے ہر نفس میرے درپے
رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کی چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا
جب جانتے کہ گرتے تیرے چہ ذقن مین

یاران رفتہ کا ہے غم اے امیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائینگے وطن مین

سمجھا یہ مین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین
ہونی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہر باغ باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اوس بت نے منھ چھپایا گیسوے پرشکن مین
ای دل خدا خدا کر خورشید ہے گہن مین

آزادہ رہ کے سہنے ایام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر یہ جانتا اسکے ہے پیرزال دنیا
غافل ہے یہ زلیخا یوسف کے پیرہن مین

آواز کُن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہے بس رہ چکے وطن مین

حال بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے
اک شمع ہی سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین جز خموشی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کے دہن مین

یارون سے انس کیسا غربت مین عمر گذاری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہی جو صورت خط مین لکھون کہانتک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی
رو رو کے دل مین خالی کرتا ہون انجمن مین

گھل گھل کے بہ گئے ہین فرقت مین سارے اعضا
مثل حباب باقی ہے سانس پیرہن مین

موے سفید سر پر تیاری عدم سے ہے
غربت سے خاک اوڑاتی جاتی ہین ہم وطن مین

سنبل نے روز فرقت پھانسی گلے مین ڈالی
سولی پہ مجکو کھینچا شمشاد نے چمن مین

عشقِ دہن مین تیرے منہ سے یہ خون ڈالا
اب تک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن مین

چھیڑے صبا نہ اتنا کہدو مین بوے گل ہون
جا کر چمن سے مجکو آنا نہین چمن مین

کسوقت ہون پشیمان کب ہونٹ چاٹتا ہون
جب دانت تک نہین ہین باقی مری دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہے
مانند گل ازل سے ہے چاک پیرہن مین

ہم جو مستِ شراب ہوتے ہین
ذرے سے آفتاب ہوتے ہین

ہے خرابات صحبتِ واعظ
لوگ ناحق خراب ہوتے ہین

کیا کہین کیسے روز و شب ہم سے
عمل ناصواب ہوتے ہین

بادشہ ہین گدا گدا سلطان
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین

ہم جو کرتے ہین میکدے مین دُعا
اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین

وہی رہجاتے ہین زبانون پر
شعر جو انتخاب ہوتے ہین

کہتے ہین مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
ایسے لڑکے عذاب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین
گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین

سینہ ہو کشتگان محبت کا یا گلا
دونون یہ تیرے خنجر آہن کے یار ہین

خاطر ہماری کرتا ہے دیر و حرم مین کون
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین

کیا پوچھتا ہے مجھسے نشان سیل و برق کا
دونون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہین

کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبان لکھنؤ
لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین

وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے
ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین

کچھ اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہین

کانٹے ہین جتنے وادیِ غربت کے اے جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین

گم گشتگی مین راہ بتاتا ہے ہمکو کون
ہے خضر جنکا نام وہ رہزن کے یار ہین

چلتے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہے خوف
چیتے تمام وادیِ ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیر
دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن مین نہین
داغ سے ایک بھی زاہد ترے دامن مین نہین

زار اے مرگ ہون مین کچھ بھی مرے تن مین نہین
کس سے الجھین گے فرشتے کوئی مدفن مین نہین

سرو بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین
طوق قمری کی طرح میری بھی گردن مین نہین

کہدو آئین نہ فرشتے مجھے خجلت ہو گی
ہے جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین

کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہے یہ مرے کینے سے
کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن مین نہین

مرگ کے بعد بھی ہے تیرگی بخت ایسی
کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن مین نہین

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق اے بت
پتلی پتھرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین

آب تو آرہ صفت خاک لہو اوچھلے گا
رگ جنبندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین

غم دوری کی نکالے دل عشاق سے پھانس
نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن مین نہین

مین وہ رہرو ہون کہ ہے دست تہی نان سفر
کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن مین نہین

ہین زمانے کی جو لذت سے بری عالی قدر
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

حور و غلمان مین جو ہے حسن بشر مین بھی وہ ہے
کم یہ تصویر بھی رنگ مین روغن مین نہین

دوڑتے ہین دل عاشق سمجھکر کنجشک
ابھی کم سن ہین انھین ہوش لڑکپن مین نہین

بخت سے مجکو وہ معشوق ملا سادہ مزاج
چین چولی مین شکن تک کہین دامن مین نہین

دونون خواہان تھے پڑی پہلے مجھی پرہ تیغ
لاگ اور اوسکے سوا کچھ سرو گردن مین نہین

دولت حسن کو کیا دولت دنیا پہونچے
جو چمک رنگ طلائی مین ہی کندن مین نہین

ہون وہ لاغر جو ملک آئے پس مرگ امیر
پھر گئے دل مین یہ سمجھے کوئی مدفن مین نہین

چھٹ گئے بھی قید ہون قوت جو مرے تن مین نہین
کہ نشان طوق کا ہے طوق جو گردن مین نہین

خوف آفات جہان کا دل روشن مین نہین
دخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

چشم نمناک نے اشکون کا یہ مینہ برسایا
کہ کہین گرد کدورت دل دشمن مین نہین

پردہ بیجا ہے غم عشق کوئی چھپتا ہے
چشم خونبار نہان گوشۂ دامن مین نہین

دل جو صد چاک ہوا وسمین ہی خیال رخ دوست
شاہد پردہ نشین کون سی چلمن مین نہین

اپنے چہرے کی سیاہی سب اوسی کو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابو دشمن مین نہین

باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا
کوئی گل میخ بھی دروازۂ گلشن مین نہین

فاتحہ پڑھتے مری قبر پر آئے کوئی کیا
طائرہ دن کا بھی گذر گنبد مدفن مین نہین

گرے آنسو ترے میخوار کے ہین اے ساقی
رات کو کرمک شب تاب یہ ساون مین نہین

بزم میخانہ ہے کیا انجمن ناز دنیاز
ہاتھ کس مست کے یان شیشے کی گردن مین نہین

دل کھنچے جاتے ہین سب کے ترے بازو کی طرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن مین نہین

کوچۂ عشق مین جا دیکھ فروغ رخ حسن
طور کس جا ہے اگر وادی ایمن مین نہین

خندہ زن کیا ہی کہ طوق ایک ہی آہن ہو کہ زر
تیری گردن مین نہین یا مری گردن مین نہین

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہین ایک
خال عارض ہی سویدا دل روشن مین نہین

کیا زمانہ ہے کہ نہین صاف کسی سے کوئی
دوست کے دل مین نہ ہو جو دل دشمن مین نہین

اب یہ سنجیدگی طبع سے خالی ہے جہان
مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن مین نہین

میکشو شیشۂ زکی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

واہ کیا تازہ مضامین تیری رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

غم دنیا کا گذارہ مرے مسکن مین نہین
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہین

کونسا بل ہی جو زلف بت پرفن مین نہین
روز ایسا کسی اوڑتی ہوئی ناگن مین نہین

ای جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہی طوق گریبان مری گردن مین نہین

کسکی آمد ہوئی گھبرائے جو کہتا ہی یہ رنگ
رخصت ای گل کہ گذارہ مرا گلشن مین نہین

ای جنون دست درازی کا ترے قایل ہون
چاک ہے کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیے کیا مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبا تری دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خط رخ جلد بنا اے حجام
کام اس سبز قدم کا مرے گلشن مین نہین

ڈھونڈھ لو گرمی دل جا کے گرانجانون مین
یہ شرر سنگ مین ہوگا اگر آہن مین نہین

ہمہ تن ہو کے زبان کہتی ہی مقتل مین وہ تیغ
کون سر ہے جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتش مے سے جو اوٹھتا ہی دھوان کافی ہے
کسکو پروا ہے ہوا بر جو گلشن مین نہین

جانتا ہی مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرہ خورشید سے پنہان کسی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آنکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغ قاتل کا لب خشک ہو تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طایر سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغ تحیر ہون مین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتے ہین سر گور غریبان لوحین
دفن لاشے ہین دفینہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جنکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ اونھین تاریکی مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظل ہما
آشیان چغد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہی دوبارہ ہمین شرم اونکی امیر
خمِ شمشیر ہے خم یار کی گردن مین نہین

عالمِ پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین — صبح ہی خورشید روشن کا پتا ملتا نہین
وصلِ بُت ہوتا نہین ہے یا خدا ملتا نہین — ڈھونڈھنے پر آدمی آئے تو کیا ملتا نہین
حُسن بے پردہ ہے عاشق کا پتا ملتا نہین — فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین
ای امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا نہین — مل گیا جسکو کہین اوسکا پتا ملتا نہین
دل لگاتے ہین تو دنیا کے مزے کیواسطے — ای بتو تم سے کوئی بہرِ خدا ملتا نہین
ذبح کرتا ہی تو میرے دست و بازو کھولدے — رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین
حسرتین گھیرے ہین اس کثرت سی بسمل کو ترے — روح نکلے تن سے اتنا راستہ ملتا نہین
اک مجھی سے رہگیا سارے زمانے کا حجاب — کون ہے جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین
ٹھوکرین کھانا مقدم ہی جو منزل کا ہے قصد — راہرو بھٹکے نہ جب تک راستہ ملتا نہین
ہوشیاری شرط ہی غافل جہان جھپکی پلک — خواب مین بھی ساتھ والون کا پتا ملتا نہین
دیر مین بھی ہی اوسی کا فیض ای اہلِ حرم — برہمن کو بُت بھی بے اذنِ خدا ملتا نہین
منکرِ یکرنگی معشوق و عاشق ہین جو لوگ — دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین
اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے مین مرے — دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین
تازہ وارد ہون عدم مین حالِ دل کس سے کہون — ملک بیگانہ ہے کوئی آشنا ملتا نہین
ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہے ہجر کا — لب سے لب وقتِ تلفظ اک ذرا ملتا نہین
رزق کی وسعت جو ہی منظور ای دل کر دعا — بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین
راہرو کا ذکر کیا ہے سرزمینِ عشق مین — سیکڑون منزل نشانِ نقشِ پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھیے سوتے ہین مردے ای امیر
خاک کے نیچے بھی کنجِ انزوا ملتا نہین

موے مژگان سے ترے سیکڑون مرجاتے ہین ۔ یہی نشتر تو رگِ جان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر ہین عشاق کے مشتاق مگر ۔ تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ اودھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہے ۔ جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے ۔ نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثرِ آب بقا خاک رہِ عشق مین ہے ۔ وہی زندہ ہین یہان آکے جو مرجاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھارے ہوتے ۔ سب حسینان جہان دل سے اوتر جاتے ہین

زاہدو تمکو جنان ہمکو درِ یار پسند ۔ خیر جاؤ تم اودھر کو ہم ادھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین ۔ زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علی مین ہے کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوے جتنے ہین سنور جاتے ہین

دم پئین کیا کہ کچھ فضا ہی نہین ۔ ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت ۔ اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصفِ دہن مین سُنکے کہا ۔ ایسا مضمون کبھی سُنا ہی نہین

کسطرح جائین اونکی محفل مین ۔ جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سُنین گے وہ خلق کی فریاد ۔ کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذتِ عیش وصل کیا جانین ۔ اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص ۔ آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہے ہمین اب تو تیری اُلفت مین ۔ صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مری مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتے ہین ۔ پڑا ہو نین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن رنگین بنجاتے ہین
تماشا ہی کہ کشتے کو ترے دولہا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمائش کی
مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

محبت کا برا ہو دل کو روکون یا جگر تھامون
مری قابو سے یہ دونون کی دونون نکلی جاتے ہین

گذرگاہِ جہان خالی نہین رہتی ہی کثرت سے
تماشا گاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاعِ مہر کس کس شوق سے آکر لپٹتی ہے
کبھی کوٹھے سے چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتی ہین

طلب شانے کی ہی زلفِ دوتا کی خیر ہو یارب
خدا حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنابندی کا یہ بھی ایک شوخی ہے
ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہے ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر
ہمین کو اور اُلٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھونمین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہی ای قاتل کہ بسمل جان دے دیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینانِ جہان رکھتے ہین شاید درد کا شیوہ
جگہ دیتا ہی جو دل مین اوسی کا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشتِ دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آنے کو کہو آلنے تو کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہین

گلوری وہ نہین کھاتی ہین مسّی مل کے ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی پٹری پر جماتے ہین

وہ ہمکش ہین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دل مین
کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجکو ای زاہد خبر کیا ہے
فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اوٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی
اٹھو رندو چلو واعظ تو یونہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہے شمشیرِ قضا پر بارڑھ کا ڈورا
مبارک مرگ نوای دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہی پیار بھی در پردہ اونکا چھیڑ سے خالی
رلادیتے ہین آتنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہو کر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو قیصر باغ کے جب یاد آتے ہین

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک بنکر خانۂ کعبہ مین جا پہونچے
بلا کا بھیس اوکا فر ترے گیسو بدلتے ہین

بہار آئی ہی صبح عید کا عالم ہی گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہی دور دور زلف و عارض مین
مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
پری مین جیسے بانکے پیترے ہر سو بدلتے ہین

بہا مین کچھ تو پایا ہی انھین ای چشم تر بہتر
جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مے کہنہ ہی یہ آب وضو تیرا نہین زاہد
جو چشمے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کہتی ہین تصویرین
ادب سے بیٹھنے والے کہین زانو بدلتے ہین

امیر اس باغ مین رہکر کرین کیا دم اوکھتا ہے
نہ نخوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سی تدبیرین کہین

پہونچے ہم جس شہر مین پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویون کی بیان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اپنے اوس ظالم کو ہی ایسا خیال
چونک اوٹھتا ہی جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابرُوون ہی سے ہر کس و ناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہی مُنہ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہے
پانون سے میرے اوتر جائین نہ زنجیرین کہین

اوسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہے اگر
بولے دربان جاؤ کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
کرو جو خوف نظر آنسوؤن کا تار ہون مین

بجای سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سے ہزار ہون مین

الٰہی آئے کوئی جو رباغ جنت سے
الجھ رہا ہون کہ تنہا تہِ مزار ہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گناہگار نہین تو گناہ گار ہون مین

ہزار مردون مین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہے کیا خاک ہوشیار ہون مین

بغیر جرم ہون پامال شرم ہمجنسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین

شریک دردِ نباتات ہون بشر کیسے
پڑین درخت پہ پتھر تو سنگسار ہون مین

کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین

صفا بنی ہے جہان مین مری کدورت سے
کرے جو آئینون کو صاف وہ غبار ہون مین

فسردگی سے مری باعث خزان چمن
شگفتگی مین تماشاے نوبہار ہون مین

اوٹھا کے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین

وہ تیغ مہر ہے جس تیغ کا مین ہون کشتہ
نگاہ لطف ہے جس تیر کا شکار ہون مین

بہائے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریاے بیکنار ہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
وزیر اعظم سلطان تاجدار ہون مین

حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبی
دم وغا کف حیدر مین ذوالفقار ہون مین

خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عالم نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
زبان بند نہین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا امیدوار ہون مین
گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین

ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہون مین
ہوا اوڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین

نگاہ ذائقہ مین آنسوؤن کا تار ہون مین
گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار ہون مین

کسی کی تیغ کھنچے قتل کو فگار ہون مین
کسی تیر چلے صید پر شکار ہون مین

نگاے منہ مجھے وہ غنچہ دوست کب دیکھون
برگ گل ہنے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کھو گئے جو مجھے مین بھی وہی کھونگا تمکین
اگرچہ سنگ نگین ہے کوہسار ہون مین

ہوائین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہ کہ
اڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہون مین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مردہ تہ مزار ہون مین

مرے گناہون سے ہی اونکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گناہگار ہون مین

بتون کی زلف پرافشان عذار پر غازہ
رہونگا گرد حسینون کے وہ غبار ہون مین

ہوا جو قصر فریدون مین کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اوجڑا ہوا مزار ہون مین

رقیب پھولون کی بدھی اوسے پنہاتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

امیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھ مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہی سر ہر گام پر رفتار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین

لیگیا لخت جگر اپنے جو مین گلزار مین
برگ گل بلبل سمجھ کر لیگئی منقار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر ہی مین اندر کا حال
در مین رخنہ ہی نہ روزن یار کی دیوار مین

بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہہ سائی کا امیر
منہ نظر آنے لگا سنگ در دلدار مین

ردیف واؤ

صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
منہ کے سو ٹکڑے ہون آے جو تبسم مجھکو

اور تھا کون شب ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجھکو

مرکے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسیٰ سرِ بالین نہ کہین قُم مجھکو

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین
کفِ افسوس ملی جسنے کیا گم مجھکو

ایک کو ایک سے بڑھکر تری جلوہ کا ہے شوق
آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدّم مجھکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہے
لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمّم مجھکو

آبرو ہے یہ مری پیرِ مغان کے آگے
منھ سے ساغر جو نکل جائے تو دے خم مجھکو

وحشتِ دل سے زمانہ مین پھرون مثلِ نگاہ
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجھکو

روز دکھلاتی ہے دنیا کا سپید اور سیاہ
اوسکی شامِ مسی و صبحِ تبسم مجھکو

ہون وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤن
صورتِ گوہرِ نایاب کرے گم مجھکو

اثرِ طالعِ وارون سے عجب کیا ہے اگر
تیغ بجائے مرادست تظلم مجھکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت تو مٹے
خاطرِ غیر ہی سے قتل کرو تم مجھکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون
نغمۂ صور ہو آوازِ ترنم مجھکو

مجلسِ وعظ مین مین مست اگر جا بیٹھون
مغبچے کھینچ کے لیجائین سرِ خم مجھکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجھکو

لیگئی کل ہوسِ مے جو سرِ خم مجھکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجھکو

کعبۂ رخ کیطرف پڑتے ہی آنکھون سے نماز
چاہیے گردِ نظر بہرِ تیمم مجھکو

واہ اے بیخودیِ شوق کیا خوب سلوک
اوسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجھکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی بغل سے چھوٹون
کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجھکو

نہین معلوم وہ مہمان ہوئے ہین کس کے
آج گھر گھر لئے پھرتا ہے توہّم مجھکو

غنچہ سان نزہتِ خاطر سے عدم کو پہونچا
بال و پر ہوگئے لب وقتِ تبسم مجھکو

خلوتِ وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا
جام مے بھر کے پلاؤن مین تمھین تم مجھکو

بے ثباتی مین نہین کون سی جا میری نمود
ذرے جتنے ہین مجھے گنتے ہین انجم مجھکو

خم مے تھا کبھی اک قطرے سے کم اے ساقی
اب وہی مین ہون کہ ہی قطرۂ خم مجھکو

مین تو کیا عکس ہے وہ آئینہ رو کہتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھکو

دھوکھا کھائے ہوے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہین دیکھ کے ابتک لب گندم مجھکو

مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون
دیدہ و دل مین جگہ دیتے ہین مردم مجھکو

مین ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی مین
تونے کیا پھیر لیا منھ کہ کیا گم مجھکو

دیکھتا ہون کبھی آئینہ توروتا ہون امیر
اپنی صورت پہ خود آتا ہے ترحم مجھکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجھکو
ہر حباب مے پُر زور ہوا خم مجھکو

ہون مین نقش قدم اس رہگذر ہستی مین
ایک ظاہر جو کرے چار کرین گم مجھکو

مین جو مرجاؤن تو اے پیر مغان کہدینا
مغبچے کھینچ کے ڈال آئین پس خم مجھکو

ہو مری قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے لے چار قدم تیغ تبسم مجھکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون
ضعف سے اٹھ نہ سکونگا نہ کہین قم مجھکو

دی صدا دل کو جو اس بزم مین تنہا چھوڑا
ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم مجھکو

ہوسے عجز سے تا شل گہر سجدہ قبول
چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو

لالۂ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون
ڈوبتا ہون تو ڈبوتا نہین قلزم مجھکو

لیچلی ہے تو سنبھالے ہوے لیچل سوے یار
بیخودی راہ مین کرتا نہ کہین گم مجھکو

ہون وہ میکش جو کرون رخ در توبہ کی طرف
بہکے جاتے ہو پکارے دہن خم مجھکو

نگہ مہر کہان یار جفا پیشہ کہان
ملک الموت سے ہے چشم ترحم مجھکو

سوز دل وجد کا باعث ہے بیان شل سپند
میری فریاد ہے آواز ترنم مجھکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفاکی کو
قتل ہونے نہین دیتا یہ توہم مجھکو

بحث کو آئے جو واعظ مجھے آجائے یہ جوش
لب بلبن ساغرے کے دہن خم مجھکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
کن کے کلمے یہ بھی سنی ہے تقدم مجھکو

اشک سان جنبش مژگان نے کیا گم مجھکو
لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجھکو

تجھکو قاتل ہی گئے لعل لب خندان کی قسم
نیمجان چھوڑ نہ اے تیغ تبسم مجھکو

برسون جھیلی ہی مصیبت شب تنہائی کی
مدتین گذری ہین گنتے ہوئے انجم مجھکو

دیکھ لون اونکو دم نزع مین آلینے دے
رحم اے بیخبری کر نہ ابھی گم مجھکو

خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین
کھل گئی وجہ سیہ پوشی مردم مجھکو

شوق طوف حرم عشق مین باندھی ہی کمر
گرد غربت سے مناسب ہے تیمم مجھکو

شب کو نکلون جو مین لاغر تو ہین مثل کمند
کھینچ لیجائے شعاع مہ و انجم مجھکو

ہون مین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن زاہد
ہاتھ آجائے اگر خشت سر خم مجھکو

شمع سان محفل عالم مین وہ ہون سوختہ بخت
دل بھر آتا ہی جو آتا ہی تبسم مجھکو

صاف کہدو نہین دیدار دکھاتا ہی اگر
کعبہ و دیر مین دوڑاتے ہو کیون تم مجھکو

اپنے جنت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا
زہر کی گانٹھ ہوا دانہ گندم مجھکو

اسقدر طول خموشی کو ہوا عزلت مین
بزم مین بھول گئی طرز تکلم مجھکو

وائے قسمت کہ بیان قتل کی حسرت ہی امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوار ترحم مجھکو

پہلے تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
پھر جسنے دل دیا ہی اوسکے جگر کو دیکھو

کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھسے
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

اس رخ کی گرمیون سے ہی برق طور ٹھنڈی
پڑتے ہین کسکے منہ پر شمش و قمر کو دیکھو

پتھرا گئی ہین آنکھین جس جا ملائکہ کی
جاکر وہان لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملتا نہین ہی نالے مدت سے ڈھونڈتے ہین — بیٹھا ہے مُنھ چھپا کر کیسا اثر کو دیکھو

لیٹا جو قبر مین مین مُنھ سے کفن ہٹا کر — بولی یہ مجھ سے غربت لو اپنے گھر کو دیکھو

غیرون کی مُنھ تو سے ہین مین شکل آئینہ ہون — رُخ پھیرو اسطرف سے صاحب ادھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو — اک ایک غش کو دیکھو دو دوپہر کو دیکھو

کس مرتبہ پہ پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ — اُس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو

آخر ہی وصل کی شب افسردہ کیون نہون ہم — رنگت اوڑی ہوئی ہی شمع سحر کو دیکھو

رکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا — جاتا ہی کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہین شام و سحر کو دیکھو

گلے کٹینگے نہ یون پیرہن بدل کے چلو — چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

جنون بہار مین دیتا ہی ہمکو یہ ترغیب — چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

برنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین — حنا جو پانون مین میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہی یہ قول — نہ آئے گرمئ رفتار لاکھ جل کے چلو

سر مزار غریبان ہین جا بجا پتھر — لگے نہ پانون کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

کفن پہن کے چلین گور کی طرف عاشق — جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور — چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل کے چلو

سُنا ہی محتسب آتا ہی دو گھڑی کے لئے — قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو

ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو عجلت کیا — ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر — خجل ہون عطر جو تم پیرہن مین مل کے چلو

رجوع کفر مین اسلام سے یہ کہتا ہے — کہ سوے بتکدہ کعبے مین پہلے جل کے چلو

اگر تمھین نہین فرصت تو کہدو تیغون سے — کہ خلق جمع ہے تم میان سے اُگل کے چلو

نصیب وحشت مین لائے ہین وحشیو تمکو
اوچھالتے ہوئے سونا اچھل اچھل کے چلو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھ لو
مشاعرے مین جو آئے ہو تم تو پھل کے چلو

قضا کا گرم ہے ہنگامہ کوے قاتل مین
امیر خیر ہے منہ مین نہ اجل کے چلو

آہ مین کھینچون تو کھینچین آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو

ای خوشا وحدت کشا کثرت کشا نیرنگ عشق
دیکھتا ہون ہر مرقع مین تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھیے
وہ رہا ہے کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہے خاک پر نخچیر کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مقتل مین تمھارے تیر کو

ڈال دے عشاق کی آنکھو نپہ حیرت کی نقاب
واہ کس پردے مین رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلو سے نخچیرون کے آتی ہے صدا
آفرین اس تیغ صد آفرین اس تیر کو

کھینچنے بیٹھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جڑ دے یارب جوہر کھلین
چوکھٹا درکار ہے آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو ترے تکلیف کیون ہو مجھے
آپ رکھ لون چیر کر پہلو مین تیرے تیر کو

صاف کھینچا چاہتا ہے شکل حیرانی اگر
آئینے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھون کی بجھائی واہ ری دریادلی
پانی پی پی کر دعا مین دون تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو مجھے بے بال و پر کسنے کیا
یہ پری پرواز پر کسنے دیے ہین تیر کو

خود مین کھنچ جاتا ہون روز ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف مین حلقے بنائے ہین شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہین کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہو منہ نہ موڑی خوف ہے
بسملو للہ دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پر آئی آہ ادھر سے جب اٹھی اسکی نظر
دیکھنا کیا تیر پر ردکا ہے ہمنے تیر کو

تا یہ شاہد ہون وہ دعویٰ خونفشانی کا کرے
لب دیئے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

ٹوٹتا ہی خاک پر پارے ترک مدت سے امیر
نیچ بھی کر ڈال تڑپاتا ہے کیا نخچیر کو

او کمان ابرو سمجھ کر صید کر نخچیر کو
سخت جان سے یہ کہین صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہو چکا مین قتل تو اُس سے قضا نے یہ کہا
لو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو

جب نظر اُس ترک کی مجھپر پڑی تیوری چڑھی
بل پڑے شمشیر مین سیدھا کیا جب تیر کو

فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا نخل کہن
کر چکا تھا ان جوانون نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل مین کثرت سی سما جائے اگر
ایک برگِ گل پہ کھینچون باغ کی تصویر کو

چیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ
کیا تماشا ہی ہدف لینے چلا ہے تیر کو

ہجر دندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی حسب حال
موتیون کا چاہیئے درّہ مری تعزیر کو

ناز کیونکر ہو گنا ہون پر نہ مجکو اے کریم
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتین رہین شانے ہی سی اے زلف یار
خوب سُلجھاتا ہی دل اوُلجھی ہوئی تقریر کو

صفحۂ رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط
چوم لون پانون جو دستِ کاتب تقدیر کو

کسکو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
ترک لڑوائین گے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے چھوٹتا ہی دل مین کرتا ہے مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے ہمنے تیر کو

دل کی ہوتی ہی درستی جتنی ہوتی ہی شکست
کرتی ہی آباد بربادی اسی تعمیر کو

پوچھتی ہی شمع پروانون سی تیری داستان
گل سُنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریر کو

قالبِ خاکی سے ہر دم ہی یہ تہدیدِ اجل
خاک مین اکدن ملا دینگے ہم اِس تعمیر کو

پانون اپنا درمیان تھا کُھل گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھین یہ کڑیان جھیلنی شمشیر کو

دل مین گھر اُسکا ہی گردن تک گذر اسکا امیر
تیغ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہے تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالبِ دیدار بھی تو ہو

ای تیغ یار کیا کوئی قابل ہو برق کا
تیزی سی اوسمین تیزی رفتار بھی تو ہو

دل دردناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو
عیسی سیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو

چھاتی سے مین لگائے رہون کیون نہ داغ کو
ای دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو

گر ہم نہین تو رونق بازار عشق کیسا
ای حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو

پردے مین چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا
ای آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو

اتنی اوداس صحبت مے واہ میکشو
دست سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو

زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی
آئی بہار رونق گلزار بھی تو ہو

بیجا تری نگاہ کو تیزی پہ ہے گھمنڈ
برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو

سوؤن مین آکے دھوپ سے پاؤن امان اگر
راضی تمھارا سایۂ دیوار بھی تو ہو

کیونکر ہو درد دل کی ہماری اوسے خبر
پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو

اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہے
آراستہ ہے فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اوداس کیون ہو بزم مے سبو
میخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہے حسن جو خاطر نشین نہو
کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہو

کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہو
پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہو

وہ یاس ہے کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر
ڈرتا ہون مین کہین نگہ واپسین نہو

راحت کی جستجو مین ہین اہل جہان عبث
ہاتھ آئے وہ کسیکو گمان بھی کہین نہو

ایذائے خلق پر ہے یہ عیش ہوذی فلک
بے سانپ چاہتا ہے کوئی آستین نہو

ساحل سے ہون مین تشنہ دہن خود کنارہ کش
کہدو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہو

مانند بوے گل چمن دہر سے نکل
اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہو

تام اُس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئینے پہ گمانِ نگین نہو

ہستی جہان کی ہستی حق پر دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہے آشکار
سجدہ کرے درست تو داغی جبین نہو

ساقی مین تشنۂ مئے عرفان سے مست ہون
افلاس مین جو بادہ میسر کہین نہو

تیرا نہو مکان جو مشہور ہے فلک
کہتے ہین جسکو عرش ترا شہ نشین نہو

دل سے جو چشم فیض ہے تجکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہے صاف اگر دوربین نہو

ہم رند مشرب ہون کی معاصی سے ہی نمود
روشن ہو نام کیا جو سیہ رو نگین نہو

مین تنگ اس جہان سے زہان لیچل اے جنون
جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہو

ساجد خدا پرست بھی اُس آستان پہ ہین
کیون بے نیاز وہ صنم نازنین نہو

آتا ہے مجکو گریہ لبِ کشت زعفران
اتنا بھی جور چرخ سے کوئی حزین نہو

سر آستان دل پہ نہ پہونچے کبھی اسیر
جب تک کہ عرش پر قدم اولین نہو

یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو
کس برے وقت مین گھیرا ہے بلانے ہمکو

منہ لگایا ہے بتون نے نہ خدا نے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہمکو

آس کسکو تھی شب غم کی سحر ہونے کی
ای بتو دن یہ دکھایا ہے خدا نے ہمکو

ہجر جانان مین کسی روز جو ہچکی آئی
جی اوٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہمکو

رخصت ای ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہے بلانے ہمکو

کشمکش مین ہین بیتابی دل رکھتی ہے
آنے دیتی ہے نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شب وصل تمہاری آنکھین
اسی پردے مین تو مارا ہے حیا نے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے نکالا ہوتا
خوب ہی روک لیا لغزش پا نے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی روتے گذری
آگ پانی سے بنایا ہے خدا نے ہمکو

دیر مین شیخ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تونے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجرِ ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون تیر ادا نے ہمکو

حوصلہ کون تماشاے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش مین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہی ترا اے شبِ فرقت ہمنے
روز آتی ہے بلا بنکے ڈرانے ہمکو

آئینہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کہتا ہے
خودنمائی کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین اوسکا
بے ٹھکانے کے بتائے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کڑی آئی ہے
نام لے لے کے پکارا ہے بلا نے ہمکو

خار کیا کھائے گل دیکھ کے فرقت مین امیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اوٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اوٹھانے ہمکو
ہائے وہ دن کہ جو اوٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

منہ سے شب ہجر دکھایا نہ قضا نے ہمکو
کون پوچھے گا نہ پوچھا جو خدا نے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلتا کیو نکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا نے ہمکو

تیغ جلاد نے جوہر کو کیا ہم سے عزیز
آنکھ اوٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہی یہان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار ہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہے کبھی
موت کے منہ سے چھڑایا ہے قضا نے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی بتخانون مین
ٹھیک ٹھیک اوسنے بتاے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہے یہان روز ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دم نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بلانے ہمکو

اوس ستمگر نے جو پہلو سے اوٹھایا اپنے
درد دل تو بھی تو اوٹھا نہ بٹھانے ہمکو

لیچلے داغ ہزار دل چمن ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

ہوداہی مرگ کر آفت مین پھنسا رکھا ہے
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سن کے آواز موذن کی شب وصل کی صبح
صاف سمجھے کہ بلایا ہے خدایا نے ہمکو

ہین وہ مفلس جو گرے ہین کبھی لغزش کھا کر
بدلیان دوڑ کے آئی ہین اوٹھانے ہمکو

امتحان تھا جو ہمارا اوسے منظور نظر
ذبح رک رک کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پر کاہ تھے اس گلشن ہستی مین امیر
دوش سے پھینک دیا باد صبا نے ہمکو

ہو پیچ پر پیچ دیئے زلف دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہے خدا نے ہمکو

پر لگائے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑ کے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو وہ تیر ونکا کیا تیر ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

تیرے بیمار سے یہ بیخبری کہتی ہے
کہ خبر کو ترے بھیجا ہے قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کرے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہے وہین گور جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہے قضا نے مارا
واہ کس پردے مین مارا ہے ادا نے ہمکو

وہ کہین گے نہ اوٹھا صدمۂ فرقت دو دن
موت کیون آئی ہے یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وائے نصیب
مر گئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیر دن انگور پڑے کٹتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو بتو تمکو کیا ہے پیدا
رنج اوٹھانے کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
آب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرت عارض جلاد سے سکتا جو ہوا
آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لوٹا غضب اوس دزد حنا نے ہمکو

ہون وہ بلبل گل تلک پہونچون تو گلشن خشک ہو
مثل خار آشیان شاخ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہی سوز فرقت اس محیط حسن کا
تن مین مثل خار ماہی ہر رگ تن خشک ہو

تازگی ہو روے جانان کی رنگذان کی سبب
چاہ جس گلشن مین ہو کیونکر نہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر حسن سے پڑتی ہے اپر
مجھ سے تردامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم بھی نہ مین سیراب ہون
حلق مین پانی بسان آب آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی گئی
کیا رہے روشن چراغ ایدل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدہ کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خون برہمن خشک ہو

آبیاری ہو اگر بلبل کی اشکون کی یہی
ہی یقین فصل خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل سے گرم اپنی خاک ہی کیا ہی عجب
چادر گل پڑتی ہے بالاے مدفن خشک ہو

اور بھی گر ذرہ دن ستاتا ہی جو پاتا ہے ضعیف
پایمال گاؤ دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرت دیدار مین کھینچون اگر مین آہ سرد
ایک جھوکے مین یقین ہی نخل ایمن خشک ہو

چھین کر رخصت سفر پامال ظالم نے کیا
پانون شل ہو جائین یارب دست رہزن خشک ہو

اوس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبان برگ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہی روز اسے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہے کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرت دیدار سے ہمکو مکان یار کی
دیدۂ تر کیا برنگ چشم روزن خشک ہو

مین اگر رونے پر آؤن صورت ابر بہار
سبز ہو دم بھر مین برسون کا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثل رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہی مجھ سا کون طائر بے نصیب
پانون رکھون مین جہان شاخ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہی لگاؤن مین اگر منہ سے امیر
جام مثل چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اے بتو حیا کو
کیا منہ نہ دکھاؤ گے خدا کو

لٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
پیچھے نہ لگاؤ اس بلا کو

ظالم تجھے دل دیا خطا کی
بس لبس مین پہونچ گیا سزا کو

کانٹون سے کہو سنبھال لینا
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

بلبل کو ملی جو باغبانی
روکے درِ باغ پر صبا کو

ای حضرتِ دل بتون کو سجدہ
اتنا تو نہ بھو لیئے خدا کو

گل کر گئی میری شمع تربت
کیا موج یہ آگئی صبا کو

کوچے مین ترے ملا لیلا آرام
نیند آگئی چشم نقش پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ
یون کھولیے قفل مدعا کو

کہتا ہے یہ شوخ قتل ہر دم
دم لینے نہ دیجئے قضا کو

کیا کیا تری چتکین بچائین
دھوکے دیئے تیر بے خطا کو

دکھلا کے ہم اپنی سخت جانی
غصہ دلواتے ہین قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
کھدوائیے نقش مدعا کو

راضی برضا ہون اے صنم مین
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اوس سے شوخی
اب منہ نہ دکھائیے حیا کو

وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو

خدا کی شان کہ دیکھین ہم آپکی آنکھین
نگاہ تنگ نہ کرو تم ادھر ادھر دیکھو

پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر
ابھی تو جان سے آئے جو اک نظر دیکھو

جنازہ غیر کا نکلا ہے تو نکلنے دو
یہین کو بیٹھو جو چلمن سے جھانک کر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرتِ غم کو
بہت رہے مرے دل مین اب اور گھر دیکھو

کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو
ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر بازیاں ہوں غیروں سے
ہمیں سے آنکھ چرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر سے کیا
جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہنر سحر عشق ہے کہ جلتے پر نہیں بلبل
لگی ہے آتش گل باغ میں جدھر دیکھو

گیا تھا لکھنے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر
ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو

اوٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہے خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہیں ممکن حصول دولت دہر
نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہے وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو
اب تو سر میں یہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہے طبیبو مرض عشق سے یہ
غیر ممکن ہے کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکھیے خط اب کسے بھیجوں کہ بر آئے مطلب
ہے نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے میں تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا میں تو کہا اس بت نے
میں نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اس زلف سیہ کی ناگن
ڈال دوں ہاتھ مقرر میں بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہے صحت مشکل
فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان وہ ہوں کہ کٹ جاؤں اگر شرم سے میں
شرط بدتا ہوں جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہے معما دہن تنگ کا دشوار بہت
حل مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا ای سلطان
عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھیں نہ وہ الفت کی نگاہ
حال دل کس سے کہوں تم تو خفا سے کچھ ہو

بادۂ سرخ ملے تم سے یہ امید کہاں
منعمو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع در دولت پہ کھڑے ہیں کب سے
اب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

کوے جانان مین کوئی دم تو ٹھہر جاے پانون
ایسی افتاد مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالم فقر مین تکلیف گوارا ہے امیر
نہ ملین آگے نہ ملین گے امرا سے کچھ ہو

دیر سے قتل کے مشتاق ہین باہر آؤ
دیکھو اتنا نہ کھچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفس چند کی باقی ہے فقط
اپنے گھر مجکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست مین مرنے پہ تو لو میری خبر
اب نہ آؤ تو جنازے پہ مقرر آؤ

دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ تمھین
چاندنی شب ہے ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئینے کو عکس سے کہتا ہے وہ شوخ
کچھ اگر حسن کا دعوی ہے تو باہر آؤ

نذر عاشق کی ہے کچھ لوٹ نہین ہے صاحب
دل و جان دونون جو لینے ہین مکرر آؤ

ساتھ اگر راہ مین ہے باتین بھی ہوتی جائین
آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

ناف کی طرح نہ پڑ جاے شکم پر کوئی آنکھ
کھول کر بند نہ دروازے کے باہر آؤ

جان بلب ہون مین عیادت ہے مریضون کی ثواب
مانو اللہ کو تم بہر پیمبر آؤ

تب مزہ جانے کا واہان ہے کہ کہے یار امیر
میری آنکھون پہ تم آؤ مرے سر پر آؤ

حشر کے روز نہو تشنہ دہانی مجکو
دے تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجکو

تیز ہی موج اگر بحر روان مین دیکھے
یاد آئی تری خنجر کی روانی مجکو

آب خنجر سے تری پیاس کوئی بجھتی ہے
اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی مجکو

خوبرویون مین صنم ایک ہے تو ایک ہے تو
نظر آتا نہین تیرا کوئی ثانی مجکو

اور کس سے ہون دہان و کمر یار کے وصف
خوب معلوم ہین یہ راز نہانی مجکو

اس سے آنکا ہے یہ مطلب کہ کرون مین بھی فغان
ہدیہ بھیجا ہے تو دیوان فغانی مجکو

نوجوان کوئی جو پیری مین نظر آتا ہے
یاد آئی ہے بہت اپنی جوانی مجکو

داغ کھا کھا کے کرون اپنی مین اوقات بسر
اسلیے دیتے ہین چھلا وہ نشانی مجکو

بات وہ کر کہ مری خواہ ترے کام کی ہو
ایسی ٹوٹے پٹ نہ سُنا رام کہانی مجکو

جسطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہو
آگئے پیری نے دیا داغ جوانی مجکو

بے خطر خاک تہ سقف فلک بیٹھون مین
نظر آتی ہے نہایت یہ پرانی مجکو

سینہ جلتا ہے پلا جلد شراب ای ساقی
آگ بھڑکی ہوئی ہے چاہیے پانی مجکو

یہ موجد تو سمجھے نہین اطلاق صحیح
کہین اول تو بتادین کوئی ثانی مجکو

آرزو اسلیے فردوس کی مجھ پیر کو ہے
ہاتھ آئیگی وہان میری جوانی مجکو

خوف ہی وصف مین اوس چاہ ذقن کے اتنا
کہ ڈبو دے نہ طبیعت کی روانی مجکو

نغمہ سنجان گلستان سخن ہین جو امیر
کہتے ہین بلبل گلزار معانی مجکو

چل دئلا دیر سے کرتا ہے اشارے گیسو
نہ زبان ہی نہ دہن ہے کہ پکارے گیسو

خط شبگون پہ یہ آتے نہین پیارے گیسو
جال پر جال بچھاتے ہین تمھارے گیسو

یہ تر و تازہ چمن ہے کہ تمھارا عارض
یہ دھوان دھار گھٹا ہو کہ تمھارے گیسو

مچھلیان دام مجکر ہین جو موجون مین نہان
کھل گئے کسکے یہ دریا کے کنارے گیسو

دن کو رخسار دکھاتا ہے فروغ خورشید
شب کو چمکاتے ہین افشان کی ستارے گیسو

بال کنگھی سے جو سلجھائے تو دل اولجھا یا
تیرہ بختون کو بگاڑا جو سنوارے گیسو

دل صد چاک نے شانے سے کہا جل کے یہ رات
اوسیہ کار تجھے باندھ کے مارے گیسو

شہر سے بڑھ کے اگر جانب صحرا جائین
شانہ شاخ سے سُلجھائین چکارے گیسو

ہو چکے حبن و بشر قید ملک باقی ہین
اب سر عرش سے زنجیر اوتارے گیسو

عاشقون کے دل پر داغ سے ایسے چمکے
ہو گئے شہپر طاؤس تمھارے گیسو

سانپ نے گھیر لیا گلشن جنت کو امیر

حلقہ حلقہ نہین عارض کے کنارے گیسو

ہون مین وہ میکش اوٹھا ساقی مری تعظیم کو
گردن مینائے مے خم ہو گئی تسلیم کو

آتے ہی اوس مست کے گلزار مین آئی ہے بہار
ابر اُٹھا تعظیم کو شاخین جھکین تسلیم کو

ساغر جمشید سے کچھ ساغر مے کم نہین
دیکھتے ہین بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو

غیر کو دشنام دو بوسہ عنایت ہو مجھے
چاہیے مردم شناسی صاحب تقسیم کو

بیٹھے بیٹھے میرے پہلو سے جو وہ عیسیٰ اوٹھا
درد دل بھی ساتھ ہی اُسکے اوٹھا تعظیم کو

لب پر ای غنچہ دہن تحریر مسی کی نہین
کاتب تقدیر نے خلعت دیا ہے سیم کو

نقد آمرزش کا طالب ہو اگر ای خود فروش
تول میزان عدالت مین امید و بیم کو

ہین جو مردان خدا آفت مین راحت ہے اُنہین
عید تھی قربانی فرزند ابراہیم کو

جعد خالی خال ہے کنج دہن مین یار کے
ہے تعجب جیم کا نقطہ دیا ہے میم کو

خاک اُڑاتے تشنگان عشق کے آتی ہین غول
گر در رضوان سے بچائے کوثر و تسنیم کو

مٹ گئے منزل کا نشان ملتا ہے اے اہل فنا
ہر قدم پر خضر ہے نقش قدم تعلیم کو

مال رکھنے کو نہین کہدو غنی سے بانٹ دے
لفظ مین تقسیم کے داخل کیا ہے سیم کو

اپنے وقت مرگ سے غافل رہے اختر شناس
گو برابر جان کے رکھا کیے تقویم کو

چشمہ دیدار جانان کی ہین دو نہرین امیر
جانتا ہون خوب اصل کوثر و تسنیم کو

بنکے خضر آیا ہے واعظ کیا مری تعلیم کو
اک دوراہہ جانتا ہون مین امید و بیم کو

تیغ قاتل سے صفائی مین برابر ہی سہی
یہ روانی کب ملی ہے کوثر و تسنیم کو

دو قدم اس ناز سے جس سرزمین پر تم چلو
اوٹھ کھڑے ہون سیکڑون فتنے وہان تعظیم کو

دشت ہستی مین قدم بڑھ کر ہٹے پیچھے نہ پھر
ساتھ ہی عمر روان غافل اسی تقسیم کو

جادہ تیغ قضا پر سر کے بل عاشق چلے
طے کیا کس حوصلے سے منزل تسلیم کو

نام کو ہو اک نشان باقی وہین اسکا کہان
کاتب قدرت نے لکھ کر چہیل ڈالا میم کو

فتنہ برپا ذات سے مفسد کے ہوتا ہی ضرور
کیا ہوا اٹھے اگر وہ غیر کی تعظیم کو

حشر کے دن نامۂ اعمال کا کیا ہی اعتبار
سال بہر کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو

یہ غزل رنگین سناؤن مین ظہوری کو اگر
دہوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو

کبر و دولت کیا جو کرتا ہے زمانہ انقلاب
دم مین کر دیتا ہی کجکول گدا دیہیم کو

بیٹھتا ہون پہلے مین گور غریبان کی طرف
گھر مین آتے ہین کبہی مزدور اگر ترمیم کو

آہ کی شمشیر پر تکیہ ہے نامردون کا کام
مرد رکھتے ہین کمر مین خنجر تسلیم کو

یہ وظیفہ سب وظیفون سے ہی بہتر ای امیر
یاد احمد کو کرون یا احمد بے میم کو

انسان عزیز خاطر اہل جہان نہو
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہو

کلفت کا اپنے نالہ کشی مین نشان نہو
ہم سو برگ جو آگ جلائین دھوان نہو

شانہ چاہیے رخ زیبا کے واسطے
کس کام کا وہ باغ جہان باغبان نہو

ممکن نہین کہ زلف سی الجھے نہ اسکی زلف
قرآن کی طرح سے جو وہ رخ درمیان نہو

کیا داغ سینہ زیر گریبان چھپائیے
خورشید دامن گردون نہان نہو

تار نظر سے بڑھکے ہے لاغر مرا بدن
عشق کمر مین یون بہی کوئی ناتوان نہو

کیونکر ہمارے یوسف دل کا پتا ملے
چاہ ذقن پہ جب گذر کاروان نہو

لکھتا ہون وصف عارض و ابروی یار کے
کیون صفحہ آفتاب قلم کہکشان نہو

پیری مین بہی کیا نہ تغافل ہزار حیف
اتنا بہی کوئی مایل خواب گران نہو

ہی حادثون سے بعد فنا بہی کہان نجات
ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان نہو

لازم ہی ضبط نالۂ دل بعد مرگ بہی
ہی لطف جام ٹوٹ کے بہی سے روان نہو

ٹوٹین نہ زہر دون کی اگر شیشہ ہاے دل
وحشت جنون مین نام کو رنگ روان نہو

آنکھون سے فایدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
جانے اگر کہ چاہ عدم مین گرائیگا

حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہو
کوئی سوار توسن عمر رواں نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی امیر غیر گل زعفران نہو

عکس سے بجتو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
چشم پوشی کا مین کہتا ہون جو اونسے شکوہ
نہوا زندہ ہین عیسیٰ اونے بہت سر مارا
پھیرنے کے لیے دل آئے ہم یہان ای جان

جانے دو اپنی طرف ای گل رعنا دیکھو
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو
تم بھی اس قالب بیروح کو ٹھکرا دیکھو
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اوس کوچے کا کہتا ہی یہی ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجر جلاد کو
ہون وہ دیوانہ بلاتا ہون جو مین فصاد کو
پر جو کھولے بھی تو کب کھولے خزان جب آگئی
قتل کرنے کا مری اللہ ری اوس ظالم کو شوق
یاد مین اک رشک عیسیٰ کے جو مین مرنے لگا
خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
زیر خنجر او دل بسمل تڑپ ابھی نہین
سایۂ رحمت مین تیرے جاکے بیٹھے اے کریم
مجھ سا سید خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
دو قدم اوس فتنۂ عالم نے چلکر وقت سیر
جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا

دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو
حکم تینون دیدیے یکبار گی جلاد کو
ہچکیاں آئین دم آخر مبارکباد کو
کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو
کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہے مری فریاد کو
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو
خوب لڑوایا چمن مین قمری و شمشاد کو
خیر جانے دیجیے کیا کیجیے افتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظم طبع زاد
دوست رکھتی ہی عقیمہ غیر کی اولاد کو

ہمسری اوسکے قد موزون سے ہی جرم عظیم
کندہ دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اوس طفل کو سنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگ نو اُستاد کو

عید موسیٰ کو ہوئی برق تجلی کی مگر
پہلے نظارے مین غش آیا مبارکباد کو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدردان مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
ضعف ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سنکر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرف سے آگیا جھوکا ہوائے مرگ کا
کیا پریشان کر دیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہی امیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہی بلالو

بیدل رکھنے سے فایدہ کیا
تم جان سے مجھکو مار ڈالو

اُسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہی وہ مہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوے حشر
یان پیش ہے اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہی جاگو سونے والو

اورون پہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجھکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجھکو

کس منہ سے کرون قافلہ والونکی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجھکو

ساقی کا گلہ کیا ہے جو دیتا نہین بوسہ
منہ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجھکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہی بہار آئی کھلاتی نہین مجکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجکو

کیا بیخبری ہے کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہی تو آپ مین پاتی نہین مجکو

کہتا ہی قیامت سے مرا طالع خفتہ
مُردون کو جلاتی ہے جگاتی نہین مجکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی
لینے کو تو کیا ذکر چکاتی نہین مجکو

چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار
یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجکو

سکتا ہے تجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل
کیون آئینہ شمشیر دکھاتی نہین مجکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پرای یار
مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجکو

وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین مین تیرے
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجکو

جھونٹون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر
تصویر کی صورت بھی ہنساتی نہین مجکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن
اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجکو

ہی خواب مین آنیکا امیر اُس سے جو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجکو

پردے مین بھی منہ موت دکھاتی نہین مجکو
کافور سے بوے کفن آتی نہین مجکو

افتادہ ہی کیا موت جو آتی نہین مجکو
ہون نازکسی کا کہ اوٹھاتی نہین مجکو

اس تنگ قفاسے مین نکل جاون کہین تو
وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجکو

سر پرسے مرے ہوکے چلی جاتی ہی خلقت
کیا نقش قدم ہون کہ جگاتی نہین مجکو

اس ڈر سے کہ برہم نہو ہنگامۂ محشر
آتی ہی قیامت تو اوٹھاتی نہین مجکو

تھے گور ہی تک سب مری منہ دیکھنے والے
اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجکو

لاغر ہی مین ایسا ہون تمہاری نہین تقصیر
بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجکو

کرتی نہین کب دختر رز مجھ سے شرارت
کسدن یہ پری آگ لگاتی نہین مجکو

کوچے سے تری مین جو نکلتا ہون تو وحشت
ہی کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو

ای ہمت دل ہاتھ مین قاتل کے ہی تلوار
اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو

ہو جاؤن مین دو ہاتھ مین اس پار سی اس پار
تلوار تری گھات دکھاتی نہین مجکو

مین مست بھی ای دختر رز نشہ مین ہون چور
کیون درد کے مانند بٹھاتی نہین مجکو

میکش مین بلانوش ہون خم منھ سے لگا دے
ساقی یہ صراحی تو چھکاتی نہین مجکو

گردش مری قسمت کی چھڑاتی ہی وہ کوچہ
ای لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجکو

مین گل ہی امیر آپکے اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجکو

اے ضبط دیکھ عشق کی اونکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اوٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہی مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اک پھول ہی گلاب کا آج اونکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجکو کہ اوسکی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہی مجکو کیا
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملین ہین اشک بہانے کیواسطے
بیکار ہے صدف جو صدف مین گہر نہو

الفت کی کیا امید وہ ایسا ہے بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طول شب وصال ہو مثل شب فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منھ پھیر کر کہا جو کہا مینے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے درد سر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مر کے بھی شجر قد یار ہاتھ
طوبیٰ سے بھی بلند کہون اسکو چار ہاتھ

پیری مین ضعف سے یہ نہین رعشہ دار ہاتھ
ہین دامن قضا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی اُسکے پانون تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے پھناؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہی پانون کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ

تکلیف سایلون کی جنون مین نہین پسند
دامن کو پھاڑ دون مین بڑھائین جو خار ہاتھ

اے گل یہ رنگ پنجۂ مرجان مین بھی نہین
دکھلا رہی ہین طرفہ حنا سے بہار ہاتھ

ہے مرگ مجکو زیست کو کوچے مین یار کے
دو گز زمین آ گئی بہرِ مزار ہاتھ

دینے کی وجہ جنگ مین کیا ہے تمھین کہو
کیا میرے دو ہین اور رقیبو نکے چار ہاتھ

برہم نہو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار
خوش قسمتو نکو آتے ہین ایسے شکار ہاتھ

باغِ جہان مین راحتِ بے غم کہان نصیب
پتون سے ملتے ہین شجرِ سایہ دار ہاتھ

جب چاہے دوڑی ساتھ مری قیس نجد مین
میدان جیت لونگا مین بڑھ کر ہزار ہاتھ

تڑپا مین بحر خون مین تو قاتل نے یہ کہا
بیڑا ہے پار اور لگا تین چار ہاتھ

وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جدا ہوا
سفاک نے جو گن کے لگائے ہزار ہاتھ

ایک اُسکی چوٹ مین رہے سو پھنکیت کھیت
کتنا منجا ہوا ہے دم کارزار ہاتھ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑون منزل گیا امیر
پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھ

دل جو سینے مین زار سا ہے کچھ
غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

رخت ہستی بدن پہ ٹھیک نہین
جامۂ مستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہان وہ چشم کہان
نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ

نخل امید مین نہ پھول نہ پھل
شجرِ بے بہار سا ہے کچھ

ساقیا ہجر مین یہ ابر نہین
آسمان پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی
آج بھی بے قرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ
داغ شمع مزار سا ہے کچھ

اسکو دنیا کی اوسکو خلد کی حرص
رند ہے کچھ نہ پارسا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار امیر
اب بے اختیار سا ہے کچھ

داغ غم بھی ہو دلا نالۂ شبگیر کے ساتھ
کہ سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ

تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
ٹوٹ جائے نہ قضا بھی کہیں نخچیر کے ساتھ

کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

مانگ بالون مین ہی ابرو ہی قریب مژگان
تیغ عریان وہ سپر پر یہ کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
تم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ

عرصۂ جنگ مین بھی پیجیے او ساقی
کیا مزا ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئے پاے اجل دوڑکے اس تیر کی ساتھ

تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوی سب قاتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کی ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم لقا مثل حباب
اٹھتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر اے ترک
کاٹ ڈالون کا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان مین رہا
کٹ گئے پانون بھی شاید مری زنجیر کے ساتھ

دی سزا اوسنے گناہون کی مجھے ہنس ہنس کر
در نایاب ملے درۂ تعزیر کے ساتھ

میرے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے
ہڈی ہڈی مری غل کرتی ہی زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو اوس مہر کے کیا یاد کیا
شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ

ناتوانی سے بیان تک ہین امیری مین سبک
پانون اٹھ جاتے ہین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

جسطرح ساتھ ہی گردون کے مرا نالۂ دل
جسطرح راہ مین رہتا ہی عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہو اُلٹی جو امیر
ضد ہے شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

اُنس رکھتا ہو بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا عبث ہو او ترک
اوکمان دار یہ چٹکی کی صفائی کا ہو لطف
خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا پس مرگ
قتل کرتے ہین وہ مین اُنکو دعا دیتا ہون
چرخ گردان ہو وہی رستم و سہراب کہان
صید اوس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک
حسن صورت نے مصور کو کیا مستغنے
کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے
مین صبیحون کا ہون بیمار مری نسخے مین
قابل نطق نہین کلک کے مانند زبان
ظلم یاد آتے ہین اُس بت کی جو پڑھتا ہون نماز
پہلو سے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو
ہون وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا

دل نکل جائے نہ یارب کہین اِس تیر کی ساتھ
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
دل بھی پہلو سے نکلجائے ترے تیر کے ساتھ
طفل ہمراہ جوان ہو نہ جوان پیر کے ساتھ
چلتی ہو میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ
تھک گئے کیسے جوان دوڑکے اِس پیر کے ساتھ
کوسون آتی ہو قضا دوڑکے نخچیر کے ساتھ
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اِسی تصویر کی ساتھ
ہاتھ کھینچا ہو جہان تری تصویر کے ساتھ
قطب گردش نہین کرتا فلکِ پیر کے ساتھ
عرقِ شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ
خامشی خلق ہوئی ہو مری تقریر کے ساتھ
مُنہ سے ذکر یاد نکل جاتی ہو تکبیر کے ساتھ
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ
دستِ قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کی ساتھ

کیا عجب مین بھی شہیدون مین ہون محسوب امیر
اُنس رکھتا ہون بہت حضرتِ شبیر کے ساتھ

بڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہے کچھ
وصل کی راتین بڑی ہجر کی چھوٹی ہون اگر

ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہو کچھ
یہ تو کہہ ای فلک اسمین ترا نقصان ہو کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اوس سے
کیون ہوا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہی کچھ

وصل مین بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہی کچھ

یاد غیرون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہی کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم سے بہت سخت پریشان ہی کچھ

دیکے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیر
سچ بتا دل مین تری اور بھی ارمان ہی کچھ

رند مشرب ہم ہوئے دست سبو پر دھر کے ہاتھ
دستگیری اب ہی ساقی کوثر کے ہاتھ

عشق بت بتخانے سے جانے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہی کیا کرون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہی فن مین قدردان ہوتا ہی خوب
بیچیے آئینہ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اوسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہے مجھے مر مر کے ہاتھ

اسلیئے تا جائے نامہ کوئی دے جائے قریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اوسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب ای گلو ہے تیری خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہوئے سب مست اب کیسا لحاظ
گردن قاضی مین ہین مست مئ احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی رہتا نہین
دونون خالی پائے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اٹھین گے کب کڑی بھاری امیر
گر سنے میری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

زیور سے بڑھ کے تجکو تری چال ہوگئی
موج خرام پانون مین خلخال ہوگئی

زلف اوسکی مرغ دل کے لیے جال ہوگئی
چوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہوگئی

اللہ رے گرمیان تری وحشی کی اوپری
زنجیر پانون مین جو پڑی لال ہوگئی

کیسا سلوک مجھ سے کیا اشک شرم نے
زائل سیاہی خط اعمال ہوگئی

خوش خوش سمند ناز کو دوڑا رہی ہین وہ — کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی
چھوٹا جو بحر حسن پڑے ہم عذاب مین — فرقت مین جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہو گئی
دیتا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل — روئی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی
یہ وصف مین کیا شعرا نے مبالغہ — نقطہ دہان تنگ کمر بال ہو گئی
ڈھلتے نہین ہو سکے داغ جنون ہمین — ای عشق بند کیا تری ٹکسال ہو گئی
دل مل گئے وصال کے سودا ٹھہر گیا — الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی
ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے — وہ مل گئے ترقی اقبال ہو گئی
راتون کو چھپ کے آنے لگا ہی وہ مہروش — ہر شام صبح غرۂ شوال ہو گئی
پایا نہ اوس سے تو نے کبوتر جواب خط — آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہو گئی
آیا تھا سوے حشر مین تفریح کے لیئے — یان تو شروع پرسش اعمال ہو گئی
ساقی ہی دختر رز سا حسین کون خوش مزاج — کین اور گرمیان جو کہن سال ہو گئی
آرائش اسکی زلف نے کس کسطرح سے کی — ہنسلی گلے مین پانون مین خلخال ہو گئی
محفل مین کہہ رہی ہے انا الحق پکار کے — منصور کی زبان تری نہال ہو گئی
کرتے ہین فاتحے فرقت زلف سیاہ مین — یہ کالکا ہمارے لیے کال ہو گئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی جو تھی امیر وہ فی الحال ہو گئی

چاہنا ہمکو تو اوسکا چاہیے — وہ ہمین چاہے تو پھر کیا چاہیے
دل نے جب پوچھا مجھے کیا چاہیے — درد بولا اوٹھا تڑپنا چاہیے
کان جب آواز سنتے ہین تری — آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے
بوالہوس اور اوٹھائے سوز عشق — داغ کھانے کو کلیجا چاہیے
دل مرا کہتا ہے سنکر شور حشر — یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنے کا ہی اُسنے خواب مین
خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے

حرص دنیا کا بہت قصہ ہی طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہی اوسنے حسن
شرم کہتی ہے کہ پروا چاہیے

امتحان ہی دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

دوست میرا ہنس رہا ہی غیر سے
جان کو دشمن کے رویا چاہیے

خشک لب ہین صورت دریا تو ہون
وسعت دل مثل دریا چاہیے

ترک لذت بھی نہین لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے

یون وہ بولے مینے جب اوسنے کہا
چاہنے والون کو چاہا چاہیے

تمنے چاہا مجکو مین نے غیر کو
اپنا اپنا جی اِسے کیا چاہیے

ہے مزا اوسکا بہت نازک امیر
ضبط اظہار تمنا چاہیے

مشکل آسان ہوئی تیرے گنہگارون کی
حیف منہ موڑ گئی باڑھ بھی تلوارون کی

ہچکیونکی ملک الموت نے بھلائی ہی ڈاک
موت کی گھر مین ہی دعوت تری بیمارون کی

کرنہ انکار مرے خون سے اسے تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے بیمارون کی

چار سر پھوڑتے ہین چار گھڑی روتی ہین
مجلس وعظ نہین بزم ہے میخوارون کی

اک ذرا پانون اوٹھائے ہوئی اے توسن عمر
مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یارون کی

کھول کر بال جو آتے ہین وہ زندان کیطرف
کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتارون کی

دم نکلنے پہ بھی اون ابروؤنکا دھیان رہا
قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارون کی

دل شکستہ ہی جو توبہ تو عجب کیا زاہد
ہی نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارون کی

سب کو پاس اپنونکا ہوتا ہی یہ ہی عفو کا حکم
بیگناہون سے صف آگے ہو گنہگارون کی

پیچھے پر طائرون کو دیتا ہی صیاد قضا
قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارون کی

خون گرفتہ ہون مین ایسا مری سنکر آمد — ڈاک بٹھلائی ہے قاتل نے خبردارون کی
آئے کیسی ہی کڑی اُف نہین کرتے عاشق — قید آواز بھی ہے اونکی گرفتارون کی
مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا — سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارون کی
ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اڑا دیتی ہے — بھینی بھینی مہک اے یار تری ہارون کی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہین خاطر ہے فقط یارون کی

سیر منظور ہے اوس ماہ کو بازارون کی — اب چمک جائیگی تقدیر خریدارون کی
حد نہین کچھ مرے یوسف کے خریدارون کی — پھونک دے شہر نہ گرمی کہین بازارون کی
آنکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے بہت — شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارون کی
نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا — مینہ وہان تیرون کا بوچھار ہے تلوارون کی
ہون وہ دیوانہ گیسو کہ گریبان کی عوض — چوٹیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کسارون کی
کمر سے تو کھینچ سے شمشیر نکل تو قاتل — بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارون کی
کوکنارون کی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت — ڈولیان ہین یہ ترے خال کے بیمارون کی
دفعتہ پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ — جا رہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارون کی
مر گئے ہم تو بنا آئینہ خانے مین مزار — دل سے الفت نہ گئی آئینہ رخسارون کی
اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے — ساتھ عیدی کے اوسے فرد گنہگارون کی
بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی سے — تلخ ہو زیست نہ کیون شکرخوارون کی
داور حشر سے محشر مین کہین گے میخوار — یہی دکھڑے ہی رہی جاتے گنہگارون کی
ایسے زندان محبت مین ہین چوکی پہرے — کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارون کی
چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اوٹھا — دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین یارون کی

گر گئی آپ مری لاش تہ خاک امیر

مرے تکلیف گوارا نہ ہوئی یارون کی

مین رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے	زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے
رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے	مکین کی غیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے
ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین	پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے
پس شباب ہے کیا اعتبار جمع حواس	کہ ایک شب سے سوا کاروان رہے نہ رہے
خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ زاہد	پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے
ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود	جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے
خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو	بہار آئی ہے اب آشیان رہے نہ رہے
چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون	حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے
کرونگا مرکے بھی میدان عشق مین تگ و تاز	سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے
تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کی	زمین گور تہ آسمان رہے نہ رہے
قیام روح پہ قالب مین اعتماد نہ کر	یہ کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے
روان ہے تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار	پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے
شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے	کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے
چلا ہون کوچۂ قاتل کو سر کے بل دیکھون	یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے
دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کر لے	بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہو گیا مدہوش چشم مست دلبر سے	تماشا ہے چھکی محفل کی محفل ایک ساغر سے
پڑا ہے داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے	یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے
گریزان کیون نہون اغیار میری آہ کو سنکر	شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

چمن مین جاکے یہ گلرونئی چالین دکھاتی ہین
گلون سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے

یہ روز و شب نہین کٹتے ہین غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہی ہر روز اک ورقہ تیرے دفتر سے

بٹھا کر روبرو مجکو جو دیکھا اوسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

جواب خط نہ لائے دونون آخر روز حشر آیا
الٰہی اب لڑون قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے

حسین کہتے ہین میرے دلکو پاکر اپنے مجمع مین
نکل کر اب کہان جاتا ہی یہ نخچیر لشکر سے

نہایت الفت چاہ ذقن مین دل پریشان ہے
کنوئین مین گر پڑا ہی ہو سکے اب کیا شناور سے

نہوا مین طالب دنیا تو دنیا ننگ پر آئی
کیے ہین اس دلھن نے لال کپڑے خون شوہر سے

نہین حاجت کہ واجنس ہم جنسون سے دنیا مین
یتیمونکی بجھی ہی پیاس کسدن آب گوہر سے

رہا بیتاب حرص زر مین یہ سیماب کی صورت
تہ او تختۂ قبر ہوس مس کی چادر سے

چمن مین اب زیر سایۂ انگور بیٹھا ہون
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتی ہے خم کے خم کبھی حلقے مین مستون کے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہی سر اک دور ساغر سے

غبار جبل اڑا دیتا ہے فیض صحبت کامل
شعاع مہر تابان کم نہین سارے کو شہپر سے

جزاے خیر دے اللہ میرا میرے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آب خنجر سے

یہ ایما کسکے شہباز نظر کا تھا کہ رستے مین
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر بازو کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہی موی مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کو لیئے بڑھکر ہے لنگر سے

ہوئی ہے پر نور آنکھین جلوۂ رخسار دلبر سے
ہمارا طالع خوابیدہ چونکا شور محشر سے

چھکادی بادہ خوارونکو شراب روح پرور سے
مٹادے ساقیا دوران سر کو دور ساغر سے

تڑپ کر جب نکل جاتا ہون مین کوی ستمگر سے
اشارہ کرتی ہین آپس مین تیغین چشم جوہر سے

ندامت سے عبث یہ زاہدان خشک روتے ہین
چھپیگی روسیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

جواب خط نہین آیا ہے پیغام اجل آیا
لکھا تعویذ اوسنے قبر کا خون کبوتر سے

پلادے بادۂ ہمکو بخل اتنا بھی نہین اچھا
کہ خم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

مآل کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا
برنگ اشک گرتا آئینہ چشم سکندر سے

دُرِ گوش صنم کے وصف مین لازم طہارت ہی
تیمم کیجیے گرد یتیمی سیلکے گو ہر سے

پر پرواز کی حاجت ہی کیا رنگِ پریدہ کو
شکستِ خاطر اس طایر کے حق مین کم نہین پر سے

وہ منصف ہون جو خال و خط جانان کا ملا بوسہ
مگس کا شہد سے منہ بھر دیا مورون کا شکر سے

کیا قمری کو صیادِ ازل نے سرو کا قیدی
شکار اوڑتے ہوئے طایر کا کھیلا تیر بے پر سے

مین وہ دیوانۂ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین نیا
لپٹ جاتا ہی سایہ خوف کے مارے صنوبر سے

تری تیغ نگہ کا جب دم ایجاد دھیان آیا
سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو دو اژدون ہو تو کام آتی ہی کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیا گر سے

جواب نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر اوسنے
کہ مقراض آسیہ کی ظالم نے منقارِ کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمہاری
کانٹون مین بھی ہوگی خو تمہاری

اس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہے آرزو تمہاری

دو دن مین گلو بہار کیسا کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمہاری

چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل
بو دے گئی گفتگو تمہاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہے
اتنی ہے اجل مین خو تمہاری

گردش سے ہی مہر و مہ کے ثابت
انکو بھی ہے جستجو تمہاری

آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا
اشکون سے ہے آبرو تمہاری

لو سرو ہوا مین نیم بسمل
پوری ہوئی آرزو تمہاری

سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہے کاکل مشکبو تمہاری

تنہا نہ پھرو امیر شب کو

ہے گھات مین ہر عدو تمھاری

جو ہی بہار اُسکو خزان کا خطر بھی ہے
ای باغبان لبسنت کی تجکو خبر بھی ہے

گاہک ہون خاک جوہریون کو نظر بھی ہے
یہ اشک خون تو لعل بھی ہی اور گہر بھی ہے

سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا
ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے

محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ
ہمراہ زخم دل بھی ہے داغ جگر بھی ہے

کونین مین ہی جلوۂ حسن وجمال دوست
ہی ایک روشنی کہ ادھر بھی اودھر بھی ہے

کیا یہ بھی تیری الفتِ عارض مین ہی مریض
تپ بھی ہی آفتاب کو دوران سر بھی ہے

کیا فایدہ کرین جو رفو گر سے التجا
صد چاک شل جیب ہمارا جگر بھی ہے

فرقت کی شب مین کوئی پھٹکتا نہین ہی پاس
اُس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے

صد چاک ہے جو دل تو جگر داغدار ہے
دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہی ای آمیر
داخل ہو لامکان مین یہ حدِ بشر بھی ہی

عمرِ روان کو جان کوئی موج آب کی
تارِ نفس نگاہ ہے چشمِ حباب کی

نوبت نہ آئی اپنے حساب وکتاب کی
اللہ شام بھی ہوئی روزِ حساب کی

مین وہ سیاہکار ہون جب سے ہوا ہون دفن
چلاتی ہے زمین مری مٹی خراب کی

امیدوار بارشِ ابرِ کرم ہین ہم
بجلی گرائیے نہ نگاہِ عتاب کی

اللہ رے قدر میرے گناہونکی روز حشر
تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سوجانین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون
کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

باندھی ہے سر دھری گردن نے کیا ہوا
نکلی ہی برق اوڑھ کے کملی سحاب کی

مصروف یاد دوست ہون ای منکر ونکیر
پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی

ڈرتے نہین ہو ساقیِ کوثر سے واعظو
منبر پہ بیٹھکر یہ مذمت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اور اُڑ چلے
کھنچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

چلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار
مٹھی مین جان رہتی ہی ہر دم حباب کی

ایک ایک تل ہی عارض جانان کا لاجواب
قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی

یہ وجہ ہی جو عارض جانان پہ ہی نقاب
کرتی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی

ان غافلون سی غفلت دل اپنی کیا کہین
مردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ رشک ماہ مُنہ سے لگاتا نہین امیر
مٹی خراب ہے قدح آفتاب کی

چمکی یہ روے یار سے قسمت نقاب کی
جالے سے چھن رہی ہے کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہین وہ حسن شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھوئی کدورتون نے ہماری صفائی دل
اس آئینے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے کیے یہ مینے کہ خط جبین اوٹھا
ایسی ہوئی خوشی مجھے خط کے جواب کی

کیفِ ہولے وادی وحشت سی مست ہون
آہو کی شاخ مجکو قلم ہے شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ کی کبھی ہمسے رات بھر
اب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی

بولے وہ چاندنی مین ہوے جب عرق عرق
گرمی ہی ماہتاب مین بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آے وہ بحر حسن
دریا اوچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہے اپنی روے کتابی کا ہیچ در
ہی ہمکو نقل و اصل برابر کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک
چادر ہلا رہی ہے جو ہر موج آب کی

اندازے سے جو باتی ہی باہر مری گناہ
زور اپنا تولتی ہے ترازو حساب کی

کیا قہر ہے کہ روز قیامت ہوا اتمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے
قرآن مین تو طہور صفت ہی شراب کی

گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح سی مست
ساقی گلابیان ہین کہ قلین گلاب کی

شہرت اگر نہ ہی کی ہو اس نام سے امیر
دنیا مین آبرو نہ رہی آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
کیا قہر ہے کہ چھوڑکے بھٹی شراب کی
موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برقِ جمال بھی
مے پیجئے تو طارم انگور کے تلے
انسان کا دل تلاطمِ الفت صدآفرین
کس شہسوارِ حُسن کا ہی اسکو انتظار
آوازِ صورسُن کر مین کیون اوٹھ کھڑا ہوا
نقاش کیا تمام مرقع نے رودیا
دُنیا ہی مین سزا مجھے غفلت کی ہوگئی
اللہ رے جوشِ شرم معاصی کا بعد مرگ
تاسب پہ شانِ عفو نمایان ہو روز حشر
ساقی کا دل ضرور مکدر ہے کچھ نہ کچھ
غم مین بشر ہو کیون نہ بشر کا شریک حال
احسان سر پہ ناخنِ شمشیر یار کا
دیکھو تو اتحاد ذرا حُسن و عشق کا

تمھاری دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی
بھیجا بہشت مین مری مٹی خراب کی
اک تہ اوتر گئی تھی تمھارے نقاب کی
تارونکی چھاؤن مین ہو بہار آفتاب کی
دیکھو بساط کیا ہی غریب ناک حباب کی
ابتک کھُلی ہوئی ہین جو آنکھین رکاب کی
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی
تصویر دیکھ کر مری چشمِ پُر آب کی
تعبیر خواب ہی مین ملی مجکو خواب کی
چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی
چُن لی ہے اوسنے فرد ہمارے حساب کی
تلچھٹ ہوتی ہی ہمکو عنایت شراب کی
تڑپے جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی
کیا دل سے کھولدی ہی گرہ پیچ و تاب کی
بلبل کے آنسوؤن مین ہی خوشبو گلاب کی

ان غافلون سے غفلتِ دل کیا کہین امیر
مُردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ چاٹ دون کرے نہ مذمت شراب کی
پردہ چمک ہے اوسکے رُخِ بے حجاب کی

واعظ کے مُنہ پہ مُہر لگادون کباب کی
حاجت ہی کیا نقاب پر اوسکو نقاب کی

ساقی مین زندہ دیکھ کے دوزخ کو روز حشر — سمجھا کہ گرم ہی کہ کوئی بھٹی شراب کی
کیا بیحساب حشر مین چھوٹین گناہگار — باری جو پہلے آئی ہمارے حساب کی
گریان وہ ہون کہ جب مری تربت پہ آگیا — چادر چڑھائی ابر نے رو رو کی آب کی
قالب مین روح بند فرشتون نے کی عبث — بیفائدہ غریب کی مٹی خراب کی
محرم عرق مین ڈوب کے آب رواں بنی — دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی
خواہش بجاے نشۂ سوز دل کی ہے — ساقی شراب دی مجھے اشک کباب کی
حیران ہین جاکے اہل عدم سے کہینگے کیا — جی بھر کے سیر کی نہ جہانِ خراب کی
مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جدا — قاتل ہی ہجر تیغ ہے موج اضطراب کی
کتنا دنی ہے چرخ جو مہمان ہوے مسیح — دی ایک نان خشک اونھین آفتاب کی
دکھلا رہی ہی دختر رز رنگ برق طور — چوٹی سے ہے طور کی مجھے بوتل شراب کی
دی جان کسنے وادیِ غربت مین تشنہ لب — ہی موج موج چاک گریبان سراب کی
فرقت مین ہی یقین کہ شب زندگی ہو صبح — پیدا ہے درد دل مین چمک آفتاب کی
اوس تربت پہ عاقبت دل ناصح بھی آگیا — اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلاتی ہی بوے کباب امیر
رہ رہ کے موجین آتی ہین مجکو شراب کی

حالت لکھی ہے رو کے اسے اضطراب کی — سطرین کیہ پیچ وتاب ہین موجین ہین آب کی
آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی — مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی
نیرنگیان ہین طرفہ رخ بےنقاب کی — سرخی شفق کی ہے تو چمک آفتاب کی
تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر — گھوڑے سے اوترو آنکھ بچاکر رکاب کی
زاہد جانتے ہین جسے آفتاب حشر — تصویر ہے وہ دخترِ رز کی شباب کی
وہ بدنصیب ہجر ہون کبھی جاؤن جو مین ادھر — اڑ جاے میکدے سے ہر اک بط شراب کی

لخت دل برشتہ نکلتے ہین چھید کے ساتھ
ہر مدّ آہ سیخ ہے گویا کباب کی

ساقی وہ ہمکو موسم گل مین شراب دے
خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگت شہاب کی

دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہر موج موج چاک گریبان سراب کی

وہ بی نشان ہین ہم کہ فرشتون کو روز حشر
ڈھونڈھے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

وقت شنا نزاکت جانان کو دیکھنا
موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی

عاشق پسند کیون نہ کرین زہر چشم یار
میکش کو خوشگوار ہی تلخی شراب کی

طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہے ذایقہ
ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی

رکھو کمر پہ دست حنائی نہ رقص مین
اس مو کو احتیاج نہین کچھ خضاب کی

اوٹھا اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہ شوق مین
میرے غبار نے مری مٹی خراب کی

وہ مست بیخبر ہے نہ سمجھے گا واعظو
کیئے آمیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش ہین اُسکا روزن دیوار بند ہے
کیا آنکھین کھولیے رہ دیدار بند ہے

خلقت کو ہی یہ اُسکے نظارے کا اشتیاق
کھڑکی ابھی کھلی نہین بازار بند ہے

رستم کا مُنہ ہی یہ کہ دم جنگ مُنہ چڑھے
لاکھون پہ بھی نہین تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو واہی وہین جارہین گے ہم
کچھ غم نہین اگر در خمار بند ہے

خوش چشم جتنے ہین وہ تجھے دیکھ کر ہین غش
گلشن مین چشم نرگس بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہین کوئی تری حضور
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بُلبُل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے
سوتا ہے باغبان در گلزار بند ہے

چُپ لگ گئی ہے تیرے لب لعل کے حضور
مانند غنچہ لال کی منقار بند ہے

یارب جہان مین عید ہو جاوی مہ صیام
مدت سے میفروش کا دربار بند ہے

سبحہ لیے تھا ہاتھ مین ای بت جو کل تلک
وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہے

ارشاد جو ہوا تھا زبان سے دم نخست
بندہ اوسی کا آج تلک کار بند ہے

اور ون کا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور
عیسیٰ کا ناطقہ دم گفتار بند ہے

اظہار خط ہی اوس رخِ گلرنگ پر امیر
یا گل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہے

بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی

سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد دل
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی

پوچھو خرابیِ تنِ خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اوس مکان کی بنا سے بگڑ گئی

جا کر مسیح اور مریضون کو دین شفا
اپنی تو سانس قُم کی صدا سے بگڑ گئی

کیسا فتور چار عناصر مین پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی

اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی

سامع خدا ہے قصۂ موسیٰ دلیل ہے
اچھون کی بھی بُرون کی دُعا سے بگڑ گئی

کچھ دل کا حال گرد کدورت مین خوب تھا
اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی

ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام مین
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی

حاضر ہے دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہُد ہُد سے بنگئی جو ہُما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لب ساقی ہین ای امیر
بگڑی جو دُختِ رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب اونکے گنہگار لے چلے
دو بھر قتیل میان سے تلوار لے چلے

جس طرح ہوگا ناز بتون کے اوٹھائینگے
ذمے مین اپنے ہم تو یہ بیگار لے چلے

دھمکا رہی ہے گرمیِ بازار حشر کیا
ایسے حرارے تو ترے بیمار لے چلے

ہم بڑھ چلے جو وصل مین بولے وہ ناز سے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چلے

طاؤس و کبک خاک اڑائینگے اونکی چال
ٹھوکر ہزار جا دم رفتار لے چلے

دیکھین کہ اب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیان خمار مین میخوار لے چلے

ٹھہرے جو کوے یار مین زبان ذیون کہا
آگے بڑھو کہ دم پس دیوار لے چلے

وہ حُسن اب کہان کہ ہوا آشکار خط
رُخ کی بلائین گیسوے خمدار لے چلے

بس بس زبان روک لو اتنا نہ بڑھ چلو
ہم چُپ ہین آپ دون کی سو بار لے چلے

ملتی نہین ہے نقد دو عالم پہ جنس وصل
قیمت یہ ہے تو مول خریدار لے چلے

پروائے جسم کیا صدف بے گہر سے آب
جلاد جان سا در شہوار لے چلے

اہل جہان کو بسترِ آرام ہو نصیب
کروٹ کہین زمانۂ غدار لے چلے

کیا ہاتھ آئے اہل ہوس کو وہ مشک زلف
سودا یہ جان دے کے خریدار لے چلے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم تعزیہ بھی نکلے عزادار لے چلے

کب تک کٹے امیر پریشانیون مین عمر
بل کی کہین وہ طرۂ طرار لے چلے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے
آنکھ بھی شکل دہن ہم سے چرا رکھی ہے

کھینچ شمشیر ادا میان مین کیا رکھی ہے
یہ بھی کیا گات ہے قاتل جو چھپا رکھی ہے

ہجو می بیٹھ کے مسجد مین نہ کر اے واعظ
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اوٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشتِ دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا نجد مین مجنون نے اوڑا رکھی ہے

بزم مے مین جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہِ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال
یہ ادا کسکے لیے تونے اوٹھا رکھی ہے

سامنے کر کے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
گر ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھاتے ہین کمر کو نہ دہن کو یہ بت
اچھی جو چیز تھی وہ آپ اوڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت مین کمی کر اے دل
اب یہ کس دن کے لیے تونے اوٹھا رکھی ہے

نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر
مین یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے
یہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکھی ہے

جا کے لے آئے اسے پھر نہ مین جھگڑون نہ لڑون
مختصر بات ہی ناصح نے بڑھا رکھی ہے

نزع مین آؤ تو اوسکو بھی تصدق کر دین
جان اک سد رمق ہمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے کرے ہمنے امیر
گردنِ عجز تہِ تیغ رضا رکھی ہے

کیا دور ہے یہ اوسکے جمال و جلال سے
چیتے سے چھین لی کمر آنکھین غزال سے

ڈالی سپر نجوم نے اُس رُخ کی خال سے
ابرو نے بڑھ کے نیمچہ چھینا ہلال سے

واقف ہون اہل زیب جو اپنے آل سے
سُرمہ بھی پھر لگائین تو گرد لال سے

بوسہ نہ کس حسین کا ملا باغ حسن مین
ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے وہ نگار
آئینہ شہر بین ہے ہجوم مثال سے

یہ کیف حسن ہے کہ تصور سے ہوش اُڑین
ہوتا ہی مست کب کوئی مے کے خیال سے

سمجھا مین چین گوشۂ ابرو سے ہوکے صید
مارا فلک نے تیر کمانِ ہلال سے

بندون کو چشم شوق بتون کو دیا جمال
واقف ہے کون مصلحتِ ذوالجلال سے

کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ
گل تکیے بن کے چھو گئے کیا تیری گال سے

سنبل نظر پڑا نہ کوئی گل نظر پڑا
خوشبو مین بڑھ کے زلف ہی رنگت مین گال سے

صیاد مین تو طایرِ رفعت پسند ہون
لٹکا دے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع
ہاتھ آئے مال جو گرا دین مآل سے

غمگین جو مین ہوا تو ہوا اونکا صاف دل
چمکا یہ آئینہ مرے گرد لال سے

دکھلا کے آنکھ دل نہین مجھ مست کا لیا
تمنے شکار شیر یہ کھیلا غزال سے

چاہ ذقن مین دل ہے یہین غافل ہزار حیف
یعقوب کو خبر نہین یوسف کے حال سے

دونون جہان مین ہے قیامت کا سامنا
اللہ کے جلال بتون کے جمال سے

ہو رہے چپ میرے آگے نکالا غبار دل
مٹی وہ دے گئے مجھے گرد ملال سے

تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے
کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے

مین کیا ہون کٹ رہی ہے قضا ماری شرم کے
چلتی ہے تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا جی ڈبو کے بیٹھے آپ ڈوبنے
ایسے عرق عرق وہ ہوے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگیے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گون ہے فسان پر لگی ہوئی
دل کی بجھیگی آج مقرر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہی یقین
فرد حساب ہے سر دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی مجھ سا کہان راہ عشق مین
قدمون سے میرے رہتی ہے ٹھوکر لگی ہوئی

کمرے مین اوسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز
چلمن کے پیچھے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہے سینہ بہتے ہین آنکھون سے اپنے اشک
باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہے دل سے رخ آتشین کا دھیان
لو آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ رے دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق
ہے ہمکو ٹکٹکی تہ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے
آنسو روان ہین خاک ہے منہ پر لگی ہوئی

غم سے بقاے دل ہے تو دل سے بقاے غم
دونون طرف ہے شرط برابر لگی ہوئی

کیونکر ہو حسن چہرۂ صیاد آئینہ
ٹٹی ہے مثل سد سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خم سپہر گرا جام آفتاب
یان ہے امید شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہے راستی مزاج مین کہتا ہے صاف صاف
رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اوسکے رخ و چشم کا ہے عکس
نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اک دن تو پیجئے مرے آنسو کو زیب گوش
تو ہے اسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے
یان آنکھ چھت سے رہتی ہے شب بھر لگی ہوئی

عالم ہی کیا شراب کا میناے صاف مین
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگاے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے تہِ خنجر لگی ہوئی

آبِ خضر ملا نہ سکندر کو اے امیر
ہر سعی مین ہی شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر مین ہمارے وہ ماہرو
آنکھین ہین شام سے طرفِ در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسے
رٹ تیری نام کی ہی برابر لگی ہوئی

خدسیکے میرا کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے پیچھے چلی قضا سے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہی صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہی جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہی خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہی نزع مین جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو مستون پر آئینہ
ہی دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار سے ہین پر جدا ہین ہم
ہی بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دورِ فلک سے اُنکو نہین بوریا نصیب
جنکے لیے تھی مسندِ پُرزر لگی ہوئی

دزدِ سخن سے معنیِ رنگین کو کیا خطر
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کومین مین بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہی سان پر وہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قدِ یار کے لکھتا ہی یہ بلند
کیا ہی قلم مین شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش مین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب
اشکونکی یان جھڑی ہی برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین تو نکے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آبِ خنجرِ قاتل سبیل ہے
ہی ہمکو پیاس واے مقدر لگی ہوئی

ای ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کو تو بسملون سے کہی پر لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس سے جلتا ہی یان جگر
لا جلد برف مین سے اخگر لگی ہوئی

جائیگا سوی زلف دل اکدن ضرور امیر
ظلمت کی دھن ہی مثل سکندر لگی ہوئی

خوشخرامی یہ جو اوس بت کی طبیعت آئی
چال اوڑا نے کو دے پانون قیامت آئی
اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت ہو گئی صبح قیامت آئی
ای اجل باندھ کمر وقت ترا آپہونچا
دن ڈھلا دیکھ وہ شام شب فرقت آئی
ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہمکو خبر
کب پھونکا صور کب ای یار قیامت آئی
دل پر سوز کا نوحہ جو مین پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم مین رقت آئی
تیغ قاتل سے بھی امید بڑی وای نصیب
وہ بھی منھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی
ہاتھ مینے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے جھنجھلا کے ہی شاید تری شامت آئی
حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی
تھی تو کچھ دل مین کھٹک رد کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی
الفت ساقی کوثر کی اگر آگئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلید در جنت آئی
میہمان سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حسرت آئی
ذرے عکس رخ روشن سے بنے ریزہ ریزہ
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی
ذرہ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حسن طبیعت آئی

ہون وہ مایوس کہ دنیا سے جو اوٹھا مین امیر
گور تک پیٹتی روتی مجھے حسرت آئی

نگہ ناز کام کرتی ہے
دم مین تر کی تمام کرتی ہے
آگئے محفل مین وحشت شب بھر
نیند کسب کی حرام کرتی ہے
ٹھہرے ہین دل مین میری یون غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے
جانتا ہون وہ بیدہن ہین مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

بد بلا ہے تری سیاہی خط
صبح عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اوٹھا کے دیکھو آنکھ
دختر رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آئینگے میری میت پر
خلق جو ازدحام کرتی ہے

ڈر کے میری شب جدائی سے
کالکا رام رام کرتی ہے

اوسکے کوچہ مین روح خواب مین روز
سیر دار السلام کرتی ہے

چلتی ہی جس جگہ کہ تیغ اوسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ
چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اوسکی مٹا مٹا کے ہمیں
ای امیر اپنا نام کرتی ہے

بہار آئی عجب حالت ہی ان روزون مرے دلکی
جگر مین چٹکیان لیتی ہین منقارین عنادل کی

سفر مین تو سرے کہتی ہی کشش ہر دم مرے دلکی
کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی

جہان سے اوٹھ گئی تو اوٹھ گئی ہم کچھ نہین پروا
غضب ہی کہ گردن اوٹھ نہین سکتی ہی قاتل کی

نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے
نگاہ حسرت آلودہ نہین دیکھی ہے بسمل کی

بھلا دیکھون تو وہ کیونکر نہین آتے ہین گھر میرے
اگر ہی عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی

گریبان پھاڑکر سیر چمن کو مثل گل چلئے
جنون انگیز پھر آتی ہین آوازین عنادل کی

غرور حسن تکو ہی کمال عشق مجکو ہے
کہو تم میرے دل کی یا مین کہدون آپکے دل کی

تمہاری حسن سے آیا تھا نادان اور دعا کرنے
سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کیواسطے لاکشتی سے جلد ای ساقی
ترشح ہو رہا ہی کچھ ہوا ہی سرد ساحل کی

کسی کو دہر مین پہچانتا ہی کون ای غربت
شناسائی ہی کچھ ان راستے والون سے منزل کی

چھپایا سب نے منہ ملکر ہماری خون کی مہندی
عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

خوشا دیوانگان راہ الفت خوب سوچے ہو
بیان کیسی مصیبت مین پڑی ہی جان عاقل کی

یہ تیری زلف کا عقدہ نہیں جو وا ہو شانہ سے
ارے ناداں بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی

آیا ہے جو دیکھا برگہاے غنچۂ گل کو
نظر میں پھر گئیں سب صحبتیں یاران یکدل کی

کلیجا منھ کو آجاتا ہے دل پہروں تڑپتا ہے
مزہ درد جگر میں بھی چمک ہے تیغ قاتل کی

جہاں بدلا مزاج اس ترک کا چڑھنے لگی تیوری
ذرا قاتل کھنچا کھنچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل اے امیر الفت کی بازی جان لیتی ہے
کہے رکھتے ہیں ہم اچھی نہیں ہے دل لگی دل کی

بہے بحر فنا میں جلد یارب لاش بسمل کی
کہ بھوکی مچھلیاں ہیں جوہر شمشیر قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی
نگاہ قیس میں لیلی سے آرایش ہے محفل کی

بسی گور غریباں تب کسی کا گھر ہوا ویران
مسافر پڑکے سوئے جاگ اٹھی تقدیر منزل کی

جہاں رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہیں دیتا
تڑپنے کا مزا کھوتی ہے جلدی میری قاتل کی

جناب عشق سے فریاد ہے برباد ہوتا ہوں
لٹا جاتا ہوں میں بیکس دہائی شاہ عادل کی

تری پلکوں کی فردیں دیکھ کر ٹھہرا دل عاشق
سیاہ ان صفوں کا ہے سیاہی شام منزل کی

دہان یار کے آگے سکوت غنچہ زیبا ہے
خموشی چاہیے ناداں کو صحبت میں عاقل کی

نہال عشق کو رو روکے ہم سرسبز کرتے ہیں
نہیں آنکھیں یہ دو نہریں ہیں اپنی گلشن دل کی

فلاطوں خم میں بیٹھا ہے شراب مرگ پینے کو
نہیں حکمت سے خالی بات کوئی مرد عاقل کی

وہ لاغر ہوں جوانی میں کہ ہیں کچھ جیسی ہیں گرم آہیں
شب تاریک میں ٹھنڈی ہیں شمعیں خانۂ دل کی

حسینان جہاں رہتے ہیں مہماں عکس کی صورت
بنا ہے خشت آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

یہی دو چار دانے حاصل کشت محبت ہیں
نہیں اشک مسلسل بالیاں ہیں خرمن دل کی

کسی کا ساتھ کب دیتا ہے کوئی بیقراری میں
تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

جو نظروں میں سمایا ہو گیا عشاق کا مہماں
جنھیں کہتے ہیں آنکھیں کھڑکیاں ہیں خانۂ دل کی

مری کشتی ہے رنگ موج اس بحر حوادث میں
کنارے تک اگر پہونچے تو ٹکر کھائے ساحل کی

ازل سے ہے مآل کار بیغیرونکا ناکامی
کفِ دریا کی قسمت مین لکھی ہے موج ساحل کی

امیرؔ آئیگا روزِ عید قربان گاہ مین قاتل
سپیدی چاہیے دیوار و درپر چشمِ بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہین دیکھی ہے بسمل کی
الٰہی خیر الٰہی سے فق ہے رنگت میرے قاتل کی

مٹا سکتی نہین مژگانِ تر کلفت مری دل کی
نہ جھاڑی گرد دستِ موج نے دامانِ ساحل کی

تڑپ جاتا ہے دل اہلِ کرم کا جوش مین آکر
چمکتی ہے جو بجلی شعلۂ آوازِ بسمل کی

غبارِ زہر سے کیا آشنائی بحرِ عرفان کو
پڑی کب دیدۂ ماہی مین اڑکر گرد ساحل کی

کفِ سایل نہین ہے کشتیِ دریای بے آبی
اوسی دریا کی موجین ہین لکیرین دستِ سایل کی

خیالِ نیستی یہ ہر قدم تھا دشتِ ہستی مین
مٹا جو نقشِ پا مجکو بتا دے راہ منزل کی

وہ عاشق ہین کیا جب قصدِ سوزنکا اندھیرے مین
چکورون سے سنی ہمنے کہانی ماہِ کامل کی

سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبین ایسے طوفان مین
جھڑی ہے رات دن بارانِ ابرِ تیغِ قاتل کی

وہ پیاسا ہون تلاشِ آب مین جیحون مین جا نکلون
کرے ریگِ روان دریا کو اڑکر گرد ساحل کی

وہ مشتاقِ شہادت ہون ہوا جو زخم بھی کھاؤن
نہ چھوڑے چاندنی مجکو مہِ رخسار قاتل کی

خلایق نے یہ وقتِ دفن دی ہر رنگ کی مٹی
کہ میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کوسون دشمن روبہ منش بھاگے
کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیر قاتل کی

بجا ہے گر تغیر آگیا اعضا مین پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی

جو ہم سار ند ہوتا کیون پڑتین یہ تسبیحین
اوٹھائین اپنے ہاتھون شیخ نے کڑیان سلاسل کی

ازل سے ہی جو اوس زہرہ شمایل سے امیرؔ الفت
خمیرِ دل مین کیا مٹی ملی تھی چاہِ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی
خوب اوسنے دوا سے بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ مین تو کھولین مری آنکھین
قاتل نے کہان حسرتِ دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیزی ہی ای ترک ہمین کیا
کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہنسنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو
غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے
یہ ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو پہونچے
ہر بات مین اک تہ دم گفتار نکالی

کہنے لگا مین اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون
اُف ہمنے نہ منہ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوے گل حدت
منصور کی جب روح سزاوار نکالی

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسیٰ کو مری شکوہ تعظیم
کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہی جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

بل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پُر فن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے

کیا کرین طالب دیدار حیا کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اُسکا رخ روشن ڈالے

سارا پردہ ہی دوئی کا جو یہ پردہ اوٹھ جائے
گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابل دید ہی وہ عارض و چشم و مژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین خلد مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی نہ کی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے

رنگ وہ لعل مسی زیب سے ملتا ہی کہان
منہ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے

لوٹتی برق سر طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوے وادی ایمن ڈالے

اُڑ چلے رقص مین پرواز کو پر پیدا ہو
اپنے کاندھے پر اولٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتے انداز کے کس طرح سے مال نہون
قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخمِ نگہ ناز رفو ہوتے ہین ۔ کہو وورٹے پہ کسی اوز پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہین چھپتا ہی چھپائے سے امیر
کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے ۔ تجھی پہ آنکھ بس ای رشکِ ماہ پڑتی ہے
وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہین ۔ گدا پہ کب نظرِ بادشاہ پڑتی ہے
بلائے جان دو عالم ہی جسکی برق جمال ۔ اب اوسکے چہرے پر اپنی نگاہ پڑتی ہے
بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر ۔ کہ کشمکش مین وہ زلفِ سیاہ پڑتی ہے
وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین دفن ۔ بدن پہ اڑکے اگر گردِ راہ پڑتی ہے
ستانہ خاطرِ مظلوم کو ذرا اے ظالم ۔ پڑی نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے
عجیب چال ہے کچھ کوچۂ محبت کی ۔ بلا مین جان بیان بیگناہ پڑتی ہے
چمن کی سیر کو جاتی ہے روح ای صیاد ۔ قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے
جنون مین دشت سی بھی بھاگتا ہون مین کہ سون ۔ نظر جو صورتِ مردم گیاہ پڑتی ہے
پڑی ہین کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد ۔ کنارے نہر کے جیسی سپاہ پڑتی ہے
گہن مین خاک کے وہ رخ دیکھ کر ہنوز شدر ۔ گری تو تم پہ بھی ای مہر و ماہ پڑتی ہے
وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہین یون کہ ذہن پر ۔ نہ گردِ راہ نہ گردِ نگاہ پڑتی ہے
بہاتے ہین وہ غریبون کو بیگنہ زنجیر ۔ ہزار پانون پہ زلفِ سیاہ پڑتی ہے
عجب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر ۔ کہ عقل شبہے مین ہے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو امید رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ شدت ہی کہ رنگت فق ہے ۔ زخم وہ دل مین ہی کاری کہ کلیجا شق ہے
عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہے ۔ اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہے

سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم
بول اٹھین بت بھی گواہی مین کہ حق بر حق ہے

شرم عصیان سے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار
چشم قلزم عصیان کے لیے زورق ہے

رشتۂ آمادہ ہون لاغر تنم عریانی مین
حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے

ذکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم
ذوق جیب تنک بنوا گر شیخ عبث ہو حق ہے

ہون مین دل سوختہ دنیا مین جدا دنیا سے
شمع سے جامۂ فانوس کہان ملتصق ہے

کیون نہ کانپے تری مژگان کی چھری دل زار
خوف سے جوہر شمشیر کا سینہ شق ہے

لب جان بخش سے کل مرے قطرہ یہ کہہ دو
حوض کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہے

زاہد و ساقی کوثر تمھین کیون دیگی شراب
دختر رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہے

خوف معتوبی آدم سے ذرا ہی ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہے

عشق مین یار ہو کس طرح سی بیڑا دیکھین
ہم شناور نہین یہ قلزم بے زورق ہے

در مضمون یہ ہم تحریر نکلتے ہین امیر
صدمت آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہے

یہان تک مجکو ہنگام خوشی ہے آرزو غم کی
اٹھا رکھتا ہون روز عید پر مجلس محرم کی

مین وہ غم دوست ہون تجویز کی غم نے دوا کی
جو آیا منہ چبا لی چھال سینے نخل ماتم کی

منا ہی کوچۂ محبوب مین ہے نالۂ غم کی
غضب ہے اب تو وہ جڑ کاٹتے ہین نخل ماتم کی

قطار مور جیسی جا دیکھتا ہون یہ سمجھتا ہون
سلیمان اٹھ گئے شاید یہ صف ہے اونکے ماتم کی

ترا غمزہ ہے وہ طرار جب گلشن مین آیا ہے
گلو کی جیب کتری ہے گرہ کاٹی ہے شبنم کی

خیال دختر رز مین آ گیا ہے مجکو غش ساقی
کھلین آنکھین اگر پانون ہوا دامان مریم کی

ستایا اسقدر ان مردم ابلیس خصلت نے
کہ ڈر کر آدمیت چھپ رہی تربت مین آدم کی

الٰہی ہے یہ لشکر کس سلیمان پری وش کا
بلائین لیتی ہین پریان ہوا ہے زلف پر خم کی

ہمارے نالۂ دل سے ہے گرم نالہ ہر بلبل
نہین کس گلستان مین شاخ اپنے نخل ماتم کی

یقین ہی روز محشر تک رہی اولاد مین جھگڑا
ہماری غیر کی ہی دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہی اتنا
بہار آئین ہی جنت کی ہوا آئین جہنم کی

نہ لاے کوئی ہم تک وحشی گیسوے پیچان کو
مچا دینگے یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھرے ہین دل نے گوش کیا کہکر
ہوا مین آگئین ایسی پھبتین سنتے ہین مرہم کی

ڈری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعاے نور پڑھکر اپنے اوپر شمع نے دم کی

یہ شہرہ وحشت مجنون کا مشت استخوان مجنون کا
مثل سچ ہی کہ رستم سے سوا ہی ڈھاک رستم کی

نہین ہے شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ پٹی باندہ لی آنکھونکی آنکھونپر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گل رعنا مری آنکھون مین نیرنگی ہی عالم کی

ملا غازہ تو پایا آرسی نے رنگ آرایش
چنی افشان تو آئینے کی قسمت اور بھی چمکی

جلاتا مارتا ہے کام ان خورشید رویون کا
کہ جب اوٹھتے ہین ذرے موت آجاتی ہی شبنم کی

فراق یار مین ہین ہم اسقدر مخزون ای قاصد
لکھون جو سطر نامے مین وہ صف بنجای ماتم کی

امیر اوس سرور عالم کی کیا توصیف ہو مجھ سے
خدا کی شان ہی سیرت ملک کی شکل آدم کی

نہال اسکو ہمیشہ کرتی ہی بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہی یا کوئی کلی ہے نخل ماتم کی

ہو جسمین تجلی تجھ سے محبوب دو عالم کی
وہ جنت جل کے یارب خاک ہو جاے جہنم کی

ادھر ہون عیش کی باتین کہانی ہو ادھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوای عشق سر مین دل مین رنج و یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہی ایک مشت خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہے کس شہید ناز کی مجلس
کہ غنچون کے چٹکنے مین صدا ہی نخل ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن عشق مین یارب
بھپکا جاتا ہی تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اوس حور کا دل کیا ہماری سوزش دل سے
گرین جنت کو کچھ چنگاریان اوڑ کر جہنم کی

نظارہ دو جہان کا چھوڑ جا دل کا تماشا کر
شبیہین اس ورق پہ کھنچی ہین دونون عالم کی

اُڑائے رنگ غنچہ سیکھے گل کی روش ایدل
ازل مین وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
زمانے بھر کی ایذاؤن سی چھوٹی مرکے ملتی ہے
پرستش حُسن گندم گون کی عین آدمیت ہے
رہی سینہ سپر کیا کیا شعاعِ مہر تابان سے
یہ بچھے کنگری کے اُڑ رہے ہین بجلیان کیسی
ہوئی کس کس کو تجلت ایک تیر قتل ہوذ ہی
تمھاری چال بھی کیا گردشِ گردون گردان ہے
دکھایا گرم و سرد دہر دماغ و اشک نے مجکو
یہ شوقِ بیکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے
سوا خورشید رو یونکے کسی پر مین نہ مائل ہون

کہ مُنھ سے کچھ نہ کہ کانون سے سُنکر ساری عالم کی
کہ آنکھین آجتک کھلتی نہین بادام توام کی
لحد کہتے ہین جسکو ہی وہ سرحد کشورِ غم کی
نہین وہ ابن آدم جو نہین ہی جسمین آدم کی
کھچنین سو بر چھیان لیکین نہ جھپکی آنکھ شبنم کی
نہین یہ حلق بسمل بانسلی ہی مطربہ غم کی
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی
کہ چل کر دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی
کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہی ایذا دن کو شبنم کی
ہوا کھانے کو روح آتی ہی ابتک حضرتِ جم کی
الٰہی دل مجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکستِ شیشۂ دل سے امیر آیا ہی غش مجکو
چھڑک کر منے سنگھاوے کوئی مٹی ساغرِ جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے
سوتی کی طرح جو ہو خدا داد
جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین
مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
مے کیف ہوئی تو غم کے خم کم
کیا وصل کی شب مین مشکلین مین
منظور ہی خون دل جو ای یاس
ای نشترِ غم ہو لاکھ تن خشک

دیوانے کو ایک ہو بہت ہے
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہے
مجکو اے درد تو بہت ہے
یہ دور کی گفتگو بہت ہے
اچھی ہو تو اک سبو بہت ہے
فرصت کم آرزو بہت ہے
اتنے لیے آرزو بہت ہے
تیرے دم کو لہو بہت ہے

چھیڑے وہ مژہ تو کیون نہ رو دُون
غنچے کی طرح چمن مین ساقی

آنکھون مین خلش کو مو بہت ہے
اپنا ہی مجھے سبو بہت ہے

کیا غم ہے امیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہے

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے
غم کیون نہ ہو نک سبکے ہمارا لہو پیے

تسکین ہو ایک جام سے کیا اوسکو ساقیا
جو خم کے خم چڑھائے سُبو کے سُبو پیے

دہشت ذرا کسی کی ترے مست کو نہین
قاضی کرے جو منع توے روبرو پیے

قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا
اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے

آئے جو میکدے مین کرے مست کیون کمی
شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے

دیکھے وہ خطِ سبز جو سبزہ تو رشک سے
کیون گھونٹ زہر کے نہ لبِ آبجو پیے

منظور چرخ ہے کہ امیر سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

ابروئے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے
خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے

زعفران زار مین بھی گر دلِ ناشاد رہے
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے

ہون وہ مقتول مرے قتل کی ایسی ہو خوشی
رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے

پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے
کہدو ہر باغ کے دروازے پہ فصاد رہے

رشک ہے بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے
مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے

ہم جو پہونچے تو لبِ گور سے آئی یہ صدا
آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے

آنکھین مرجانے کو کہتی ہین وہ لب جینے کو
کہیئے وہ حکم رہے کہیے یہ ارشاد رہے

اوسکی تصویر مین اس درجہ نزاکت کا ہو صرف
لوچ باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے

آشیانے سے مطلب ہے نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسملونکی نگہ یاس بڑی ہوتی ہے / اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے

یہ کہونگا یہ کہونگا یہ ابھی سے کہتے ہو / سامنے اونکے بھی جب حضرت دل یاد رہے

ہون وہ غمدوست کہ درد کے دعا کرتا ہون / درد کا دل نہ دکھے خاطر غم شاد رہے

حشر مین عذر گنہ کیا ہے جتا تو رکھو / کہ مبادا انھین بھولے تو مجھے یاد رہے

بحر ہستی مین حباب لب دریا کی طرح / ہم رہے کب کہ کہے کوئی کہ برباد رہے

مین اگر غیر کوئی ہون تو سبے وہ بھولے / وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

زار ایسا تھا کہ مین وحشت جنون مین نہ ملا / ڈھونڈھتے مجکو مرے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل ہو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر مین کس کس کے یہ ناشاد رہے / قیس کا داغ کہ اسمین غم فرہاد رہے

دل اون آنکھون کے تصور سے مرا شاد رہے / قاف پریون سے جہان حورونسے آباد رہے

قتل ہیبے خنجر و شمشیر جو ہو مد نظر / اک ذرا آپکو کھینچے ہوئے جلاد رہے

طول فرقت سے مزے وصل کے سب بھول گئے / نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے

جب کیا ہمنے گلا اپنی پریشانی کا / زلف جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے

کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ ری خوشی / ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے

ہم وہ قیدی ہین جو لکھے وہ خط آزادی / ہر یقین حرفون مین شان خط صیاد رہے

لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت / دل سے نکلے تو کہان جائے یہ فریاد رہے

کون پروانہ یہان شمع سر طور کا ہے / جلوہ افروز ترا حسن خداداد رہے

ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو / نہ ادھر سے یاد رہے ہم نہ ادھر سے یاد رہے

واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہون / منہ دم ذبح سوئے خانۂ صیاد رہے

شادی و رنج زمانے مین ہین توام اے دل / کچھ تو ہو تھوڑی ہنسی بھی دم فریاد رہے

گھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب | ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے
کانٹے اولجھین نہ کہین جامۂ آزادی مین | دامن اس سرو کے بیٹھے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوق شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سر کوچۂ جلاد رہے

دل کو طرزِ نگہِ یار جتاتے آئے | تیر بھی آئے تو بے پر کی اوڑاتے آئے
فاتحہ دینگے نہ پانی پہ بھی دو روز کے بعد | تا درِ گور ہمین جو خاک اوڑاتے آئے
جام کوثر سے ہی کیا کام ہمین ای رضوان | آب خنجر سے وہین پیاس بجھاتے آئے
مے کشی کی ہے خوشی ہجر مین کسکو ساقی | لکۂ ابر تو اور آگ لگاتے آئے
سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوی حرم | قدمِ بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے
دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح | خاک اُڑاتے گئے ہم خاک اُڑاتے آئے
بادشاہون کا ہی دربار درِ پیر مغان | سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے
لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہم پر روشن | کہ پیمبر بھی ترے ناز اوٹھاتے آئے
چھپ کے بھی آے مرے گھر تو وہ دربانون کو | اپنی پازیب کی جھنکار سُناتے آئے
ہون وہ نالان کہ دمِ نزع مری بالین پر | ملک الموت بھی پر اپنے بچاتے آئے
بے سبب رہ پہ یہ بلوہ نہین غالب ہی کہ آپ | پردہ ڈولی کا سرِ راہ اوٹھاتے آئے
محو جب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین | یونہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے
روز محشر جو بلاے گئے دیوانۂ زلف | بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے
ذکر غنچہ جو سنا مجھ سے تو ہنس کر بولے | خوب آئے کہ مرے منہ کو چڑھاتے آئے
مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار | گل کھلاتے گئے گلچھرے اڑاتے آئے

کیا کہین گے کوئی محشر مین جو پوچھے گا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتونکو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
آپ بدنام ہوں دھوئیے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنوں ہوتی ہے تدبیر اپنی
طوق بنتا ہے گڑھی جاتی ہے زنجیر اپنی

بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آئی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہوں میں تصویر اپنی

قید ہو کر ترے گیسو میں یہ رتبہ پایا
نذر دی قیس نے لا کر ہمیں زنجیر اپنی

جاں نثاروں سے وہ کہتے ہیں چڑھا کر تیوری
آج کل جھولتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی

یاد مژگاں میں شب ہجر جو چلاتے ہیں ہم
چارسو جاتی ہے آواز پر تیر اپنی

مے کشی کون کرے چور ہی یاں شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر میں تقدیر اپنی

حاجت تیر و کماں کیا ہی تجھے چل تو سہی
گردنیں کاٹ کے خود لائینگے نخچیر اپنی

تمکو پھولوں کی چھپر کھٹ میں کانٹے ہیں نصیب
خیر قسمت وہ تمھاری ہی یہ تقدیر اپنی

آنکھیں چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حسن
شمع چہرہ ہے ترا آنکھ ہے گلگیر اپنی

حضرت قیس جو مل جائیں تو اتنا پوچھیں
ہے گراں آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہوں
کھینچ دیتا ہی وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

ای امیر اوٹھ نہ سکے ضعف سی ہم تا دم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکۂ عشق میں مجکو جھک ہے
برش خنجر سفاک مرے دم تک ہے

گھورتی ہے یہ جوانان چمن کو ہر دم
نرگس باغ سے بلبل کو بچا چشمک ہے

حسن یکتا کا ہی پر تو بھی جہاں میں یکتا
زاہدا کیوں تجھے یکتائی بت میں شک ہے

جنگ عاشق کے لیئے حسن زرہ پوش ہوا
کون کہتا ہی رخ صاف پہ یہ چیچک ہے

شب بھر آغوش گلستاں میں ہی شبنم کی جگہ
رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہے

فرش سے عرش تک آئینہ ہی سب فکر کے وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے

رکھ قدم بڑھ کے در دل پہ تو منزل کو پہونچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہے

نہین دیوانہ اگر لایق تعزیر امیر
کس لیے سنگ بکف دختر تین ہر کوچہ ہے

تیرے افشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے
اختر گردون جگہ پا کر جبین پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرایش جو اُس گل کو تو ماہ
چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے

نامہ ہم افتادگون کا جب کبوتر لیچلا
اوڑتے ہی اوڑتے کہین بازو کہین پر گر پڑے

آشیانہ دور ہی صیاد آپہونچا ہے پاس
کیا کرون پرواز کی طاقت نہین پر گر پڑے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دلِ صد چاک پر
یا الٰہی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے

جائے گلشن مین جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ
سر جھکا کر اُسکے پای نازنین پر گر پڑے

قہر نازل ہو جو ہنس پڑنا تمھارا آئے یاد
چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے

وہ شکار افگن سے چلے لیکر اگر تیر و کمان
نسر طایر جوڑ کر کندے زمین پر گر پڑے

بار سر پر آجاے تیغ قامتِ قاتل اگر
شاخ طوبیٰ اکٹ کے دوشِ حور عین پر گر پڑے

پھنس سکے چھوٹے لذتِ دنیا سے کیونکر بوالہوس
کسطرح اُٹھے مگس جب انگبین پر گر پڑے

آفتاب عارضِ ساقی اگر چمکے امیر
خاک ہو کر برقِ آبِ آتشین پر گر پڑے

جب تک وہ پلک بر سرِ بیداد نہ آئی
تجھ مین چمک اے جوہر فولاد نہ آئی

کب گور مین خنجر کی رگڑ یاد نہ آئی
کب روح سوئے کوچہ جلاد نہ آئی

شیرین نہ ملی سنگ اگر سیکڑون کاٹے
کچھ کام مشقت سعی فرہاد نہ آئی

بالون کی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کس دن
کب آئینہ نہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

دعواے دیت حشر مین کس سے مین کرونگا
حیرت سے نظر صورتِ جلاد نہ آئی

طایر مین وہ ہون پانون نہ گلزار مین رکھا
جب تک خبرِ آمدِ صیاد نہ آئی

سچ ہے یہ مثل جان ہے اپنی تو جہان ہے
مردے کو عزیزون کی کبھی یاد نہ آئی

غش صورتِ موسیٰ مین ہوا سامنے اُسکے
تا ابِ نظرِ حسنِ خدا داد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمکِ چشم کو وہ خال
انسان کو نظر صورتِ ہمزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا چلتا ہوا دیکھا
تجکو روش اے خامۂ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرے اوسکی نظر سے
کچھ ذہن مین اپنے تو یہ اُفتاد نہ آئی

قیدِ غمِ محبوب ازل ساتھ مین لایا
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اوسکے ملاقات کی اُمید ہو مجکو
عرضی بھی مری ہوکے کبھی صاد نہ آئی

معشوقۂ دنیا نے بہت مانگ سنواری
پھندے مین مرے خاطرِ آزاد نہ آئی

مضمون سے پس مرگ مرا نام ہے زندہ
کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد مین کیفیتِ اوستاد نہ آئی

ہم اور معرکہ امتحان سے ٹل جاتے
جواب پانون جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یان سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے
وہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغِ یار اگر چلتی
تو ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے

جنون کے جوش مین کھلتی نہ راہِ ملکِ عدم
بڑے مزے مین پہونچتے جو آج کل جاتے

سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا
جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بچائی داغ نے زندانیان زلف کی جان
نہین تو گھٹ کے اندھیری مین دم نکل جاتے

بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے ای زاہد
خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شبِ فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ
غریب خانے کے دو جھوپڑے بھی جل جاتے

جھڑی نے آنسوؤن کی اور جی ڈبویا ہی
برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ کے چلتا
اجل کے پانون پہ سر رکھ کے ہم نکل جاتے

پتنگ بنکے لپٹتے تو شمع رویون سے
وہ ہم نہ تھے کہ تپِ ہجر سے نکل جاتے

تلاش رزق مین گردش ہوائی ہوس بیسود | نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطر روشندلان اگر ہوتے
امیر نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہوا ی دل کہ بزم یار مین آئے | بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے
خداوندانہ زنگ اُس ترک کی تلوار مین آئے | کہین دھبا نہ میرے زخم دامندار مین آئے
مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی مین آ نکلے | ترنگ ایسی کبھی یارب مزاج یار مین آئے
دلا آنکھون سے چھپکر اوس سے ہو دیدار کا طالب | جو ہو خلوت نشین کیا مجمع اغیار مین آئے
خط شبگون سے مین ای خال روی یار ڈرتا ہون | جو تو آیا تو آیا وہ نہ اس سرکار مین آئے
بہت مشتاق ہین مست آمد ابر بہاری کے | الٰہی کوئی لکہ کوہ سے گلزار مین آئے
خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہی خاک ہونے مین | زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے
جنون کا رنگ چمکایا یہ تیرے عشق عارض نے | گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے
یہ وقت قتل ہی ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے | کہین بل نہ بال اُس ترک کی تلوار مین آئے
کیا دق دیکے طعنے واعظون نے تنگ یہ آخر | کہ ہم مسجد سے اوٹھکر خانۂ خمار مین آئے
نظر آتا ہی ہر گل زر بکف بہر خریداری | چمن مین تم کہ یوسف مصر کے بازار مین آئے
زر داغ جنون تقسیم شاہ عشق کرتا ہے | تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے
خدا ہو دوست جسکا اوسکو کیا اندیشۂ دشمن | براہیم آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے
خلش مین کیا مزہ ہی تیرے دیوانون کو کیا جانے | جب آئے پابرہنہ وادیٔ پرخار مین آئے
یہان مدت سے ہی میرے دل صد چاک کا قبضہ | کہو شانہ سمجھکر گیسوی خمدار مین آئے
علانیہ دکھائے کب وہ جلوہ روی روشن کا | جو بے پردہ نہ خواب طالب بیدار مین آئے
اوٹھاؤ رخ سے پردہ کور مادرزاد بینا ہو | ہلاؤ لب زبان گنگ بھی گفتار مین آئے
گرفتار قفس تھے جب تلک فصل بہاری تھی | خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہی وعدہ سر دینے کا قاتل سے سو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق اگر اقرار مین آئے

آتیسر اب دغدغہ کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھٹے آفت سے ظلِّ احمدِ مختار مین آئے

خیالِ زلف و عارض مین قضا کی
نمازِ صبح و شام اک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سے بھی غمزے
کہو کیون موت آئی ہے قضا کی

نہ آنا تھا اجل مُنہ پر نہ آئی
تری تلوار آوازے کسا کی

شبِ غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا
درازی ناپتے روزِ جزا کی

وہ بیکس ہے کہ تربت پر ہماری
چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی

عدم مین کیا تماشا ہے کہ دن رات
چلی جاتی ہے سب خلقت خدا کی

مرے مُنہ کا ہی لقمہ حصۂ غیر
مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی

دُکھے کیونکر نہ دل آوازنے سے
صدا ہی یہ کبھی دردآشنا کی

نہ کھا ای دل فریبِ زینتِ دہر
ڈلی اس پان مین ہے سنکھیا کی

بہار بیخزان ہے جامۂ یار
نہ مرجھائین کبھی کلیان قبا کی

کیے ہمنے یہ بتخانون مین سجدے
کہ بُت کہنے لگے رحمت خدا کی

دلا ہم سے گلا اوس دلربا کا
شکایت آشنا سے آشنا کی

نہ مجنون ہی نہ وامق ہی نہ فرہاد
مرے سب آشناؤن نے قضا کی

وہ دانہ ہون جو پسنے سے بچون مین
جلا دے آگ سنگِ آسیا کی

وہ غافل تھی کہ تب ہی ہمنے کروٹ
ڈھلی جب دوپہر روزِ جزا کی

آئی مرچکون مجگڑا ابھی چھوٹے
کہین آسان ہو مشکل قضا کی

کہان تک وا ہوگا عقدۂ کار
گرہ ہے کیا ترے بندِ قبا کی

پسین کیونکر نہ تیری راہ مین دل
غضب شوخی ہی چشمِ نقشِ پا کی

اگر میرے سیہ خانے مین آجائے — سعادت ساری اُڑجائے ہما کی
ترے کشتے مہنے خنجر ہی کے نیچے — مصیبت جھیل لی روزِ جزا کی

آمیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل مین غمِ جانانہ آتا ہے — نکل ای صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہے
نظر مین تیری آنکھین سر مین سودا تیری زلفونکا — کئی پریونکے سایہ مین ترا دیوانہ آتا ہے
وہ ابرِ رحمت باری ہی میخوارون پہ اِن روزون — جدھر سے ابر اوٹھتا ہی سوے میخانہ آتا ہے
لگی دل کی بجھائے بیکسی مین کون ہی ایسا — مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے
اونھین سے غمزے کرتی ہی جو تجھپر جان دیتے مین — اجل تجکو بھی کتنا نازِ معشوقانہ آتا ہے
پریشانی مین یہ عالم تری زلفون کا دیکھا ہی — کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہے
چھلک جاتا ہے جامِ عمر اپنا واے ناکامی — ہمارے منھ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے
وہ غربت ہی مہربان سب اپنا اپنا حال کہتے ہین — لبِ خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے
طلسم تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہے — خبر لا ہر پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے
یہ غفلت رکھتے زاہد ہین تیرا مین ہمیں پانی ہو — اگر کعبہ ہمکو لینے تا در میخانہ آتا ہے
دو رنگی سے نہین خالی عدم بھی صورتِ ہستی — کوئی ہشیار آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے
ہما یون استخوانِ سوختہ پر میرے گرتا ہی — تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے
ادھر ہین حسن کی گھاتین ادھر ہین عشق کی باتین — تجھے افسون تو مجکو ای پری افسانہ آتا ہے
کلیجا ہاتھ سے اہلِ طمع کے پاک ہوتا ہے — نہ دولت آسا اگر مجکو میسّر دانہ آتا ہے
نمک جلاد خنجر کا چاہتا ہی میرے زخمون پر — مرنے کا وقت اب ای ہمتِ مردانہ آتا ہے
زبردستی کا دھڑکا دل مین تمکو سمایا ہے — کدھر ہو ہوش مین آؤ کوئی آیا نہ آتا ہے
الٰہی کسکی شمعِ حسن سے روشن ہے گھر میرا — کہ جتا تا ہی جگنو آج جو پروانہ آتا ہے

وہ عاشق خال و خط کا ہون کہ نذر مور کرتا ہون
پسر تیسرے دن بھی جو مجکو دانہ آتا ہے

امیر اور آنے والا کون ہی گور غریبان پر
جو روشن شمع ہوتی ہی تو ہان پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکش دلبر مین رہ گئے
اوتنے ہی جو ملے دل مضطر مین رہ گئے

دھویا ہزار اوس بت سفاک نے مگر
دھبے ہمارے خون کے خنجر مین رہ گئے

صحرائے عشق میری طرح طے نہ ہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر مین رہ گئے

چھوٹے کہین نہ گیسوی پرخم نے اسکے پیچ
کچھ راہ گئے تو تیرے مقدر مین رہ گئے

مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے

ای چشم اشکبار ڈبو دے انکو بھی تو
ٹاپو ہین جا بجا جو سمندر مین رہ گئے

یارب شتاب آئے سگ یار اسطرف
کچھ کچھ ہین استخوان تن لاغر مین رہ گئے

ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہار
میخوار فکر شیشہ و ساغر مین رہ گئے

نامہ تو نارسائی قسمت سے پڑھے
دوڑے ہی دوڑے بال کبوتر مین رہ گئے

اشکوان سے بہر نے بجھ گئی ساری جہانکی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے

واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے

اُنکے مکان مین دیدہ و دل اختیار ہی
اس گھر مین رہ گئے کبھی اُس گھر مین رہ گئے

اونکے نشان امیر نہین ہین اگر نہون
نام اور ون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزان مین رہ گئے
محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے

رخنے تمام بند کئے صبر نے مگر
سوراخ دل مین چاک گریبان مین رہ گئے

نکلے نہ گرد بھی مری کشتی کے پاس نگے
کیا سر پٹک کے شورش طوفان مین رہ گئے

کانٹے کہین پڑے ہین کہین گردباد ہین
یہ یادگار قیس بیابان مین رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوئے میرے اشک غم — نکلے جو دل سے دامن مژگان مین رہ گئے
وہ خوبرو ہے نہ وہ تزئین زلف و رخ — باقی فساد گبر و مسلمان مین رہ گئے
یوسف تو مصر مین ہوئے رونق فزا حسن — یعقوب راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے
مقتل مین اوسکے دوڑکے پہونچے جو تھے قوی — قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے
وحشت مین دی بیکسے نہ مرا ساتھ گرد باد — نقش قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے
دوڑے تلاش دولت دنیا مین ہو حریص — آخر کو تنگ ہوکے گور غریبان مین رہ گئے
لی کاروان گل نے خزان مین عدم کی راہ — بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے
آئی بھی حرف شکوہ جو دل سے زبان تلک — بن بن کے درد وہ مرے دندان مین رہ گئے
رزق سگ و ہما کیے دور سپہر نے — جو استخوان کہ گنج شہیدان مین رہ گئے
آوارگان عشق کا کوسون پتا نہین — کچھ ڈھیر ہڈیون کے بیابان مین رہ گئے

لوٹا سخنوران نے مگر پھر بھی اے امیر
مضمون ہزار ہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جا کر مکان پر کھیلے — کہ ہار دے دل و دین اپنی جان پر کھیلے
کمان مین تیر وہ جوڑے تو دیدۂ نخچیرین — زمین کیسی شکار آسمان پر کھیلے
زبان تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا — جو سر فروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے
یہ اوسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی — کہ بیت بیت سے چوکھی زبان پر کھیلے
مین رند رنگ مین ڈوبون وہ طفل بادہ فروش — خدا کرے کہین ہولی دکان پر کھیلے
جمائے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا — جو پارسا ہو تو ہر ایک تان پر کھیلے
نہ جیتنے مین گزارہ نہ ہارنے مین رفاہ — پھر اوس سے کھیل کوئی کس گمان پر کھیلے
کہون تو درد دل اس گرہ قتل کا ہو خوف — قضا نہ سر پہ کہین اس بیان پر کھیلے
لگائے کیون نہ وہ واعظ نماز مین شرطین — جوا جو روز و شب اپنے مکان پر کھیلے

ہمارا دل ہے کہ اُس ترک شوخ سے شطرنج
ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس سے کسطرح چلجائے
تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط ابھی ای حُسن یار باقی ہے
ابھی آئینے کے جگر مین غبار باقی ہے

نہ مست ہی نہ کوئی ہوشیار باقی ہے
حجاب کس سے اب ای چشم یار باقی ہے

وہ صید گاہ سے جاتے ہین ای اجل کہدے
ادھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہے

یہ میکدے مین ہی شیشون کا قحط ای ساقی
ابھی تو شیخ کا سنگ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیر فلک مبارک ہو
کہ میرے پاس دل بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہین کہ مرلون تو لاش پر آئین
اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہے

پھر اوسکے دانتون کا تجکو ہے قصد نظارہ
گرہ مین کچھ گہر آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزش دل
کہ شیر زندہ ہے جب تک بخار باقی ہے

سطے برنگ نفس عمر بھر تو کیا حاصل
کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ ذبح کرکے لہو پر چھڑک رہی ہین جو خاک
اشارہ ہے کہ ابھی تک غبار باقی ہے

موئے تو خاک ہوئے ہم مٹے تو خاک مٹے
ابھی تلک تو نشان مزار باقی ہے

نہ توڑو آئینہ جانے بھی دو کہ ایک یہی
تمھارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہی لیکن
وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے
کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہے

قضا پکارتی پھرتی ہے ادھر کے مقتل مین
چلے اگر کوئی امیدوار باقی ہے

بہار مین ہو نہ کیون روے یار پر جوبن
چمن عروس ہے جب تک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کو سلے کہان آئے
مزار ہے نہ نشان مزار باقی ہے

بہارِ عمر سے دل یادگار باقی ہے | بس اک یہی ثمرِ داغدار باقی ہے
نگہ کہاں مری آنکھوں میں یار باقی ہے | یہ کچھ غبارِ رہِ انتظار باقی ہے
رہا قفس سے کرے بلبلوں کو کیا صیاد | ابھی تو باغ میں کچھ کچھ بہار باقی ہے
کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہیں | کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے
کہاں کہاں نہیں یارانِ رفتہ کو ڈھونڈھا | اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے
مثالِ آئینہ وا ہیں مزار میں آنکھیں | ہنوز حسرتِ دیدارِ یار باقی ہے
شریک سیکڑوں گلرو ہیں اپنے پھولوں میں | خزاں کے بعد بھی جوشِ بہار باقی ہے
نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے | کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہے
کفن کے واسطے کافی ہی ہوں گے وحشی زار | کوئی کوئی جو گریباں میں تار باقی ہے
نہ تختِ خسروِ چین ہے نہ چترِ قیصرِ روم | مزار و سایۂ نخلِ مزار باقی ہے
ہجومِ داغ سے ہر عضو ہے پرِ طاؤس | موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے
اوٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہے ابھی شبِ وصل | پڑی نقاب تو یہ اے نگار باقی ہے
برنگِ شمع اُترتی نہیں کبھی تبِ غم | ہزار آئے پسینا بخار باقی ہے
ہوا سے کوچۂ گیسو میں یہ لٹا سنبل | کہ ایک پیرہن تار تار باقی ہے
نکل چلے ہیں بہت طفلِ اشک روکا ہے دل | ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہے
صبا چلی نہیں غنچے میں منہ چھپائے ہوئے | وہی حجابِ عروسِ بہار باقی ہے

کہیں گے اہلِ عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گلِ چمنِ روزگار باقی ہے

تیغِ قاتل پہ ادا لوٹ گئی | رقصِ بسمل پہ قضا لوٹ گئی
ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی | بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی
پس گیا چشمِ سیہ پر سرمہ | پائے رنگیں پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گرد پھری — نیچی نظرون سے حیا لوٹ گئی
اس روش سے وہ چلے گلشن مین — بچھہ گئے پھول صبا لوٹ گئی
تیرے بسمل سے ترے خنجر نے — وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی
جان محزون کی حقیقت کیا تھی — درد پہلو مین اوٹھا لوٹ گئی
سانپ کی طرح مری چھاتی پر — رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی
یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی — برق بنکر یہ بلا لوٹ گئی
وار خالی نہ گیا قاتل کا — بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی
کیا مزے کی ہے طبیعت اپنی — ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشق بتان سے ہاتھہ نہ مرکر اوٹھایئے — جبتک اوٹھے یہ داغ جگر پر اوٹھایئے
جور فلک کے ناز ستمگر اوٹھایئے — اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اوٹھایئے
کہتے ہین مجھہ گدا کو وہ کوچے مین دیکھکر — للہ جان چھوڑیے بستر اوٹھایئے
مرنے پہ میرے آئے تو بولا یہ اونسے ناز — کسکا جنازہ ہے یہ سمجھکر اوٹھایئے
غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ گھونٹ کر — مر جایئے نہ منت خنجر اوٹھایئے
مشتاق دید صورت موسیٰ ہین عشق — کس سے حجاب گوشہ چادر اوٹھایئے
مرقد مین آکے مجھہ سے کہا شور حشر نے — تکیے سے اب تو بہر خدا سر اوٹھایئے
رہیے خاموش قاصد جانان جو کچھہ کہے — حکم خدا سے ناز بیجا اوٹھنا چاہیے
میرا سلام آپ کا وار ایک وقت ہو — اوٹھے مزہ جو ہاتھہ برابر اوٹھایئے
آؤن مین پاس آپکے گھر بہانہ کر ضرور — دیوار کیا جو سد سکندر اوٹھایئے
منظور ہو جو عشق تو واضع ضرور ہے — سر پہ جو بوجھہ اوٹھایئے جھک کر اوٹھایئے

یزدانی صنم پہ قسم رخ کی کھائیے
قرآن اوٹھائیے بھی تو حق پر اوٹھائیے

سبے چشم مست یار نہین لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اوٹھائیے

قاصد سے لے نامہ بری کو پہنچ گیا
اب اوسکی لاش پھر پہ پھرا اوٹھائیے

سہے عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھ برابر اوٹھائیے

دل کی جلن کا ہاتھ مین لینے سے ہے یہ اثر
بجلی نہین ہے شعلہ رخ پھر اوٹھائیے

آسان نہین ہے عشق بت سنگدل امیر
یہ بوجھ اوٹھائیے تو سمجھکر اوٹھائیے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے
مظلوم داد خواہ ہین خون بہار کے

رکھنا نہ مجکو ساتھ دل بیقرار کے
ہو اور اک مزار برابر مزار کے

گستاخ صاف لمین صفائی کی کب جو بات
چڑھتا ہوا ایک آئینہ منہ پہ ہزار کے

برباد ہو کے اوسکی گلی مین ملا یہ اوج
ذرّے ہین آفتاب ہمارے غبار کے

گلشن سے بلبلون کو اُڑاتا ہو باغبان
صدقے اوتر رہے ہین عروس بہار کے

ہو لیگا اور کب جو نہ پھولے گا آجکل
اے نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے

ہونی خدا کے گھر مین یہ ہو حق ہر گیا ضرور
سامع اگر ہو دور تو کہیے پکار کے

یوسف کی اصل پوچھیے نقاش دہر سے
بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اوتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

یہ عشق خط یار مین ہے حال جسم زار
مفلس تمام جوڑ ہین خط غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ
ٹھہرے ہے ادب سے کنارے مزار کے

شرمندہ میرے بعد ہوئے ہین یہ خانہ جنگ
پایون سے رکھدیے ہین پنجے اوتار کے

شکوہ مین اہر کا کہ ہوا کا گلہ کرون
دشمن ہین سیکڑون مرے مشت غبار کے

لاتی شمیم گل جو کسی دن قفس تک
کیا ٹوٹ جاتے پانون نسیم بہار کے

روشن تھے جنکے قصر مین سو تیئون کے جھاڑ
محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے

پیری مین کس مزے کو جوانی کے روئیے
سو داغ دیگئے ہمین دن بہار کے

یکرنگ تھے وہ ہم کہ دورنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی آتار کے

بنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل امیر صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہے نیچے مزار کے
کشتی ہماری ڈوب گئی پار او تار کے

اب خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے
شبنم نے دھوئے پانون عروس بہار کے

بیغم ہین عیش کب چمن روزگار کے
کھٹکے ہین کوچۂ رگ گل مین بھی خار کے

مردون سے کرتے ہین نکیرین کیا سوال
جھگڑین مجاورون سے یہ باہر مزار کے

دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مرے عمل
قربان شان رحمت پروردگار کے

کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے
آتے ہین تیر زنگی ابلق سوار کے

اس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
یاد آگئے مزے مجھے آغوش یار کے

پہناؤ بیڑیون کے عوض مجھکو بدھیان
کچھ ابکی سال رنگ نئے ہین بہار کے

کلیان جنھین گلون کی سمجھتی ہے عندلیب
وہ بند ہین نقاب عروس بہار کے

پانی تری چھری کا ہے یون ہی جو باڑھ پر
دریا بہین گے دشت مین خون شکار کے

کہتے ہین گل یہ سبحۂ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہگئے ہین دن اپنی بہار کے

کیون عاشقون کے نامۂ عصیان نہون سیاہ
پروانے ہین مسودۂ زلف یار کے

کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا
پروے مین تار پیرہن تار تار کے

غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی رہے
سوئے جو ہم تو سائے مین نخل چنار کے

صالح کا ناقہ ہو کہ دلا گاو سامری
پالے ہوئے ہین سب کرم پروردگار کے

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آتے ہی الٹے پانون پھرے دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سر قبر شکر ہے ۔ آنسو تو کچھ پچھے مری شمع مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرر بار امیرؔ نے
چھوٹین سے گئے پھلجھڑی کی طرح پھول انار کے

سب جلو مین آپ کے آتے ہین اوٹھتے بیٹھتے ۔ اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
ضعف سے ٹھوکرین کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے ۔ پر ترے در تک پہونچ جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
ہے نمازان زاہدونکی ضعف ایمان پر دلیل ۔ سامنے اللہ کے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
نوجوانی مین بھی باقی ہے اونھین اتنا حجاب ۔ کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
جن جوانون کے سر افلاک پڑتے تھے قدم ۔ اب مین پر ٹھوکرین کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین رنج سجود ۔ منزل آسان ہے چلے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
خود نمائی کی بدولت کتنے اینٹھے ہین حسین ۔ مہندی ملتے ہین تو اتراتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
بوجھ ہے موباف کا انکو نزاکت ہے وبال ۔ گیسوؤن کی طرح بل کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام ۔ ضعف سے اب پانون تھراتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی ۔ آگے پیچھے سب چلے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
رسم ہے ملنے کی کوئی عید کی بہار ہی خوشی ۔ تین دن تک پانون رہ جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے تھے امیرؔ
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھون مین پھر جاتی ہے ۔ اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے
درد الفت مجھے معشوق سے بڑھکر ہے عزیز ۔ جب یہ اٹھتا ہے مری روح نکل جاتی ہے
صورت نقش قدم اٹھ نہین سکتے ہین قدم ۔ ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے
طرز رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر ۔ دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے
سرنگون بحر حوادث مین ہون مانند حباب ۔ آنکھ کھل جاتی ہے جسدم کوئی لہر آتی ہے

شوخی حسن نے لاکھہ اونکو کیا طاق مگر
کچھہ نہ اغیار کی تقصیر نہ تمپر الزام
لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہی نمک ہنس ہنسکر
پھونک چکے صور کہین جلد لحد سے نکلون
گل نسیم سحری شمع سحر کو نہ کرے
دلکو تسکین ہین اے قافلے والو کیا دون
کیا جب مین ہے کہ اب قتل مین تاخیر ہے کیون
آخری وقت تو آواز سنا جاؤ مجھے
آرسی ہو تری قسمت کی زبردست امیر ترک

پھر لڑکپن ہو ابھی آنکھہ جھپک جاتی ہے
بیزبانی مری باتین مجھے سنواتی ہے
چھیڑ اتنیک کہ نمک زخمون سے چھُٹی جاتی ہے
اب طبیعت بہت اس قید مین گھبراتی ہے
کوئی دم مین یہ غریب آپ بجھی جاتی ہے
اب تو آواز جرس کی بھی نہین آتی ہے
بولے ہر بات مین جلدی تمھین پڑ جاتی ہے
خلق سے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے
سامنا تجھہ سے ہو پر چوٹ نہین کھاتی ہے

دوسرا نوک کا مجھ سے جوان کون امیر
سیکڑون تیر ہین اور ایک مری چھاتی ہے

توڑ کر پہلو جو چل نکلا دل نخچیر سے
بیخود ایسا ہون کسی کی لذت تقریر سے
قید گیسو سے چھڑایا مجھکو آنکھون نے تری
تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
ہون وہ تردامن جلا سکتا نہین دوزخ مجھے
مصحف ناطق کہین کیونکر نہ تیرے خط کو ہم
پاس بٹھلا کر مجھے اوسنے اوٹھایا غیر کو
دھوم ہے قاتل تری آتی ہین پریان سیکھنے
دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کے عشق زلف مین
ذبح ہونے کا نہ اوٹھا خاک بھی ہمکو مزہ

خوب روئین جسم تن دلکی لپٹ کر تیر سے
پھر دن کرتا ہون خموشی کا گلہ تصویر سے
لیگئین پریان اڑا کر خانۂ زنجیر سے
روح خوش ہو کر نکل آئی تن نخچیر سے
کثرت عصیان نے امین کر دیا تعزیر سے
لذت تقریر ملتی ہے تری تحریر سے
لڑ گئی تدبیر میری غیر کی تقدیر سے
چال تیری تیغ سے پرواز تیری تیر سے
پر قدم باہر نہ نکلے خانۂ زنجیر سے
عمر بھر رگڑا تو کیا رگڑا گلا شمشیر سے

ای صبا سنبل نے کیون گلشن مین پھیلایا ہی جال
موج بوے گل بھی مجکو بڑھکے ہی زنجیر سے

بے سبب غلطان نہین ہی ناوک افگن خاک پر
چھین لیتی ہے قضا ناوک ترا نخچیر سے

یون نہین آنے کا قابو مین خط رخسار یار
توڑ جوڑ اس خط کے سیکھون کاتب تقدیر سے

اس مرقع مین عجب نیرنگیان ہین حسن کی
جب نظر اوٹھی اوڑین آنکھین ہی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آئے جنت مین امیر
حور ہنسکر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

اے گل تر تیرے جذب حسن کی تاثیر سے
رنگ گلگون ہو کے ٹپکتا ہی مری تصویر سے

لکھدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لیگیا رنگ اوسکو غازۂ رخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھ ای دل جلے عبرت قصۂ شداد سے
گھر جہنم مین بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بھی غم احسان غیر کا ہے اوٹھا
سر بھی کٹوایا تو ہمنے یار کی شمشیر سے

اپنی آرائش بھی اونکو ہی نزاکت سے گران
کم نہین پھولونکی بدھی آپکی زنجیر سے

اب ادائے شکر قاتل بسملون پر فرض ہے
ہر دہان زخم نے پائی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو پھر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہو گیا تعزیر سے

توڑ مین تیر قضا قاتل کسی سے کم نہین
ہان جو مارا ہی تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو مین جو کرتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
دم اولجھتا ہی تری اولجھی ہوئی تقریر سے

جان نثارونکو گلے مل ملکے کرتا تھا ہلاک
رنگ ہی یہ چال ہائے قاتل تری شمشیر سے

عشق ابرو مین جو خط لکھتا ہون قاتل کو کبھی
چاک کرتا ہی لفافے کو مری شمشیر سے

بیڑیان دیوانۂ گیسو کو پہناتے ہو کیون
رشتۂ الفت کا پھندا سخت ہی زنجیر سے

داد دینے کا تو کیا مذکور یہ صیاد حسن
چاہتے ہین اور اوٹھی آفرین نخچیر سے

منزل حیرت کا طے کرنا بہت دشوار ہے
پار کب ہوتی ہی کشتی قلزم تصویر سے

آکے بربادی ہمارے خانۂ دل مین بسی — گھر خرابی کا ہوا آباد اُس تعمیر سے

کھو چکے قاصد کو خط اُس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لب معشوق ہو کر جان لے نخچیر سے — سیکھ لے گھر دل مین کرنا کوئی اُسکے تیر سے
شعلۂ آواز سے غش آگیا مثل کلیم — لن ترانی کا مزہ اُٹھا تری تقریر سے
مچھلیان بلے کی رہتی ہین مرے پیش نظر — کم نہین میرا تصور دام ماہی گیر سے
مضطرب مجھسے زیادہ یار ہے میرے لیے — اضطراب ناوک افگن بڑھکے ہی نخچیر سے
ہون تو محو بیخودی لکھی جو میری سرنوشت — مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے
محو ہوکر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی — سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے
عذر بے بال و پری کبتک نکل اے مرغ روح — مانگ لے پر عرش تک اُڑنے کو اُسکے تیر سے
عالم کثرت مین وحدت کی نشانی ہے ضرور — فائدہ اتنا ہے بیت اللہ کی تعمیر سے
زندۂ جاوید ہون کیونکر نہ بسمل زیر تیغ — چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے
کل تلک تھا کثرت عصیان سے نادم اے کریم — آج شرمندہ ہون اپنی قلت تقصیر سے
منزلت اضداد سے بڑھجاتی ہے ہر چیز کی — کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے
عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا — آئے مقتل مین جو نکلے خانۂ زنجیر سے
تیرے رُکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے — یہ ادائین سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے
جور قسم کرتا ہون مین کرتا ہے وہ اُسکے خلاف — ایک خط لکھوا کے بھیجون کاتب تقدیر سے
کیا خبر تجکو کہ قسمت مین کہان کی خاک ہے — جیتے جی کیا فائدہ ہے قبر کی تعمیر سے
وہ کرے سلطان دنیا یہ کرے سلطان دین — کیا مین نسبت دون ہمان کو یار کی شمشیر سے
داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر — کیسے کیسے ہمنشین مجکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اوچھے نہین کھائے ہین قاصد نے امیر

لیکے آیا ہے وہ اس پردے مین خط شمشیر کے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے
تھک گیا ہون مین الٰہی کہین منزل آئے

چین جبین پر نہ تہِ خنجر قاتل آئے
وضع مین فرق خبردار نہ اے دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جا کے بتخانے مین اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہوئی لذت دیدار نصیب
غش پہ غش مجھکو تہِ خنجر قاتل آئے

صدمۂ درد جگر سے نہین آگاہ ہنوز
کہین اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلون سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مجھ سے صدمہ نہ جدائی کے اٹھین گے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہین دل آئے

ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلی نے کہا
میرے آگے تو چمک کر مہ کامل آئے

ہون وہ واماندۂ غربت جو کرون قصد عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑون منزل آئے

مذہب عشق مین تمیز بد و نیک ہے کفر
توبہ کیجے جو خیال حق و باطل آئے

سر اوٹھانے کی نہین کنج لحد مین طاقت
تھک گئے بسکہ کڑی جھیل کے منزل آئے

وہ غریق یم محنت ہون کہ آنکھون مین فلک
خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدمون نے جو پیچھے ہمین چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی ہر منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر مر جائے
دیر اچھی نہین آنا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویون کو عبث دعوی یکتائی ہے
حال کھل جائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکسان تو نہ سمجھے وہ امیر
کاش کچھ اسکو تمیز حق و باطل آئے

رو برو دل جو ہمارا سر محفل آئے
منہ سے آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم مین شب کو جو وہ ماہ شمایل آئے
منہ کے بل شمع گرے غش سر محفل آئے

کوچۂ یار مین جائینگے پھنسین ہم تو پھنسین
قید ہونے کو فرشتے سوے بابل آئے

ہم شہید ستم لب گور تو پہونچے پر یون
جس طرح لٹ کے مسافر سر منزل آئے

زخمی عشق ہون ایسا جو ہلے دل میرا
صاف آواز پر طائر بسمل آئے

نجد مین جا کے مین مجنون کی طرح بیٹھا ہون
کہ نظر مجکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی اوس چاند سے چہرے پہ نہو خط کی نمود
یا الٰہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون تہ خنجر فقط اتنے لیے مین
بن پڑے اور نہ غصے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ یہان اشک کے شامل آئے

آپ نے جان پر اپنے تو مروت کیسی
پھینک دون تیر کے پہلو جو کہین دل آئے

جان وہ جان ہی جو راہ مین تیرے جائے
دل وہ دل ہے جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور
نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی
آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جائے نہ قاتل کا ابھی کم سن ہے
ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہے جہان مثل حباب
ٹوٹ جائے جو سفینہ لب ساحل آئے

یاد گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا
قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیر
شمع نے بڑھ کے کہا رونق محفل آئے

کہا ہمنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے
تصدق ایسی سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو زہد باطن طاعت خاص خدا سمجھے
سہارا مل گیا دیوار کا اندیشہ عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع مطلب دل ہو گیا حاصل
گلو سے اژدہا مجکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریش سیہ مین جب کوئی موئے سپید آیا
بہت رشک آئے اسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اوٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی
درا آئی کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہد جوانی مین ادائے بندگی ہمنے
پڑھے فاتحہ جو پیری مین انھین صوم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک رات اک دن کا وقفہ تھا
خمار و نشہ میں دونوں کو گویا ہم نے کیا سمجھے

ہوئے کشتہ نظر آیا جو خال ابروے قاتل
ہم اس خنجر کے جوہر کو سر قاف قضا سمجھے

ہر اک لخت دل پرخون شہید تیغ الفت تھا
گرا دامن پہ جب اس کو اپنے کربلا سمجھے

ثمر سے ہے نیا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین
سوا شاعر کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہل حرم سمجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اوس گیسو کا ہندو کا لکھا سمجھے

تا رگ ہستی سے اوسکا آستان نزدیک ہے
بے نشانوں سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہے

اس چمن میں طائر کم پر اگر ہوں میں تو کیا
دور ہے صیاد ابھی اور آشیان نزدیک ہے

ہے ازل سے ساتھ توأم وحشت کا انس ہر حین
کس قدر انساں کے دانتوں سے زبان نزدیک ہے

صحبت عالم سے نقصان گوشہ گیروں کا نہیں
خوف کیا گر تیر سے زاغ کمان نزدیک ہے

رکھ قدم آہستہ آہستہ چمن میں عندلیب
دور کچھ گلچین نہیں ہے باغبان نزدیک ہے

بام جانان دور کیا ہے کستی ہے پرواز شوق
حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے

ہو چلی ہے الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے
المدد اے ضبط وقت امتحان نزدیک ہے

آگے عالی ظرف کے کمظرف کیا پائے فروغ
آبرو کیا ہے جو دریا سے کنوان نزدیک ہے

توبہ گلرویون کی الفت سے ہے پیری میں ضرور
اے بہار زندگی وقت خزان نزدیک ہے

پرفشانی حسرت پرواز میں اب کیا ضرور
دام صیاد اجل اے مرغ جان نزدیک ہے

عشق صادق کی ہے آمد دل ہوس سے پاک کر
صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہے

لی جو میخوارون نے انگڑائی اوتارا جام مہر
کیا ہے میخانے سے طاق آسمان نزدیک ہے

برگ گل صیاد آتے ہیں جو اڑ کر متصل
کیا بہت ہے سیر قفس سے بوستان نزدیک ہے

دل ہے نالان غم سے ٹپکا چاہتے ہیں اشک بھی
آتی ہے بانگ جرس اب کاروان نزدیک ہے

صور محشر کو کھلائے سرمہ اے گرد گناہ
چپ ہے وقت حساب عاصیان نزدیک ہے

ہر طرف ہین غول خضر راہ پوشیدہ [illegible]
اب ظہور مہدی آخر زمان نزدیک ہے

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہے
ہو نہو اسمین بھی کوئی گھات ہے

خلق ناحق درپئے اثبات ہے
ہے دہن اوسکا کہان اک بات ہے

بوسۂ چاہ زنخدان غیر لین
ڈوب مرنے کی یہ اے دل بات ہے

گھر سے نکلے ہو نہتّے وقت قتل
یہ بھی پھر قتل عاشق گھات ہے

مین نے اتنا ہی کہا نبواؤ خطا
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہے

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے
بیٹھے ہین سونے کو ساری رات ہے

کیا کرون وصف بتان خود پسند
انسے بڑھکر بس خدا کی ذات ہے

باتون باتون مین جو مین کچھ کہہ گیا
ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہے

حرف مطلب صاف کہہ سکتا نہین
ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہے

مجھ سے ہو اظہار الفت واہ واہ
آپ کے فرمانے کی یہ بات ہے

رو رہے ہین ہم ملائے لب سے لب
میکشی ہو ساقیا برسات ہے

زچ ہو تیری چال سے رفتار چرخ
مہر رخ سے بازی مہ مات ہے

کیسی کٹتی ہے سیہ بختی مین عمر
رات سے دن دن سے بدتر رات ہے

چھیڑتا ہے دل کو کیا اے درد ہجر
خود گرفتار ہزار آفات ہے

اے غنی دے سیم و زر وقت بلا
مال دینا جان کی خیرات ہے

قطعہ

گر جگہ دل مین نہین پھر اس سے کیا
یہ دو شنبے کی یہ بدھ کی رات ہے

صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر
یار یہ سو بات کی اک بات ہے

لخت دل ہین میرے کھانے کو [illegible]

بس انھین ٹکڑون پہ اب اوقات ہے

کشور دل مین ہو پریون کے بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صد وسی سال الٰہی تیری

تو بھی اے ابر سیہ تولین بھی مری کی سیاہ
ملگئی خوب سیاہی مین سیاہی تیری

گو رہین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت ای شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسند شاہی تیری

نازنیرنگ پر اسے ابلق ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پر آیا جو مرا قلزم اشک
زلف اے ماہ بنے گی پر ماہی تیری

لکھکے خط کوچۂ قاتل مین تجھے کیا بھیجون
اے کبوتر نہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہے تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
اتبو دیکھی نہین جاتی ہے تباہی تیری

چاہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا اے دل
داور حشر نمانے گا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب روز ہین مست
تجکو اے شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلانے کی ڈراتی ہے مجھے ای شب گور
کچھ شب ہجر سے بڑھکر ہے سیاہی تیری

مے پلا خوب جب سے رمضان تک ساقی
دونی کردونگا مین تنخواہ سپاہی تیری

اپنے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب ای برکت
کیسی ترتیبی سے ہے تلوار ترا ہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہے جو مشیت ہے الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تہ ابر سیاہ
الجبے ملے نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہے اوامر سے امیر
حرص سے طبع ہے مشتاق نواہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری
عام ہے ہر صفت نامتناہی تیری

آنکھ مین آئے نہ پتلی ہے تو ای زلف سیاہ
ولین ٹھہر سے تو سویدا ہے سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین کھوٹی نکل ای قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہی پر اے شب غم عیب یہ ہے
کہ روانی نہین رکھتی ہے سیاہی تیری

جوہر تیغ ہین اے ابروئے پرخم تجھ مین
قدر کس طرح سے سمجھین نہ سپاہی تیری

مین تو زندان سے سوئے دشت بڑھاتا ہون قدم
ہو گی اے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر مین تو نہ زبان بند کر اے تیغ دو دم
دو گواہون کے برابر ہے گواہی تیری

بو نہین رنگ نہین نور نہین نار نہین
معرفت کیون نہو دشوار الٰہی تیری

وہ کس لطف سے پڑھتا ہی تو اے طفل نصاب
مدح کرتا ہے ابو نصر فراہی تیری

جوش وحشت مین ارادہ ہے جو کرین قلزم اشک
ابھی اے کوہ ہو چوٹی پر تباہی تیری

تیرے نظارے سے بڑھتی ہی بصارت اے زلف
سرمہ بنجاتی ہے آنکھو مین سیاہی تیری

عشق فریاد نہ لا حشر مین کام آئیگی
گو رکے گی نہ زبان وقت گواہی تیری

دھیان دن کو نہین تیرا فقط اے زلف سیاہ
شب کو بھی آکے دباتی ہی سیاہی تیری

تو سفینہ ہی زمانہ ہے سفینے مین امیر
سارے عالم کی تباہی ہے تباہی تیری

گذر کو ہی بہت اوقات تھوڑی
کہ ہو یہ طول قصہ رات تھوڑی

جو مے زاہد نے مانگی مست بولی
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہان غنچہ کہان اوسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعرون نے بات تھوڑی

اوٹھے کیا زانوئے غم سے سر اپنا
بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی

خیال ضبط گریہ ہے جو ہمکو
بہت امسال ہی برسات تھوڑی

پلا مے لیکے نقد ہوش ساقی
تہیدستون کی ہی اوقات تھوڑی

وہی ہے آسمان پر گنج انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا اے دخت رز وصف واعظ
پئے حرمت ہی اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیر آنکھین تو کھولو

نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالونکے سامنے
سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالونکے سامنے

پردہ اونھین سے ہی جنھین تاب نظر نہین
آتے ہین غمزدہ دیکھنے والونکے سامنے

…بیجا ہین کو فخر نہین آسمان پر
ذرہ ہے مہر مہر جمالون کے سامنے

کیا کیا بناؤ کرتے ہین خار رہ جنون
رکھ رکھکے آئینے مرے چھالونکے سامنے

نیرنگ صنع دیکھ تماشائے باغ کر
کیا سرخ گل ہین سبز نہالونکے سامنے

بندھتے جو شوخ دشت مین مضمون چشم یار
پڑھتا غزل مین اپنی غزالونکے سامنے

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین
کیا گل کھلے ہین حور جمالون کے سامنے

کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو
کیا سبز سبز شیشے ہین تھالون کے سامنے

وصلت کی رات اور موذن گجر خروش
ہوتے ہین کیسے کیسے ملالون کے سامنے

اے زر پرست فقر کا تجھکو مزہ تو ہو
کوڑی کی چینیان ہین سفالون کے سامنے

کیا منہ جو علم عشق مین بحثے کوئی حکیم
ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے

…ون ابروؤن کی یاد مین دل نہین ہے داغ
روشن ہے آفتاب ہلالون کے سامنے

…رتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہے ظرف
شیشون کے سر جھکے ہین پیالون کے سامنے

…رکھتے ہین جو ہنر اونھین آفت سے کیا خطر
ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے

…برون سے کے پر کٹے ترے غمزون کے روبرو
تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے

…یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان
خورشید ہے تو اترے گالون کے سامنے

…سودائی ہین جو لاتے ہین صبر ختن سے مشک
پوچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے

…ابروؤن کے عشق مین پوچھو نہ حال دل
تنہا کتان ہے چار ہلالون کے سامنے

…شن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ
کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سرو قامت محبوب کی امیر
مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چمکے کیا ترے گالون کے سامنے ۔ میلی خطِ شعاع ہے بالون کے سامنے

دعوی زبان کا لکھنؤ والون کے سامنے ۔ اظہار بوے مشک غزالون کے سامنے

اے دل فغان وہ کر کہ صداے جرس ہو بند ۔ شرمندہ ہون نہ قافلے والون کے سامنے

عاشق نے لاکھ جمع کیا دفتر حواس ۔ شیرازہ کھل گیا ترے بالون کے سامنے

چشمِ سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی ۔ آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم ۔ تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے

ہم ہین وہ اے کلیم کہ غش کا تو ذکر کیا ۔ جھپکی نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے

چشمِ سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی ۔ آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

حالِ کلیم و طور سنا ہوگا آپ نے ۔ کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے

مضمون کی کیا کمی ہے کہ عرشِ برین بھی ہے ۔ نزدیک دور گرد خیالون کے سامنے

پانی کی چھاگلین جو سمجھتے ہین خار دشت ۔ آتے ہین دوڑ کر مرے چھالون کے سامنے

ہم کیا کہ سرکشون کے بھی سر خم ہین گردنین ۔ ان کج کلاہ گیسوؤن والون کے سامنے

طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتے ہین ہر قدم ۔ چلتی نہین ہے کچھ تری چالون کے سامنے

لیلی کو پاس خفتِ مجنون بھی کچھ نہین ۔ آنکھین دکھا رہی ہے غزالون کے سامنے

موسی سے کہہ دو طور پہ جایا کرے نہ روز ۔ اچھی نہین ہین برق جمالون کے سامنے

جادون کو نہر نہر کو بحر روان کرین ۔ کتنی یہ بات ہے مرے چھالون کے سامنے

مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر ۔ ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالون کے سامنے

اے دل بھرے تو بیٹھے ہی تھے سب ابل پڑے ۔ کانٹون نے لی جو نوک کی چھالون کے سامنے

دنیا امیر کیا ہے جو ماتمکدہ نہین

ہر دم بیان ہین تازہ ملالون کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہے
سجدہ گاہ اہل عرفان اور ہے

ہوکے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے
عاشقون کی عید قربان اور ہے

روز و شب یان ایک سی ہے روشنی
دل کے داغون کا چراغان اور ہے

خار دکھلاتی ہین پھولون کی بہار
بلبلو اپنا گلستان اور ہے

قید مین آرام آزادی وبال
ہم گرفتارون کا زندان اور ہے

بحر الفت مین نہین کشتی کا کام
نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہے

کسکو اندیشہ ہے برق و سیل سے
اپنے خرمن کا نگہبان اور ہے

درد وہ دل مین وہ سینے پر ہے داغ
جسکا مرہم جسکا درمان اور ہے

کعبہ رو محراب ابرو ہے امیر
اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہے

نہین اُمید جو اُس بیوفا کے آنے کی
مین راہ دیکھ رہا ہون قضا کے آنے کی

ستم سے تنگ ہون احسان مجھپہ کر واعظ
خبر سنا اُسے روز جزا کے آنے کی

عدم مین یاد کرون گا کسی مسیحا کو
نکال لون گا کوئی راہ جا کے آنے کی

چڑھاؤ پھول جو میری لحد پر آئے ہو
یہ کون چال ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

سگ اُس پری کا کہین کھائے استخوان مری جلد
اڑا دے قید الٰہی ہما کے آنے کی

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

جگایا مین نے جو سوتے مین تنگ ہو کے کہا
ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی

مین تھک چکا ہون بہت دور قافلہ پہونچا
سبیل کون ہے بانگ درا کے آنے کی

غضب ہے نزع مین کہتے ہین سب پڑھو کلمہ
لگی ہے رٹ مجھے اس بیوفا کے آنے کی

نقاب ڈال کے آئے کہو خدا کے لیے
یہ کون شکل ہے صورت چھپا کے آنے کی

جو تن پہ زخم لگے اور جان تازہ ہوئی | کشادہ ہوگئیں راہیں لہو کے آنے کی
غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ اے صیاد | کہ ہے چمن سے توقع صبا کے آنے کی

امیر جائیں گے ہم بے نظیر آج ضرور
خبر ہے میلے میں اوس مہ لقا کے آنے کی

ساقیا درد مے صاف نہیں بیٹھ گئی | شربتی ڈاک تھی یہ زیر نگیں بیٹھ گئی
سوت بھی میری طرح ہو کے حزیں بیٹھ گئی | باڑھ تو خنجر قاتل کی نہیں بیٹھ گئی
بعد مردن بھی اٹھی ضعف کی قوت نہ گھٹی | خاک اوٹھی بھی تو چکرا کے وہیں بیٹھ گئی
قصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا | ڈاک حوروں کی دم بازپسیں بیٹھ گئی
ان دنوں دختر رز کا نہیں ملتا ہے پتا | کہیں قاضی کے تو گھر جا کے نہیں بیٹھ گئی
سقف گردون کی بھی ہو دیدۂ تر کچھ ہے بساط | چار موجیں بھی تری اوٹھ کے کہیں بیٹھ گئی
دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید | پاس آ کر مرے پہلو کے قریں بیٹھ گئی
رستمی پر جو تری زلف مسلسل آئے | دھاک تاتار سے تا کشور چیں بیٹھ گئی
کشتی عمر کا انجام ہمیں یاد آیا | کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہیں بیٹھ گئی
لمعۂ حسن نے بخشا ہے افشاں کا فروغ | گرد بھی اوڑ کے جو بالائے جبیں بیٹھ گئی
وا رے شوق اشارہ مجھے قاتل نے کیا | دوڑ کر موت تہ خنجر کہیں بیٹھ گئی
شعر پر درد جو لکھتے پہ طبیعت آئی | سامنے آ کے مرے روح حزیں بیٹھ گئی

سخت جانی کے دکھائے گئے جوہر اب امیر
کہ تری باڑھ تو اے خنجر کہیں بیٹھ گئی

آنسوؤں سے نہ فقط گرد زمیں بیٹھ گئی | کشتی چرخ بھی چکرا کے وہیں بیٹھ گئی
لنگر اوس سے بھی گناہوں کا مری اٹھ نہ سکا | ٹیک کر زانوؤں کو گاؤ زمیں بیٹھ گئی
تھا وہ گریاں کہ ہوئی قبر کنواں مرگ کے بعد | نرم ہو ہو کے یہ اشکوں سے زمیں بیٹھ گئی

ہم کھڑے رہ گئے جسدم وہ نکلکر بیٹھے
صف رقیبوں کی یسار اور یمین بیٹھ گئی

جس زمین پر کہ مرا ابر طبیعت برسا
گرد ہنگامہ پیشین و پسین بیٹھ گئی

رشک رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی اے زہرہ جبین بیٹھ گئی

نارسا خاک کو بھی ضعف نے میرے رکھا
یان سے اوٹھی تو سر عرش برین بیٹھ گئی

کیون نہ ہمچشموں مین ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم مین مانند نگین بیٹھ گئی

ادعا آنکھ سے اوس شوخ کی ہمچشمی کا
کیون تری آنکھ نہ اے آہوی چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو ابھرنے ندیا
ٹھوکرین ایسی لگائین کہ وہین بیٹھ گئی

دی رقیبوں کو نشانی جو انگوٹھی اوسنے
چوٹ دل پر صفت نقش نگین بیٹھ گئی

کبھی لیلی کی منگائی جو خبر مجنون نے
ڈاک صحرا مین غزالون کی یہین بیٹھ گئی

مار کھا کر نہ در یار سے سرکا عاشق
کوئی ہڈی بھی جو سرکی تو وہین بیٹھ گئی

کوہکن کو مزۂ الفت شیرین اوٹھا
ضرب تیشے کی جو بالائے جبین بیٹھ گئی

بہر آدم جو فرشتون نے اوٹھائی مٹی
ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رغبت طبع کہان بھی نہ لگا ہمین امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شب فرقت نکلی
دل نے خوش ہو کے کہا ایک یہ حسرت نکلی

بتکدے مین ہمین اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر یہان ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا مل کر دیکھا
اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی

ڈال کر منہ پہ نقاب اسنے کیا مجکو حلال
دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

پھر نظارہ جو قرآن مین بھی دیکھی فال
لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

سیکڑون ڈوب کے چاہ ذقن مین تیری
اس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برق تجلی سے جو موسی ہوئے غش | خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی تجھے حرص امیرؔ
ہائے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شب وصل کیا مختصر ہو گئی | کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی
شب وصل اِدھر سے اُدھر ہو گئی | بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی
نہین ملتی یہ بھی تو دو دو پہر | مری نبض اُنکی نظر ہو گئی
دیا موت نے پیاس مین جام آب | کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی
بہت آمد آمد تھی اُس گل کی گرم | پڑا مینہ تو ٹھنڈھی خبر ہو گئی
کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین | تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ مین | رگ جان مجھے نیشتر ہو گئی
الٰہی شب غم مین اتنا تو ہو | کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی
چبھی دلمین اُس گل کی باریک بات | رگ گل مجھے نیشتر ہو گئی
کرے کون اب اُڑکے سیر چمن | کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی
مین حیران ہون وہ زلف و رخ دیکھکر | سر شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمین سر پٹکتے رہی گذری امیرؔ
یونہین عمر ساری بسر ہو گئی

لذت جو ملی مرے لہو کی | خنجر نے بلائین لین گلو کی
آنکھین ودم تھسر جنگجو کی | تیغین ہین بھری ہوئی لہو کی
کی دلشکنی نہ تند خو کی | سختی یہ بھی نرم گفتگو کی
موسی سے کہو کہ چپ رہین اب | باری ہے ہماری گفتگو کی
روئے مری قبر پر وہ آکر | ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

منہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو / سنبھلے گی نہ چوٹ روبرو کی
کی جسپہ نگاہ تجھکو دیکھا / اب تک تو نظر کہین نہ چوکی
جز دیر و حرم کہان مین جاؤن / راہین تو یہی ہین جستجو کی
جائیگا جنون نہ سر سے بے ذبح / ہو فصد مری رگ گلو کی
ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی / سوندھی سوندھی مجھے سبو کی
تن سے ہے غم زلف مین یہ لاغر / ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی
تھا چار طرف اوسی کا جلوہ / کیون نعش ہماری قبلہ رو کی
پلکین دم جوشش خونفشانی / دھارین نظر آتی ہین لہو کی
اس رخ کو مین آئینہ کہون کیا / ہے یہ تو مثال روبرو کی
وہ مست ازل ہون ساقیا مین / مٹی ہے خمیر مین سبو کی
دل ہی نہ رہا امید کیسی / جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی
اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش / پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی
لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست / دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسیٰ / خود دید کی اپنی آرزو کی
تھا پردۂ ظاہری جو منظور / آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون نے ہزار شست و شو کی

بیعت پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہے / سلسلۂ ساقی کوثر سے ملا دیتی ہے
یہ دم رقص وہ پازیب صدا دیتی ہے / بخت خفتہ مرے جھنکار جگا دیتی ہے
حیرت عشق رخ اوج دکھا دیتی ہے / چھت سے آنکھین مریضونکی لگا دیتی ہے

چشم نمناک بھی ہے دافع غش اعجاز مسیح ابر مردہ اگر آتا ہے جلا دیتی ہے

بڑھ کے جب بولتی ہے ہمسیم گل مین بلبل جل کے پھولونمین صبا آگ لگا دیتی ہے

کیا عجب گر ترے بیمار کو صحت ہوجاے یاد عارض اوسی قرآن کی ہوا دیتی ہے

غم یہ ہے ہجر مین مرنے کی ہوس ہے دل کو مرگ اولٹے مجھے جینے کی دعا دیتی ہے

کنج غربت مین نجھے ہوجھتی ہے موت ہی موت بیکسی گور غریبان کا پتا دیتی ہے

مانگنے پر نہین لاتی ہے صبا نکہت گل سنکے اس کان سے اس کان اڑا دیتی ہے

پوچھتے ہین جو شب ہجر مین ہم شمع سے حال منھ سے کہتی نہین کچھ اشک بہا دیتی ہے

کم نہین قند مکرر سے تمھاری تکرار کیا کہون کیا مرے کانون کو مزا دیتی ہے

صدمہ ہجر سے کیونکر نہو نالان مرا دل ٹھیس لگتی ہے تو چینی بھی صدا دیتی ہے

جان پر صدمہ شب ہجر سے سونا کیسا آنکھ لگتی ہے تڑپ دل کی جگا دیتی ہے

پاے غافل تجھے اک روز فنا کردیگی جان دھوکا اسے مہلت جو قضا دیتی ہے

لاغری نے یہ مٹایا کہ کوئی گھر مین نہین دستک آ آکے عبث در پہ قضا دیتی ہے

ہے بجا کہیے اگر دولت دنیا کو پری ہوشیارون کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے

سامنے جاکے جو کرتا ہون کسی وقت سلام پھیر لو منھ انھین پر جھک یہ حیا دیتی ہے

پھرتی ہین گردن عشاق پہ دوہری تیغین ساتھ کیا انکی اداؤن کا قضا دیتی ہے

ہم برہنہ فقط اس جور مین ہین ورنہ بہار ٹوپیان غنچون کو پھولون کو قبا دیتی ہے

کیجیے غور تو دولت بھی پیمبر سے ہے امیر
کہ کریمون کو خدا اسے یہ ملا دیتی ہے

سوچ لے بدعہد وقت انکار کے دونون لب ہین دو گواہ اقرار کے

بندے ہین حسن ملیح یار کے ہین نمک پروردہ اس سرکار کے

مرگئے عشاق چشم یار کے صدقے اترے مردم بیمار کے

تیرے ابرو کے اشارے سے غیر
مجکو گھیرے زخم ہین تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے
گر گئے نیچے یار کی دیوار کے

باہر اوس یوسف نے جب رکھا قدم
بھر گئے دونون سرے بازار کے

کنہ بازی مین مقر ہو عجب رند کا
جیت لے بازی کو ہمت ہار کے

نعمت کونین سے دل سیر ہے
ایک بھوکے ہین ترے دیدار کے

زیور اوس گل نے اوتارا میرے بعد
پھول تربت پر چڑھائے ہار کے

میری حالت پہ گرے ہین بار ہا
اشک چشم روزن دیوار کے

آرزو یہ ہے کہ بہشتی کی طرح
ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے

خونبہا موسی سے لین گے روز حشر
کشتے چشم سرمگین یار کے

عشق ابرو مین کہان صبر و قرار
پھلدیے سب کھنچتے ہی تلوار کے

میکدے مین آئے تو پھنس جائے شیخ
پیچ اولجھین پانون مین دستار کے

مرکے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیب تن کپڑے کئے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی امیر
سب ہین دھبے دامن پندار کے

آئے بالین پر جو مجھ بیمار کے
خوب روئے موت ڈاڑھین مار کے

موے مژگان گرد چشم یار کے
ہین مگس ران مردم بیمار کے

دیکھکر زخمون کو جسم زار کے
روئے چھالے پھوٹ کر تلوار کے

تیرے منہ سے ہان نہین دونون ہین خوب
صدقے اس انکار اس اقرار کے

باغبان مجھپر ہوا تب مہربان
پھول جب کانٹے ہوے گلزار کے

ضبط گریہ کیا کرون ای ہمصفیر
پھول کمھلا جائینگے گلزار کے

ہین وہ لاغر تیغ مین پھیلا کر پانون
سوتے ہین سائے مین نوک خار کے

عشق ابرو مین سر اوتارا دوش سے
چڑھ گئے ہم دم پر اس تلوار کے

کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے

شیخ کعبے مین برہمن دیر مین
سب ہین مجرائی ترے دربار کے

داغہاے عشق کُھلاتے نہین
پھول ہین کس ہجران گلزار کے

نالۂ عاشق یہ ترچھی کی نگاہ
وار برچھی پر لیے تلوار کے

حادثون سے بخطر ہین خاکسار
کب دبا سایہ تلے دیوار کے

شمع بالین سے یہ کہدے ای صبا
سر پہ روتا ہے کوئی بیمار کے

پھول کُھلاتے نہین ہین گلفروش
ناز پرورده ہین یہ گلزار کے

حور کی آنکھین ارم مین دیکھکر
رخنے یاد آئے تری دیوار کے

واعظا سمجھا ہے تو دوزخ جسے
کچھ شرر ہین آہ آتشبار کے

روز محشر کشتگان قد امیر
ہون گے سائے مین عَلم بردار کے

جو بحر عشق مین ہے وہ آفت رسیدہ ہے
گرداب مثل موج گریبان دریدہ ہے

مضمون ضعف ہو قلم آہ سے رقم
سینہ رگون سے صفحہ مسطر کشیدہ ہے

مرتا ہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے
قاتل کی طرح تیغ بھی مجھسے کشیدہ ہے

روشن ہی راز عشق ہمارے سکوت سے
اس انجمن مین شمع زبان بریدہ ہے

بیہوش کردیا مجھے وحشت نے اسقدر
آہو بھی میرے دشت مین از خود رمیدہ ہے

تعریف کرتے ہین بُن دندان سے اہل ذوق
جو شعر تازہ ہے ثمر نو رسیدہ ہے

روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی
ہر تار اشک دام غزال رمیدہ ہے

چُن چُن کے رکھ لیے صفت آستین مین شعر
دیوان مین ہمارے جو مضمون ہی چیدہ ہے

پایا کسی نے سر محبت نہ آج تک
افسانہ عشق کا خبر نارسیدہ ہے

سر تا قدم وہ شوخ ہے مست شراب حسن | رنگ حنا سے ہاتھ رخ مے کشیدہ ہے
غافل ہے موت کہتی ہے پیری مین صبح و شام | عمر اخیر عہد بپایان رسیدہ ہے

گلزار تن سے طائر دل اڑ گیا امیر
سینہ اب آشیانۂ مرغ پریدہ ہے

ہر اک عضو بدن پر داغ عشق یار جانی ہے | یہ دفتر کے ہر ہر فرد پر اُسکی نشانی ہے
جو چہرہ ارغوانی تھا وہی اب زعفرانی ہے | شکن چہرے پہ نقش پاے طاؤس جوانی ہے
خدا کو اپنی اپنی داستانین سب سنائین گے | قیامت جسکو کہتے ہین وہ بزم قصہ خوانی ہے
سبیل اے وحشیو کیا وادی وحشت مین کھو گے | تمھارے آبلے کاہیکو ہین کوزون مین پانی ہے
عبث برباد کرتی ہے اڑا کر کوے جانان سے | صبا کیا میرے مشت خاک پر نامہربانی ہے
برنگ شمع جنکو خضر رہ ہے گرم رفتاری | فقط طے ایک شب مین اُنکی راہ زندگانی ہے
وہ میرے مہر خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہین | نئے انداز کی اے نامہ بر یہ بدگمانی ہے
وہ شمع حسن جو آنسو بہا جاتا ہے ہر شب کو | ہماری قبر مین روشن چراغ مہربانی ہے
وہ پیاسا ہون کہ مر جاؤن نہ مانگون خضر سے پانی | گئی جب آبرو پھر خاک آب زندگانی ہے
بلا مین پھنس کے اے دل کام آئیگی سیہ بختی | زمین کوچۂ گیسو مین یہ کملی بچھانی ہے
خدا نے نیک صورت دی تو سیکھو نیک باتین بھی | برے ہوتے ہو اچھے ہوکے یہ کیا بدزبانی ہے
پسا جاتا ہون بار ضعف سے اُٹھا نہین جاتا | وہ لاغر ہون گران مجھپر لباس ناتوانی ہے
ہوا ہون زندہ در گور انتہاے ضعف سے یا رب | مری چھاتی پہ پل اب تک یہ سنگ سخت جانی ہے

امیر اس عاشقی کا لطف ہے فصل جوانی مین
اندھیری رات مین کہنے کے قابل یہ کہانی ہے

خدا نے شان یوسف سے تمھاری شان افضل کی | کھلی سب نقش ثانی سے حقیقت نقش اول کی
کھلا مضمون یہ ہمکو دیکھکر تحریر کاجل کی | کہ حاجت ہے بیاض چشم مین بھی خط جدول کی

چمن کو کون جائے سیر کو ساون کے بادل کی
گرہ زنجیر پڑتی ہی رہین پانون مین اشک مسلسل کی

شب وصلت مین مجھسے خبر آئینہ ہو نہین سکتا
تڑپ جاتا ہے دل فریاد سنکر انکی چھاگل کی

جو عشاق کمر نالے نہین کرتے تو زیبا ہے
عدم کے جانے والونکو کہان حاجت ہے مشعل کی

ہزاران ہمعمون کو ہوش مین لاؤ نہین سنتے
یہ سچ ہے ایک توڑے مین ہے ہستی ایک بوتل کی

کبھی گیسو کبھی موے کمر مین قید کر رکھا
نبھائی یار نے بیڑی کبھی بھاری کبھی ہل کی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشم نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے دشت مین کیجے سیر جنگل کی

شبیہ ان مردمان منکر توحید کی کھینچون
سیاہی ہاتھ آجائے جو مجھکو چشم احول کی

نجات اندیشۂ امروز فردا سے نہین ممکن
اگر کل فکر ہمکو کی تھی آج ہے کل کی

فراق یار مین جاؤن اگر سیر گلستان کو
جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کونپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہے
کہی یہ سوچ کر تعبیر ہمنے خواب مخمل کی

چھپے گی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے
پتا پوچھین گے جب وہ بوٹیان بولینگی جنگل کی

جو سونگھے اس گل خوبی کی خوشبو درد سر ہو جائے
مگر طینت مین بٹی ہے زمین عطر صندل کی

جہان کی سرد مہری سے نہین غم ہم فقیرون کو
دوشالون سے کہین بڑھکر ہے گرمی اپنے کمل کی

صفائی سینۂ جانان پہ لہراتا ہے یون گیسو
کہ جیسے سانپ کو بوست کر دیتی ہے صندل کی

خدا سمجھے جو مجھکو اور تمسکو غیر کیا پروا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل سوکھکر ہو جائینگے کانٹے
چمن کی جو روش ہے آجکل جھاڑی ہے جنگل کی

ہم اسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جان زار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آسرا ترے امیدوار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدہ دل
گرہ مین تھے جو در شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دیکھے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تم سے غیر کا شکوہ
تمھارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

یہ خدنگ ناز آپکا تھا طائر دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

گزر گئے منزل عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بد عہد
ہم آنکھیں مفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اُٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا
کہ دل سے صبر ہم ای جان زار کھو بیٹھے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلائین لیتے ہی وہ ادر ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھون سے اپنا شکار کھو بیٹھے

مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تھے جو دو تین یار کھو بیٹھے

گلون نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گزرے بہار کھو بیٹھے

ارادہ کون تھا جبسے ہوے فقیر امیر
ذرا سی بات پہ عہد و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہین اُنسے بیان کوئی
دہن مین میرے قاصد کے مری غم سے زبان کوئی

کہے کیا باغبان سے راز دل غنچہ دہان کوئی
دہن جب بند ہو کب کھل سکتا ہو زبان کوئی

نہین کرتا سوا گذرا اب سب تیرا بیان کوئی
مگر خم تیل کا بگڑے نہ زیر آسمان کوئی

خط عارض کو نکلے دیکھ کر یہ دھیان آتا ہے
دیار حسن مین اترا ہوا ہے کاروان کوئی

ہزارون خط لکھون پھول ان کی انگشت مین ہین لیکن
نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

نہ ہو خط گر اب شک سے بچتا ہو کہتا ہون
کہین تبلانے سے قاصد کو محبت کا نشان کوئی

تمہارے کعبہ تھا ان مین گیا آخر قدم جاتے
ملا سجدے کے قابل اور کسی در آستان کوئی

نظر مین میرے پھر جاتی ہو صحبت نازک دل کی
مدد پیرون سے چاہین نوجوان مقصود کو پہونچین
حیا دیکھو وہ نرگس زار مین گھبرا کے کہتے ہین
نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اُسکا
اُٹھانا کوہ کا آسان اُٹھانا بات کا مشکل
شفیق ایسا سگ جانان آ پہرتا ہو خبر لینے
قفس کی تیلیان ہین جتنی شاخین ہین درختونکی
جو چلاتا ہون فرقت مین محلے والے کہتے ہین
مزہ تب ہو کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
مجھے یون ڈھونڈھتا پھرتا ہو ناوک اُس ستمگر کا
ہمارے عشق کی کیون مثنوی شاعر نہین کہتے

نظر آتا ہو جب گھر مین کسی کے میہمان کوئی
نشانہ تک نہین جاتا ہو ناوک بدگمان کوئی
ادہر آنکھین اُدہر آنکھین نقاب اُلٹی کہان کوئی
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی
قوی مجھسا ہو عالم مین نہ مجھسا ناتوان کوئی
سرک جاتا ہو جب تن جگہ سے استخوان کوئی
کہان باندھے الٰہی اس چمن مین آشیان کوئی
کرو منھ بند کیا سر پر اُٹھا لوگے مکان کوئی
کرے میری طرح اُسکا بھی ہر دم امتحان کوئی
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی
کہان پائینگے گرما گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لامکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق مین نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو غمزے وصل مین ہر دم نئے
بیخودی دکھلاتی ہو جلوے مجھے ہر دم نئے
ہر گھڑی دلمین نظر آتی ہین کیا کیا صورتین
دیکھے بھالے ہین یہ کوچے جانے بوجھے ہین یہ نگ
حسن روز افزون بھلا دیتا ہو پہلے قاعدے
کسطرح تشبیہ دین سنبل سے اُسکو موشگاف
پاتے ہین ہر روز آنکھونکی ترہی مین لخت دل
میزبانی کر بچھا جود و سخاوت کی بساط

یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان من یا ہم نئے
ہو عجب عالم کہ ہر عالم مین ہین عالم نئے
رات دن عالم دکھلاتا ہو یہ جام جم نئے
تم سمجھتے ہو کہ ہم دیتے ہین اُسکو دم نئے
روز ہو جاتے ہین اُس محفل مین جا کر ہم نئے
پیچ اُس گیسوے پیچان مین نئے ہین خم نئے
گل کھلایا کرتی ہے ہر روز یہ شبنم نئے
ل رہینگے روز مہمان تجکو اے حاتم نئے

ہے عجب وسعت تصور مین کہ آسکے حد نہین
بند کین آنکھین تو دیکھے سیکڑون عالم نئے

ہے جو چشمکیتی ہین نکیتی مین وہ غمزہ نامور
جو مین آتا ہے نرالی پیچ ہین ہر دم نئے

سامنا ہے روے جانان سے سیہ سے ہو سفید
عید ہے کپڑے بدل اے دیدۂ پرنم نئے

ہر غزل مین تازگی شکل ہو لے طبع رسا
کہنہ مشقون کو بھی ہاتھ آتے ہین مضمون کم نئے

کہنہ رنجون سے جو دل گھبرا گیا ہے اے امیر
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین سارے جہان مین غم نئے

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے
اے جان تیرے منہ سے نکلنے کی دیر ہے

کیا جانے کس لیے نگہ دیر دیر ہے
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گریبان ہین آتش رنگ حنا کی واہ
ہاتھون مین اس پری کے سمندر بٹیر ہے

آتے ہین روز دل کی زیارت کو رنج و غم
سینہ مرا نہین کسی مرشد کا ڈھیر ہے

غیرون کو پھاڑ کھاے سگ یار تو کہون
اے شیر واہ تو ہی تو شیرون کا شیر ہے

آئے جو نزع مین تو یہ کہکر وہ اٹھ گئے
ہم جاتے ہین یہان ابھی رخصت مین دیر ہے

بتخانے ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم
ہونے دو دو قدم کا جو رستے مین پھیر ہے

گر اک نگاہ سینۂ پرداغ کی طرف
پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوان مرگ کو بازو ملا تو ہی
افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہے

الفت ہی کی تو آگ مین جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہین زمین پہ قدم صاحبان گیر
باد بروت بام فلک کی منڈیر ہے

جینے سے کیون نہ سیر مرا دل ہو اے امیر
ہم نیم جان ادھر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھا نہ آگے کیا ہم اس خود سر کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

ادھر کم نزع مین مہلت ادھر بیتابی و رقت
نہ روؤ چپ ہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنیوالون کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
جو سمجھاتے ہین مجھکو وہ ہر اک دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہے بنائین جسکو خود بندے
سمجھنا تو خلیل اللہ یہ آذر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کوچہ کی سب گُم کردہ راہونکو
کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز
جو دُنیا اُنکو سمجھاتی وہ دُنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا ہمکو وہ چھلّا نشانی کا
اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھیے گر شمع روشن میری تُربت پر
اُسی دم جاکے گُل کردی وہ یہ صرصر کو سمجھاتے

وہ شاہِ حُسن ہے تو عہد اکبر مین اگر ہوتا
نگین کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین
کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے

نہ اے جانا ہمین نخوت بڑہانیکو حسینون مین
زبان ہوتی تو آئینے یہ روشنگر کو سمجھاتے

تڑپ کر رو کے اُس محفل مین دونون نے کیا رسوا
دل نادان کو سمجھاتے کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر اب کی ہے سودا جوش پر ہمکو اگر ملتا
بنانا بیڑیان بھاری یہ آہنگر کو سمجھاتے

عشق مین جینے کے بھی لالے پڑے
ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادیٔ وحشت مین جب رکھا قدم
آگئے میرے پانون پر چھالے پڑے

دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
ڈس کیا گیا راہ مین کالے پڑے

دور تھا زندان سے کیا دشتِ جنون
چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھون ہین متوالے پڑے

ہجر مین جب منہ لگایا جام کو
سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے

طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

تمکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کتنے مینہ برسے کیے جھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہے
ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہے

دیدار کہان کہ دور ہے حشر
قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے

کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم
جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے

اللہ رے حسن دختر رز
زاہد کے حواس کھو رہی ہے

کیا کشتی و ناخدا نا شکوہ
تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے

مقراض کتر کتر کے وہ خط
کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے

نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا
سونے دے غریب سو رہی ہے

گلشن مین جو ابر ہے دھوان دھار
میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے

اُس تیغ کے منہ چڑھے نہ بجلی
کیدن جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

کیا شوخ ہے اُسکی یاد مژگان
دلمین نشتر چبھو رہی ہے

ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب
تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے امیر چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ اُلفت کی نظر کہتی ہے
کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہے

آج آتا ہے وہ گل باد سحر کہتی ہے
سچ ہو یارب جو یہ اُڑتی سی خبر کہتی ہے

بلبل و گل مین ہے غماض نسیم سحری
کچھ اُدھر کہتی ہے کچھ جاکے ادھر کہتی ہے

جوہری کیا ترے دانتون سے ملاتے ہین اُسے
پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے

غنچۂ گل مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن
رگ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے

یاد پچھلون کی دلاتے ہین مجھے موے سپید
گرد رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہے

ماہ نو مین ہون یہ اُس تیغ کا ہے دوش قول
بدر مین ہون یہ پس پشت سپر کہتی ہے

وہ جوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین
عضو تن جو ہلاتے ہین جنبش سر کہتی ہے

شام کا ہے یہ اشارہ کہ پہن رخت سیاہ
خاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہے
بحر عالم مین سفینہ کوئی بچتے کا نہین
ہمہ تن ہوکے زبان موج خطر کہتی ہے
متحمل ہے اگر غم کا تو دل ہے میرا
تیغ رکتی ہے مجھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہے محفل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر سختی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی
اڑتی پھرے گی فرد ہمارے گناہ کی
شرکت نہ کی ملال مین کس دادخواہ کی
دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہمنے آہ کی
اب دشمنی ہے اسکو تو کچھ راہ راہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی
عاشق کے دلمین عیش جہان کا کہان گذر
یہ چھاؤنی ہے فوج غم و درد و آہ کی
عاشق ہون فوج اشک کو آنکھو مین دون جگہ
سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی
کہنا ئینگے چڑھینگے جو اس تندخو کے منھ
کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی
اس گل کو کیون نہ بھیجئے مین وحشی جو خط لکھون
صحرا مین ڈاک بیٹھی ہے مردم گیاہ کی
بھاری بہت ہے لاؤ نگارو زجزا مین رند
رکھوا کے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی
دامن سے کیون چھپاتے بالون کو راہ مین
آندھی نہین ہے گرد ہماری نگاہ کی
دل سے پتا ملیگا زنخدان یار کا
یوسف سے راہ پوچھیے کنعان کے چاہ کی
ہے رونے سے کام خبر رہ روؤ نکو کیا
تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی
مین رند خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھنا
پرسش ہی روز حشر اٹھادے گناہ کی
کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئینے مین تم
سونا ملاؤ مہر کا چاندی مین ماہ کی
خرمن ہزار صبر کے اکدم مین جل گئے
بجلی چمک گئی جدھر اسنے نگاہ کی
ہون وہ خلیل دیر مین توڑدون اگر صنم
آواز آئے اشہد ان لا الہ کی
پائے قلم نے لکھکے ترے گیسوؤن کا وصف
خلخال پہنی حلقۂ مار سیاہ کی

کہدونگا سب گناہ مرے تمکو یاد ہین
کیون فرد کاتبان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ مین دیکھے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجھ سے دل ملے اغیار سے
یار در گذرا مین لیے پیار سے

ہے حسینون کو خلش مجھ زار سے
پھول کچھ کھٹکے ہوے ہین خار سے

ذوق کا ہے عشق ابرو مین یہ حکم
عمر بھر گردن گلا تلوار سے

لیچلی غربت جو صحرا کی طرف
ملکے ہم روئے در و دیوار سے

نور وہ شمس و قمر سے ہٹ گیا
بچ رہا تھا کچھ جو رخ یار سے

دور مے آخر ہوا آئی خزان
بیکسو اُٹھو چلین گلزار سے

تب وہ مہوشی غش پہ غش آیا جنھین
ہان تو آنکھین کھل گئین دیدار سے

گریبان کرنے گئی تھی رات کو
روکے اُٹھی شمع بزم یار سے

بلبلون کو دیکھکر شیدائے گل
وہ بہت اُلجھے گلے کے ہار سے

پھول سب ہنستے ہین شبنم کس لیے
تو چلی روتی ہوئی گلزار سے

لیچلی جھونکے ہوا کے بوے مشک
مشک تاجر جس طرح تاتار سے

رنج و غم درد و الم ہین غمگسار
جی بہلتا ہے انھین دو چار سے

کیون برستی ہے اداسی اے صبا
کون گل رخصت ہوا گلزار سے

چشم و دل دونون غضب مین پڑ گئے
ذوق وصل و حسرت دیدار سے

بے طرح نرگس کی پڑتی ہے نگاہ
آپ اب باہر چلین گلزار سے

ابرو و مژگان پہ ہوتا ہون نثار
ہے وصیت میرے ہر غمخوار سے

غسل دنیا آب خنجر سے مجھے
قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادی غربت مین پھرتا ہے امیر

کوئی کہدے اس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے — کاٹیے چورنگ تن تلوار سے

مر گئے چھونا کو ہم ان آزار سے — پائی چھٹی ہجر کی بیگار سے

مر گئے جب قتل اب کہین سوا تھم — جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے

اسکی مژگان پہ گرا پڑتا ہے دل — عشق ہے ان آبلے کو خار سے

دیکھنا میرے سیہ خانے کا ڈر — دھوپ اُترتی ہی نہین دیوار سے

ہے مثل الیاس احدی الراحتین — موت اچھی عشق کے آزار سے

بے سبب چھاگل نہین کرتی ہے شور — یہ بھی نالان ہے تری رفتار سے

طور پر موسیٰ سے کہدے ہوشیار — برق چمکی جلوہ گاہ یار سے

چشم جانان کو ہے دنبالہ گران — اٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلہ جوالہ ہے خلخال پا — اس پری کی گرمی رفتار سے

غیر حالت سنکے میری آن کے ضد — آنکھ اسنے پھیر لی اغیار سے

ہو جو ناواقف ہم آغوشی کا ڈھنگ — سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان — ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہے شوق شہادت کا یہی — دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اٹھے یہان سے تو اٹھے — اٹھ سکے ہم آستان یار سے

مین اسے پیر مغان سمجھا امیر
مست جو نکلا در خمار سے

صلح کل مین ہے ابھی شرکت کہین تھوڑی سی — اور رہے پیر خرابات نشین تھوڑی سی

مدد لے شوق سجود المدد لے شوق سجود — سر نہ اٹھے ابھی باقی ہے جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کباب دل بریان مین مزہ — چاہیے الفت خال نمکین تھوڑی سی

دیکھے مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہین بوسے
خالی افشان سے نہ رہجائے جبین تھوڑی سی

جان آجائے ابھی جامے سے باہر ہو ثمین
دے جگہ دل جو وہ پردہ نشین تھوڑی سی

نقد جان دل کیطرح دیکے ابھی لیتا یون
لذت درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی

خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملک ہندو مین ہے کعبے کی زمین تھوڑی سی

دانۂ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال
بانگی چاہیے اے پردہ نشین تھوڑی سی

روزہ دارون کو نہین خواہش لذت اے چرخ
وقت افطار ملے نان جوین تھوڑی سی

نزع کا وقت ہے اب دیر نہ کر آنے مین
رہ گئی ہے نگہ باز پسین تھوڑی سی

کوچۂ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر
چاہیے روشنی شمع یقین تھوڑی سی

خلق اغیار سے بیجا ہے نہین گر عادت
اپنے دامن ہی سے لیجیے چین تھوڑی سی

عشق گیسو مین مرے دل کا ہے سودا کچھ اور
بڑھ گئی بات تھی اے طفل حسین تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اے جان جہان
آسی انداز سے کہہ لے کہ نہین تھوڑی سی

کوچۂ یار مین ہون لاکھ طپش کے سامان
پھر جو تسکین ہے دلکو تو وہین تھوڑی سی

شور محشر کا سنا ذکر جو اعدا سے امیر
مل گئی لذت خال نمکین تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ خنجر کین تھوڑی سی
آگئی نیند دم باز پسین تھوڑی سی

اڑ گیا توسن دلدار جھجک کر کوسون
گرد پہونچی جو مری تا سر زین تھوڑی سی

بد دماغی ہے یہ اورون سے یہان تاب کہان
لاکھ تیغین ہین مجھے چین جبین تھوڑی سی

ہون وہ کافر کہ جھکا سجدۂ بت مین سر دست
ابھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی

میرے اشکون سے یہ تر ہے نکل آئے پانی
کھودے روزانہ کو اگر کو زمین تھوڑی سی

دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
وا کفن ایسے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی

سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم
گر نہ ہوتی ہوس تاج و نگین تھوڑی سی

تیری آنکھوں کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی
لیگئے آہمین سے یہ آہوئے چین تھوڑی سی

ہدیہ دوست تجھے کرین ہم اے شکر گذار
رہ گئی سوکھی جو ملی نان جوین تھوڑی سی

شوق سجدے کا ہی اوس مہ لقا کے در پر
دمبدم سائی کی بڑھتی ہی جبین تھوڑی سی

تنگ آئے ہین بہت بیٹھ رہین آن جا کر
اس جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی

عذر تقصیر ہی تقصیر رہی اچھی تھی مجھے
بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی

نوک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ
رکھ گیا نوک کی صورت گرچین تھوڑی سی

بد دماغی کا نشان بھی ہے کچھ از نقاش
اسکے نقشے مین بنا چین جبین تھوڑی سی

خم چڑھا جائین تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ اترا
کیا ہمین ہمسے خرابات نشین تھوڑی سی

وسعتین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دلمین کچھ غبار آئے
عجب نہین ہے کہ آندھی تہ مزار آئے

وہ لیکے تیر و کمان جب پے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجیب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
کسی نے بھی نہ سنا ہم بہت پکار آئے

گڑھے مین گور کے پھینک آئے اقربا مجکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اتار آئے

فلک نے ساتھ مصیبت کے جھیلتین بھی دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایکبار بلانے پہ لاکھ بار گئے
وہ لاکھ بار بلانے پہ ایکبار آئے

نہین تو جان بھی دینے مین ہے آپکو نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگان جو نزع مین سمجھے
پے طلب در دولت سے چوبدار آئے

جنون نے دوسے عداوت کو کوپلین پھوٹین
شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے

خلیل سا ہان مین نہ قائل ہوا ستارون کا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہو دلمین کیا گھر تمہاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہی چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
بتون کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شراب میکدہ کب ہی نصیب زاہد مین
حصول کیا ہی جو مطبخ مین روزہ دار آئے

جو ترک غیر کو مین نے کہا تو وہ بولے
کہان کے آپ بڑے ایسے دوستدار آئے

گناہگارون کا چورنگ کھیل ہے انکو
ادھر ادھر گئے دو چار ہاتھہ مار آئے

جلا ہون یہ فلک سرد مہر کے ہاتھون
لگاؤن ہاتھہ تو کافور کو بخار آئے

کہان فلاح کہ اب چاہتا ہے چرخ دنی
در بخیل پہ حاتم امیدوار آئے

یقین ہے ذکر کرے میری جوش وحشت کا
جو آبلے کے دہن مین زبان خار آئے

جلاتے ہین شب غم مین اور بھی جگنو
کہان سے اڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے

لہو نچوڑ کے بھر دون وہ رند سرکش ہون
نظر جو شیشۂ خالی دم خمار آئے

جنون کی فکر اٹھانے کی آہ سحر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہی عیادت کرنے
غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے

جان دو پھر غم فرقت مین ہی ہمکو لیکن
کون جائے ملک الموت کی منت کرنے

اسکو سمجھانے نہین جا کے کسی دن ناصح
روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے

تیر کے ساتھہ چلا دل تو کہا مین نے کہان
حسرتین بولین کہ مہمان کو رخصت کرنے

آگے میخانے مین تھے پیر خرابات آہ سحر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بوقت بحر غم سے کشتی جان حزین نکلی
ابھی ہنچی کبھی اچھلی کہین ڈوبی کہین نکلی

عجب انداز سے مقتل مین اسکی تیغ کین نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی

زمانہ ہو گیا موجود جسدم ہان کہا تو نے
ہوا نابود عالم جب ترے منہ سے نہین نکلی

تعلی مین کمی کی کب ہماری طبع عالی نے
بنایا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی

خدا کا شکر وہ بت نزع کے دم دیکھنے آیا
نکلنے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسین نکلی

دکھایا لطف زلف مشکبو مین حرف افشان نے
شب دیجور مین کیا چاندنی اک مہ جبین نکلی

وہ کشتہ تھا مسیحون کا کہ میری خاک تربت پر
کسی نے گر کوئی بویا تخم شاخ یاسمین نکلی

وہ کیا پردے سے نکلے جسکے پیراہن کو غیرت ہو
ہوا چین بر جبین دامن جو کھینچی آستین نکلی

جو بجلی ابر مین چمکی کبھی قیس حزین سمجھا
اسیر خیمہ سے باہر لیلی محمل نشین نکلی

وہ تھا غم دوست سنگ جور گردون جب پڑا مجھپر
شکست شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی

سوال وصل اُس بت سے کیا لیکن مین ڈرتا ہون
بنے گی لیک تیوری کی اگر منہ سے نہین نکلی

ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے
وہی قوس قزح بنکر سر چرخ برین نکلی

تصور بسکہ تھا دل مین امیر اُس یار زیبا کا
پری بنکر ہمارے منھ سے آہ آتشین نکلی

رند خراب تیرا وہ جم پیے ہوئے ہے
الفت سے جان شیشہ ترا ہتھیلی لیے ہوئے ہے

کس شان سے وہ مہوش آتا ہے میکدے مین
قاضی ہے جو صراحی مفتی سبو لیے ہوئے ہے

آتا نہین نظر کچھ گو سامنا ہے اسکا
گویا بیچ مین تحیر پردہ کیے ہوئے ہے

ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساعی
رشتہ کھنچا ہے سوزن ہاتھ کو سیے ہوئے ہے

پیر مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوار
جمشید بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہے

حرمت مین دخت رز کی اصرار ہے جو اتنا
یہ بات کیا ہے زاہد واعظ پیے ہوئے ہے

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یار تجھکو
کب سے ڈھٹی وہ تیرے [illegible] ہوئے ہے

دل عاشق مین کیونکر عکس روئے دلربا ٹھہرے
تجلی آفتاب آئینہ شبنم مین کیا ٹھہرے

سفر ٹھہرے تو قسمت بیچ دے پرکار کی صورت
قدم ہو ایک اگر اپنا روان تو دوسرا ٹھہرے

جو چشم غور سے آئینۂ توحید کو دیکھا
تو سب اپنی [illegible] ہے [illegible] ہم نہ کچھ اپنی خود نما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ ڈالک پیرا اپنا
عزیز احباب پہلے راستے مین جا بجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہل محشر کی
جما کر ایک ٹکڑی حسرتون کی ہم جدا ٹھہرے

زہے حسرت نکالے ہم گئے جب بزم جانان سے
بہت منہ پھیر کے دیکھا دیر تک رو بہ قفا ٹھہرے

تھا سیلاب طوفان موج اشک کشتی ہے بے لنگر
نہ رکے روکے سے وہ کیونکر یہ ٹھہرائے گیا ٹھہرے

زمین کوئی جانان بھی عجب بےڈھب تختہ تھا
جہان ٹھہرے ہمارے پانون مثل نقش پا ٹھہرے

انام سبحہ کے مانند ہم اُس بزم کثرت مین
جو ٹھہرے سب مین ملکر بھی تو سب سے پھر جدا ٹھہرے

کمال عجز ہمکو لے اوڑا اوج رسا ہے پر
ہوئے بے بال و پر تو ہم مگر دست دعا ٹھہرے

رہے رسوائی کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جدا اُٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

غبار رنگ آرایش سے روشندل مبرا ہین
کف آئینہ پر ممکن نہین رنگ حنا ٹھہرے

نکالے جاتے ہین ہر روز اُسکی پاس خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تپ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

فنا کیسی بقا کیسی جب اُسکے آشنا ٹھہرے
کبھی اِس گھر مین آنکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹھہرے

نہ ٹھہرا وصل کاش اب قتل ہی کا پر فیصلا ٹھہرا
کہان تک دل مرا تڑپے کہان تک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

تہ خنجر بھی منہ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

نہ ہے قسمت حسینون کی بُرائی بھی بھلائی بھی
کرین یہ چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہے جب آغاز الفت مین
دھڑکتا ہے دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کھولدی آئینۂ وحدت نے دونون کی
نہ تم ہم سے جدا ٹھہرے نہ ہم تم سے جدا ٹھہرے

دل مضطر سے کہہ دو تھوڑی تھوڑی جب مزے چکھے
ذرا بہکے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شب خلوت قریب آنے نہ پائے کوئی خلوت مین
ادب ہم سے جدا ٹھہرے حیا تم سے جدا ٹھہرے

اُٹھو جاؤ سدھارو کیون سگِ ہر در پہ رہتے ہو
ٹھہریگا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نہ تڑپا چارہ گر کے سامنے اے دردِ دل مجھکو
کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضاے دوا ٹھہرے

ابھی جی بھر کے وصلِ یار کی لذت نہین اُٹھی
کوئی دم اور آغوشِ اجابت مین دعا ٹھہرے

خیالِ یار آنکلا مرے دل مین تو یون بولا
یہ دیوانون کی بستی ہے یہان میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقتِ بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزارون سے کڑے دن مین رہ و غم دو آشنا ٹھہرے

سوزِ جگر سے شمعِ شبستان بغل مین ہے
داغون کی روشنی سے چراغان بغل مین ہے

کیا خوف ہے جو دفترِ عصیان بغل مین ہے
آنکھین سلامت اشک کا طوفان بغل مین ہے

ہردم کھٹک جو ہوتی ہے سینے مین بار بار
شاید بجاے دل کوئی پیکان بغل مین ہے

کیا خوف زخمِ الفتِ مژگان ہین دل ہے شیر
یہ تیر کھائے ہین کہ نیستان بغل مین ہے

تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا
روشن یہ ہے کہ مہرِ درخشان بغل مین ہے

آئی بہار شہر مین کس جا نہین خوشی
ہر طفل باغ باغ گلستان بغل مین ہے

واقف ہین زاہدان ریائی سے خوب ہم
کلمہ بتون کا پڑھتے ہین قرآن بغل مین ہے

واعظ کتابِ وعظ لیے ہے تو کیا ہوا
بوتل شراب کی بھی تو پنہان بغل مین ہے

کس منھ سے جاؤن داورِ محشر کے سامنے
شرم آتی ہے کہ دفترِ عصیان بغل مین ہے

کافی ہین روشنی کو مجھے داغہاے دل
طاؤس کی طرح سے چراغان بغل مین ہے

شاعر ہین اس زمانے کے دریوزہ گر امیر
نکلے ہین بھیک مانگنے دیوان بغل مین ہے

گردباد اُٹھ کے سراپردۂ در کسکا ہے
اے جنون خانہ بدوشی مین یہ گھر کسکا ہے

جلوۂ خورشید مین یہ پیشِ نظر کسکا ہے
چاک دامانِ سحر رخنۂ در کسکا ہے

توڑتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا
کیا خبر تجھکو کہ یہ دل یہ جگر کسکا ہے

اسطرف منہ نہیں کرتا ہی جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار اُدھر کسکا ہے

تو ہی یان رہنے کو آیا ہی نہ میں او غافل
جو ہے دُنیا مین مسافر ہی یہ گھر کسکا ہے

برچھیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین
آرزو مند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہے

طالب غیر نہین جلوۂ معشوق پسند
غیر شیرین دل فرہاد مین گھر کسکا ہے

دل کے سو ٹکڑے ہون آجائے کلیجا منہ کو
ضبط سے آہ نہ نکلی یہ جگر کسکا ہے

آنکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا
واہ کیا شوخ ہے یہ نور نظر کسکا ہے

دل کبھی منزل حق ہے کبھی بت کا مسکن
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی یہ گھر کسکا ہے

تیرے حُرمان کے اگر ملک مین آئے حور نہین
باغ فردوس مین یہ قصر گہر کسکا ہے

عکس آئینہ صفت ربط ہے منہ دیکھیگا +
خوب واقف ہو نہین دلمین ترے گھر کسکا ہے

لاکھ لاکھ اُس شہ خوبان کے ہین احسان امیرؔ
عشق منزل تلک اس طرح گذر کسکا ہے

دیر مین کون ہے کعبے مین گذر کسکا ہے
یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے

تیر پر تیر لگا و تمھین ڈر کسکا ہے
سینہ کسکا ہے میری جان جگر کسکا ہے

نہ پھری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور
کشور مصر کو کنعان سے سفر کسکا ہے

تندرستون نے قضا کی ہوے بیمار صحیح
پہلے کیا جانیے دُنیا سے سفر کسکا ہے

خوف میزان قیامت نہین مجکو ای دوست
تو اگر ہے مرے پلّے تو ڈر کسکا ہے

جھانک کر میرے سیہ خانے کو کہتا ہے یہ ماہ
تیرہ العظمۃ للہ یہ گھر کسکا ہے

دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما
خاکساری کا نہین آبو یہ ثمر کسکا ہے

کوئی آتا ہی عدم سے تو کوئی جاتا ہے
سخت دونون مین خدا جانے سفر کسکا ہے

چھپ رہا ہی قفس تن مین جو ہر طائر دل
آنکھ کھولے ہوئے شاہین نظر کسکا ہے

کھول کر منہ کو مری گور مین باتندہ عروس
بولی عبرت کہ ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہے

خُلد بے شبہ خدا دیگا بنی آدم کو
باغِ مملوک پدر غیر پسر کسکا ہے

امِ شاعر نہ سہی شعر کا مضمون ہو خوب
پھل سے مطلب ہمین کیا کام شجر کسکا ہے

لاش زیرِ شجرِ کوچۂ محبوب گرے
عمل نیک نہ تھے تو یہ ثمر کسکا ہے

صید کرنے سے جو ہو طائرِ دل کے منکر
اے کماندار ترے تیر مین پر کسکا ہے

شوق ہوتا ہو عمارت کا تو مجھ سے عبرت
کہتی ہے گور جھجکا کر کہ یہ گھر کسکا ہے

میری حیرت کا شبِ وصل یہ باعث ہو امیر
سر بہ زانو ہون کہ زانو پہ یہ سر کسکا ہے

جہان مین ہم کوئی دم صورتِ حباب رہے
خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب رہے

فراقِ نرگسِ میگون مین ہم خراب رہے
تمام عمر سیہ مست بے شراب رہے

نہ مجکو آئے نہ اُنکو حساب بوسون کا
یہ لین دین الٰہی علی الحساب رہے

نصیب ہو کہ نہو صبح دیکھنا غافل
خیال موت کا لازم ہو وقتِ خواب رہے

پھنسے حساب مین وزرِ حسابِ اہلِ حساب
حساب جنکو نہ آیا وہ بے حساب رہے

وصال مین بھی نہ دیکھا بُرا ہو غفلت کا
ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب رہے

نہ زر سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے
یہ سب رہین نہ رہین عالمِ شباب رہے

وہ اور ہین جو حسینون کی بزم مین ہین ذلیل
کہین حضور رہے ہم کہین جناب رہے

کرین نہ شکوۂ دیدار طالبِ دیدار
کلیم ہم تیہ مین مدت تلک خراب رہے

جلائیے دل کو تو اچھی طرح سے آتشِ غم
مزا کچھ اسمین نہین خام جو کباب رہے

خدا کا نور چھپائے سے چھپ نہین سکتا
جہان رہے وہ عیان مثلِ آفتاب رہے

بھر آئیگا دلِ مینوش دیکھکر خالی
نظر سے دور ہی مینائے بے شراب رہے

قطعہ

خدا نے مجکو سلیقہ عطا کیا ہے بہت
ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب رہے

عجب نہین کوئی مسلم کرے جو دعوی عشق	قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

امیر کیجیے توبہ کی فکر پیری مین
مزے شراب کے تا عالم شباب رہے

جہان مین یوہین جو دور انقلاب رہے	یقین ہر شپرہ کے گھر مین آفتاب رہے
فراق یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر	پیا جو آب تو خجلت سے آب آب رہے
وزیر کو سند شاہ کا ہے فرض اعزاز	نبی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب رہے
کرم کرے وہ توانا جو ناتوانون پر	تو نخل ہوم کے سایے مین آفتاب رہے
شراب خانے کو ہر قصد تیرے وحشی کا	سبو کے ہاتھ مین خشت خم شراب رہے
خدا نے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو	بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب رہے
رہ خطا مین بھی چلیے تو راستبازی سے	مدام زیر قدم جادۂ صواب رہے
غش آئیگا مجھے دیکھا جو دختر رز کا جمال	قریب ساغر مے شیشۂ گلاب رہے
یقین ہے تاب نہ لائے حرارت دل کی	جو دو گھڑی مری بالین پر آفتاب رہے
قصور نفس لعین سے خدا رہا ناراض	گناہ غیر پہ ہم مورد عتاب رہے
ملا نہ محفل جانان مین ہمکو اذن نشست	برنگ شمع خجالت سے آب آب رہے
مبارک ابلق ایام ترک گردون کو	اسی کے ران کے نیچے یہ بد رکاب رہے
خیال رخ یہ بندھا ہمکو عشق گیسو مین	کہ شب کو دن کی طرح روبآفتاب رہے
حریص دولت دنیا کا دل ہو گیا خرسند	گذر ہو چغد کا جسمین وہ گھر خراب رہے

خطاب ہر لب ساغر کا محتسب سے امیر
پھرے جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یار دلستان سے	نیا روز ایک لائین کہان سے
بگولے خاک سے اٹھتے ہین اتبک	نہ مرکر بھی دبے ہم آسمان سے

حسین سب بیوفا ہین حضرت دل — وفادار آپ لائین گے کہان سے
ادھر دیکھو حیا کیسی شب وصل — اُٹھاؤ بھی یہ پردہ درمیان سے
خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد — لپٹ کر خوب روئے باغبان سے
جواب یہ بوسۂ لب سے ہے انکار — کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے
نکلتا ہے مرا دم ڈر نہ جاؤ — خدا حافظ ہمارا تم یہان سے
خیال قامت محبوب آیا — مین جی اُٹھا قیامت کے بیان سے
کہان دیر و حرم مین عشق مشرب — یہ لوگ آزاد ہین قید مکان سے
خط قسمت مٹے جبتک نہ لے دل — جبین اُٹھے نہ اُس کے آستان سے

امیر اسکو نہ دردِ دل سنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غم دلدار مجھے — روئیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے
عیش بیرنج کہان غمکدۂ عالم مین — نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے
تیرے جاتے ہی احبا نے کیا دفن اے روح — تو جو ہوتی تو نہ کرسکتے یہ گرفتار مجھے
سیل سان جوش مین آکر جو مین پہونچا دیر تک — خوف سے بیٹھ گئی دیکھکے دیوار مجھے
گر پڑا دیکھ کے چاہ ذقن اُس یوسف کا — مل گیا گوشۂ خلوت سر بازار مجھے
روز محشر در جنت سے جو اُنکا دامن — آگیا یاد سگ کوچۂ دلدار مجھے
لال کردونگا کوئی دم مین بہت کھنچتی ہے — منہ پر چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے
آنکھ کہتی ہے تہ دل سے کہ کرے گی برباد — خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے
کیا قیامت سے ڈرون عاشق قامت ہون مین — ایسے فتنے نظر آئے ہین کئی بار مجھے
بیچ ہر مر جانے سے بڑھ جاتی ہے انسان کی قدر — دوش پر لیکے چلے ہین مرے غمخوار مجھے
جو ہر تیغ مرے دام مین وہ طائر ہون — مشتری ذبح کرے گا سر بازار مجھے

گھر سے نکلا تو وہ تھا ساتھ جنازے کے امیر
رُک رہا جان سے وارفتۂ رفتار سے مجھے

خلعتِ روز ازل بے سر و سامانی ہے
خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے

کون کہتا ہے اُسے برق چمکتی ہے جو برق
کسی معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہے

زلف بڑھکر نہین آتی ہے قدم تک تیرے
قدِ آدم مری تصویر پریشانی ہے

محو نظارۂ قاتل ہون مین ایسا دمِ ذبح
کہ ہر اک داغ بدن دیدۂ قربانی ہے

ہاتھ مین نامۂ اعمال کی جا روز جزا
اپنی بخشش کی سند داغ پشیمانی ہے

صورتِ آئینہ کیا نیک و بدِ دہر سے کام
خطِ تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اُترا
کس قدر چست مرا جامۂ عریانی ہے

لطفِ ساقی سے حکومت ہے زمانے کی نصیب
کشتیِ مے مجھے اورنگ سلیمانی ہے

ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہے قاتل
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہے

معنیِ مطلعِ ابرو تو بتا دین مجھکو
تیری آنکھون کو جو دعوائے سخندانی ہے

مجمعِ عام مین نکلے عبث اے پردہ نشین
کب گوارا تری تلوار کی عریانی ہے

دیکھکر نقشِ قدم کو ترے کہتا ہے فلک
یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے

بارھ پر آئے تو پی موت مرین حضرتِ خضر
گھاٹ مین یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

کم نہین آئینہ خانے سے یہ سب بزمِ جہان
جس طرف دیکھیے اک عالمِ حیرانی ہے

جلوۂ شاہدِ رحمت ہے گناہون سے امیر
درۃ التاج کرم اشکِ پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے مگر ناتوان ہے
پرہیز کون توڑے ہم اتنے کہان ہے

پامال سرکشون کے سبب ہم جہان ہے
دب کر زمین کی طرح تہِ آسمان ہے

خنجر کو رکھ کے زخم مین اُس ترک نے کہا
ایسے دہن مین چاہیے ایسی زبان ہے

ممکن نہین کہ دلمین چھپے عشق زلف یار
آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان رہے

کعبہ بھی چند روز رہا ہے صنم کدہ
چندے خدا کے گھر مین بھی بت میہمان رہے

تا حشر انکو ناز مبارک مجھے نیاز
مانند عشق حسن بھی یارب جوان رہے

یارب چھٹین نہ زلف سے ہم عاشقون کے دل
آباد ہندوؤن سے یہ ہندوستان رہے

دونون جہان کی فکر سے فارغ ہین مے پرست
ہو خم کی خیر مغ کی سلامت دکان رہے

دو روز بتکدے کی بھی کر آئین چل کے سیر
زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان رہے

دلمین سوا خدا کے نہین جاے غیر خوف
خلوت کیواسطے بھی تو کوئی مکان رہے

چشم کحیل یار نے دم بند کر دیا
سرمے کی گرد مین مرے نالے نہان رہے

مانند مردمک اسے آنکھون مین دین جگہ
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان رہے

مین ہون حباب مجکو تعلی سے کام کیا
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان رہے

اخفا طبیب سے ہے تپ عشق کا ضرور
نبض استخوان مین شمع کی صورت نہان رہے

لازم ہے فکر دوست مناسب ہے ذکر دوست
جبتک بدن مین جان ہے منہ مین زبان رہے

ہستی مری مثانہ سکی نیستی امیر
وہ ذکر خیر ہون کہ جو ورد زبان رہے

پوشیدہ خط سے جوہر حسن بتان رہے
اپنے دھوئین مین آپ یہ شعلے نہان رہے

مجھ مین رہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان رہے
قالب مین رہ کے روح کی صورت نہان رہے

ہم غافلان دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
تھا کدھر میزبان کہان میہمان رہے

ہے حسن مین بھی معنی روشن کا خاصہ
دلمین عیان رہے وہ نظر سے نہان رہے

دیر و حرم مین سجدہ در دوست پر کیا
تھے آستان یار پہ حاضر جہان رہے

انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
بو ہو کے اس چمن کے گلون مین نہان رہے

غربت مین موت آئی ہے تربت بھی خام ہو
کچھ بیکسی کا بعد فنا بھی نشان رہے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہیں ہم تمھارے گھر — لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان رہے

آئی ندائے غیب گرا جیب میں بیقرار — مشکل ہے اب زمین تہِ آسمان رہے

تکلیف دے خضاب کی ہمکو نہ اے ہوس — کچھ روز اور پیر بھی سہی برسوں جوان رہے

کیسی تڑپ دبے نہ کی آنکھ سامنے — کتنے درست ہوش دمِ امتحان رہے

شبنم ہمیں خدا نے بنایا ہے تجھکو مہر — تیرا جو ہو ظہور تو پھر ہم کہان رہے

راضی ہیں ہمکو پھیر کے منھ ذبح کیجیے — باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان رہے

لاؤں بھلا کہاں سے دلِ بے ملال میں — اے دوست غمکدہ تو یہ ہے غم کہان رہے

لے آہ کر مدد یہ کہاں تک مخالفت — یا ہم رہیں زمین پہ یا آسمان رہے

ہوتا وصال ذرّہ و خورشید کیا امیر — چار آسمان آٹھ پہر درمیان رہے

گلشن میں سرو فوج مثل نشان رہے — عالم میں سربلند رہے ہم جہان رہے

یارب حیا سے شہرۂ حسنِ بتان رہے — نیچی نظر سے حسن کی اونچی دکان رہے

لازم ہے اسکے رخ پہ نمودِ خطِ سیاہ — ممکن نہیں کہ آگ کے نیچے دھوان رہے

حاتم کا داستانوں میں اب تک ہے تذکرہ — وہ کام کر کہ ناموروں میں نشان رہے

نیرنگ انکی شان تجلی کی دیکھیے — اتنے ہوئے عیان کہ نظر سے نہان رہے

زیرِ زمیں بھی آہ کی عادت ضرور ہے — قابو میں تا کلیدِ درِ آسمان رہے

گلشن میں مجھسے ہو یہ تقاضاے اضطراب — کھٹکا ہو جس شجر میں وہیں آشیان رہے

جسکا نشانہ ڈھونڈھتی ہے پھر تیرِ یار — کیوں رات دن نہ پشت خمیدہ کمان رہے

یوں بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہوگئے تمام — کشتی میں جیسے ساکنِ کشتی روان رہے

آیا کبھی نہ سانہ سگِ یار اس طرف — برسوں لحد میں ڈھیر مری استخوان رہے

اب دیکھیں کیا دکھاے نشیب و فرازِ دہر — ابتک تو جس زمین پہ ہے آسمان رہے

بیکار ہی زمانہ سے بیکار کب ہوے
ہم نبض دست شل کی طرح سے وان سے ہے

بیڑا ہو پار عشق مژہ مین کٹی جو عمر
خنجر کی دھار پر مری کشتی روان سے ہے

صیاد ادھر خلاف ادھر باغبان امیر
ہم بار خاطر قفس و آشیان سے ہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آئے
اسطرف جھوم کے گلزار مین بادل آئے

طالب گل بھی رہین منتظر یار بھی رہین
دیکھیے کون شب ہجر مین اول آئے

سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھکر قاتل
تیغ مین بال کمر مین نہ تری بل آئے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ دودم پر پڑ جاے
ایک دو اُسکو نظر صورت احوال آئے

ہجر جانان مین کہان صورت آرام نصیب
چونک اُٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئے

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمر اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوش وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گریز
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پر ہون دل اہل تماشا پامال
کبک طاؤس کو تیری سی جو چھل بل آئے

وقت گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہے یاد
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے مجکو
درد سر ہو جو مرے سامنے صندل آئے

ہین وہ نادان جنھین دو روز کے جینے پہ ہے ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

دود آہ دل پر سوز جو ہم نذر کرین
چشم جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہون وہ وحشی جو کرون دشت نوردی شبکو
ہر قدم غول دکھاتے مجھے مشعل آئے

ہے یقین خشک نہ پا مین نہ رہین کانٹون کی
پانون چھالے کے لیے ہاتھ مین چھاگل آئے

لوٹ کر دل نے دکھائے اثر نالہ و آہ
ہے عجب شاخ شکستہ مین نئے پھل آئے

عشق زلف سیہ یار نے مارا ہے امیر
سایہ کرنے کو نہ کیون گور پہ بادل آئے

ورنہ عارض ہو دور گو تو مجھے کل آئے
دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل سے آئے
بلبلِ ضعف آج اگر منہہ سے نکالون آزاد
وادیِ شوقِ شہادت جو قیامت سے آئے
کفر کعبے مین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین
ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ جو کیا
وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی
سر سے اوڑھو نہ دوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہے
پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے

پانون گھس جائین جو سر تک مرِ صندل آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے
جلد آئے جو مرے کان تلک کل آئے
لوگ محشر کو گئے ہم سوے مقتل آئے
دیکھو عارض پہ کہین یہ سیکے نہ کاجل آئے
سر کے ٹوکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے
ولکو ڈھونڈھون تو مری ہاتھ مین بوتل آئے
خوب ہی مجھپہ برستے ہوئے بادل آئے
بنکے گھونگھٹ کہین چہرے پہ نہ آنچل آئے
باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک و کاٹ کے جز نخلِ تمنائی امیر
پھول کمبخت مین آئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فرزند دلپذیر مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفٰے آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پہ غلط
یہ دردِ دل دروغ یہ زخم جگر غلط
اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کس قدر غلط

طوفان جوش گریہ بے اختیار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ
آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا
ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا

جب آزمائیے تو نہ یہ ہیچ نہ وہ بجا
سوز جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا

شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوۂ بخت زبون دروغ
ہان دل کے پیچ و تاب سے سوز جنون دروغ
ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہین سب بناؤ مین ہمین فقرے نہ دیجیے
ساقی صبیح ہو تو صبوحی نہ پیجیے
دوڑائیے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے
آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے

عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین
صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین
بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین

اظہار پاکبازی و ذوق نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گر میان
کرتے ہین مہر جب کبھی ہوتے ہین مہربان
ہم بر سر زمین ہین وہ بالاے آسمان
لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دلنشین
جسکا نہ سر نہ پانون ہو اسکا ہو کیا یقین
اس جھوٹ کی ہے بندہ نواز انتہا کہین
سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین

ہمسکو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کمر غلط

شیطان بھی تمھارے فریبون سے مات ہے
تم دن کو دن کہو تو مین سمجھون کہ رات ہے
اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہے
کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے

سینے کو اپنے اسکے سمجھنا سپر غلط

تم لاکھ قسمین کھاؤ نہ مانونگا مین کبھی
کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہے دل لگی

نادان بنا رہے ہین ہمین آپ واہ جی | مٹھی مین کیا دھری تھی کہ چپکے سی سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام | صاحب یہی ہی مگر تو بندے کا ہے سلام
یہ کون بک رہا ہی اگر ہم ہوئے تمام | پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہی کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہی سر رہگذر غلط

مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین لو وہ مر گیا | بیڑے مین عاشقون کے عجب کام کر گیا
سر پیٹین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا | ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اوڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اپنا نہ تانیئے | فقرون مین ہم نہ آئینگے گو خاک چھانیئے
کیا فرض ہی کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیئے | آیت نہین حدیث نہین جسکو مانیئے

ہے نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا | الزام اٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزار ہا
کہنا نہ تھا امیر کہ اظہار ہے برا | یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا

کیون یہ کہا کہ دعوے الفت مگر غلط

رباعی

گھر گھٹنے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے | روتی ہی لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے
یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہو کر | یا گھر ہوتا ہے آج رخصت ہم سے

رباعی

ہر گھر مین شرابی ہے الٰہی توبہ | ہر در پہ کبابی ہے الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور وہ رہ ساغر | کیا خانہ خرابی ہے الٰہی توبہ

رباعی

زاہد ہو کر جو شغل مے چھوڑ دیا
اللہ رے فساد خون بدن پھوڑ دیا
فریاد ہے مجھ شکستہ دل کی یارب
توبہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اوروں کو تو دنیا میں قضا نے مارا
دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا
پر صورت مرگ و زیست اپنی ہے جدا
اس لب نے جلایا تھا ادا نے مارا

رباعی

کمرے میں تو شب وہ ماہ سیما آیا
اس پر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
چھڑوا دیے پردے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہی جو دم بھرتے ہیں مردم اسکا
قتال زمانہ ہے تکلم اسکا
کیا تیغ دو دم ہے اسکی تحریک دو لب
کیا نیمچہ سے نیم تبسم اسکا

رباعی

مشکل سے تجھے او گل رعنا پایا
کونین میں پھر کر ترا کوچا پایا
دنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی
صغرا کبرا سے یہ نتیجا پایا

رباعی

آنکھوں سے ہے رنگ مے پرستی پیدا
پلکوں سے ہے شان پیشدستی پیدا
کچھ حاجت مے نہیں کہ ہے آپ سے آپ
ان پتلیوں سے ہے سیاہ مستی پیدا

رباعی

سنتا ہوں ہوا جلوہ نما عید کا چاند
ہے اسکی جدائی تو کجا عید کا چاند
وہ ابروے پرخم نظر آئے جو مجھے
البتہ یہ سمجھوں کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہاں شکیب شیدا ہو کر
دل زندۂ جاوید سے ہے مردا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجھکو گردون
گرد اُسکے پھرے خاک بگولا ہو کر

رباعی

ایسا ہون مین باوفا ہون کشتۂ ناز
ہڈی سے بنے شانہ پس سوز و گداز
وہ شانہ یقین ہے ہمہ تن ہوکے زبان
دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہاں دشت مین ہم لیتے ہین
تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہے ایسی
آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

شہرے کرم پیر خرابات کے ہین
جلسے وہین رندان خوش اوقات کے ہین
سن کر تھے مگر یہ ذکر سنتے سنتے
زاہد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے
بگڑے ہوے کیا کام بنائے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس
تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے
دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
کر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم
آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہمین گلشن سے اجی ہاتھ لگے
کھل جائے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھہ تو لو
گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خطِ یار نے کیا نام خدا لکھا ہے — القاب جُدا شوق جُدا لکھا ہے
ملجاے یقین ہے مرض غم سے نجات — نامہ نہیں تعویذ شفا لکھا ہے

رباعی

ہٹ جاؤنگا غم مین جان کھوتے کھوتے — اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہے شمع صفت اگر یہی سوزش دل — گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے — رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
یہ کعبہ کہان اور کہان ہم مجرم — سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی — نکلے الفت کرے عداوت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہی منصف یہ کہین — شاعر کو کہان نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے — تحفے سے کیے منظور نظر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا — قاصد کی خبر سُنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شب ہجر رلانے کے لیے — مین ایک نہین سب کے ستانے کے لیے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہی عالم — آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لیے

رباعی

کیا تیری جُدائی مین ستم دیکھتے ہین — دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہین
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے — ایسا تو جہان مین کوئی کم دیکھتے ہین

رباعی

خواہان طرب ہر جسے ادراک نہین | آرام تہ گنبد افلاک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش | جز دُرد تہ جام یہان خاک نہین

رباعی

غائب بہت اے جان جہان رہتے ہو | مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہر چند کہ آنکھون مین ہو تم دلمین ہو تم | معلوم نہین پر کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے یارون سے گرمجوشی کیسی | گندم و کھلاکے جو فروشی کیسی
پھر جائینگی آنکھین جو پھری ہے نظر | صدقہ آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جان جہان یہ بیوفائی ہم سے | اغیار سے اخلاص رُکھائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اس طرح الگ | گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون | کچھ دلمین نہین دلکو یہ سمجھاتا ہون
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر | سچ کہدو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اٹھالے ہم سے | کتنے تو نے رنگ نکالے ہم سے
پچتاؤگے آخر کو کہے دیتے ہین ہم | دنیا مین کہان چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو | بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو | لین نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب باہم شرف الدولہ ذی حشم | جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ
تشبیہ نقش پاے مبارک سے دون اگر | پھینکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ
فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خذف | ٹوٹے ہون آفتاب پڑے جسطرف نگاہ
رونق تھی بادشاہی اخترنگر کی اور | جبتک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ
اچھون کے اچھے ہوتے ہین سچ ہے جہان مین | یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ
ہین رنگ و بوے باغ شرف دختر و پسر | دونون دُرِ یگانۂ دریاے عز و جاہ
دونون کی شادیان ہوئین ایوان نے پائی زینت | گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ
عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب | محروم ایک فیض حضوری سے خیرخواہ
لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر | مشہور ہے جہان مین کہ دل سے ہے دلکو راہ
دل سے تمام شب ہین باتین سرور کی | اشعار کچھہ زبان پر آئے دمِ پگاہ
وہان دھوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم | دی عیش نے صدا کہ مبارک کرے الٰہ
پایا ہوا اس چراغ سے اُس شمع نے فروغ | اُس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ
گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے | نرگس کو لائے گل کے قرین باد صبحگاہ

تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امیر
یہ نہ قرین بزہرہ دہ زہرہ قرین ماہ
۳
۱۳۰۰ھ

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت | جنکے رخ سے مقتبس ہر بار چاند
اُنکے دخت و طفل دونون ارجمند | ایک سو رخ ایک بے تکرار چاند

عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا
آئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالا مال حُسن — لوٹنے کو دُرِّ غلطاں کو میانہ مل گیا
لوح پیشانی سے صفحہ ہوگیا عرش آستان — مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا
دانت شرما کر نکل آئے صدف کر بحر میں — موج کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا
کیا صفا ہیں جتنے نقطے تھے وہ موتی بن گئے — ہنس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا
محو مدحت اُڑ کے جا بیٹھا نہالِ فکر پر — مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا
بندش صاف آئینہ ہے خود نمائی کے لیے — شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا

سال سے ہے اوج نجم مشتری روشن امیر
جسکو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گہر عالی نژاد — ہے سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے
موجد انداز تحریر طلسم لکھنؤ — اور وصف انکے ہیں باہر حیطۂ ترقیم سے
نظم اک غنچہ ہے انکی بوستانِ طبع کا — نثر اک گل ہے بہار روضۂ تعلیم سے
اب چھپے ہیں مخزن اخبار میں گوہر نشان — ہوئے مفلس مالا مال اب پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہ بھرا ہے ایک پرچہ گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو برائے مخزن — گفت در گوش دلم ہاتف از غیب سخن
چار برگیر ز تعداد حروف از مخزن — نصف یکبار ز ہفتاد و دو بارش کم کن

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیرآبادی

چو ام منشی دیوان اکرم — کرم احمد کہ مقبول خدا باد
سفر اندر صفر فرمود زین دہر — بچشم حور خاکش توتیا باد

جہان از رحلتش ویران شد و خلد | بمین مقدم او گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ نوشت
بزیر دامن خیر النسا باد

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفے آباد عرف رامپور

مبارک ہوئے شاعران سخندان | چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت | معانی پہ صدقے مضامین پہ قربان
امیر اسکی تاریخ کہنے کے خاطر | ہوا فکر مین جب کہ سر در گریبان

ندا غیب سے آ سکے کانون مین آئی
کہ افکار نواب یوسف علیخان

قطعۂ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمائش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی | ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیئے
تاریخ مین امیر تکلف سے ہے کیا ضرور | راز و نیاز عاشق و معشوق جانیئے

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی سترھوین ہے | کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر | رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا

قطعۂ تاریخ تہنیت سواری حضور پُر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی | پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھ کے اسکی سواری کا تزک | چشم نرگس بن کے شرمائی بہار

آمد آمد جب سواری کی ہوئی
رنگ یہ اُسکی سواری کا جما
کرتی ہے بادِ بہاری کے حضور
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین

دھوم اُڑ رہی آئی بہار آئی بہار
ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
ہر قدم پر جبہہ فرسائی بہار
بھر کے بیلے کے لیے لائی بہار

یہ بدیہہ ہوگئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تہنیت جشن صحت بندگان والا احتشام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر باولے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبان شاہد عیش
عید کا چاند چرخ پر نکلا
دور دور قرآنِ سعد آیا
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا
دون ہمرنگ کی اُسے کہیے
عید سی عید ہے خوشی سی خوشی
اصل مقصود جشن صحت ہے
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو
ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم
دیکھکر بخشش و نوال حضور
جوڑے زہرہ وشون نے وہ پائے
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر

کہ ہوئی صبح عید شام امید
مل گئی قفل آرزو کی کلید
ہین ہم آغوش مشتری ناہید
مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
جشن صحت ادہر ادہر ہی عید
ہے عجب ساعتِ سعید و حمید
عید ماہِ صیام ہے تمہید
وصل مین وصل اور دید مین دید
کہ یہ عالم نہ دید ہے نہ شنید
چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
اطلسِ چرخ جنکے آگے مزید
کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم

جشن مین جشن اور عید مین عید

قطعہ تاریخ جشن صحت

شرف و ان مہر کو ہر یان عروج ماہ دولت ہے
عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے

کسے سال ہمایون ہاتھہ آتا ہے امیر ایسا
مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے

قطعہ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا
جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریان من

تاب از دل رفت و دل از دست و دست از کار رفت
رفتن او جملہ برہم زد سر و سامان من

تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان
چاک شد مانند دامان سحر دامان من

شکر نعمتہاے او ایمان خود دانستہ ام
ذکر او تا بودہ ام بودست حرز جان من

بسکہ از شور فغانم محشری برپا شدہ است
میشود شور قیامت ہر نفس قربان من

گریہ ام در ماتمش رنگ فراوانی گرفت
می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامان من

بہر سال آن عزیز مصر دلہا گفت امیر
مسند آرای جنان شد یوسف دوران من

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفی آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت نے
تخت پر جب جلوس فرمایا

فرط بالیدگی سے وقت جلوس
پایۂ عرش تخت نے پایا

عرشیون نے کہا مبارک ہو
فرشیون کے سرون پہ یہ بتایا

سایۂ اُس سایۂ الٰہی
ابر رحمت کی طرح سے چھایا

تخت دولت پہ ماہ دولت نے
مہر ہو کر جلوس فرمایا

مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا ماہ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان و انجم طبق ماہتاب مین لایا
نور سے طور ہو گئی کوٹھی پرتو حسن نے یہ چمکایا
کیوں نہ خوش ہون محمدی مشرب عہد خلق محمدی آیا
اس سلیمان نے خلق سے اپنے خاتم دل پہ نقش بٹھلایا
جی اٹھا جس سے چار باتین کین رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
چھک گئے میکشان بزم سوال جام جود و کرم جو چھلکایا
نئے سر سے جوان ہوا اقبال نخل دولت مراد بر لایا
ہے یہ سرتاج تاجدارون کا اے امیر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے امیر سال جلوس
دور دور فلاح خلق آیا ۱۲۸۱ھ

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوئے مسند نشین نور فیض کبریائی سے جو مالا مال ہین
ڈھل گئی ہر نور کے سانچے مین تاریخ اے امیر آفتاب آسمان دولت و اقبال ہین ۱۲۸۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب مغفور ساکن دار الریاست رامپور

آن گرامی گوہر قدسی نفس رحلت از دنیائے فانی چون نمود
گفت امیر سخت جان سال رحیل صاحب ایمان سراپا خیر بود ۱۲۸۹ھ

ایضاً

اللہ نے جو وصف عطا انکو کیے تھے وہ آنہین سکتے ہین قیاس بشری مین
رحلت کی امیر انکی کہی مین نے یہ تاریخ باللہ ملک تھے وہ لباس بشری مین

ترجیع بند

قاصد خوش خبر رحمت غفار آمد — بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد
قطرہ زن آمد و با دست گہر بار آمد — ہمچو سیلاب بہاران سوے گلزار آمد

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہین — جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہین
جھومتے ہین جو شجر سرو ہوا کہاتے ہین — رقص کرتے ہین تو طاؤس یہ چلّاتے ہین

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان مین نئی ترتیب مجلس کی ہوئی — پھر ہوا سرد چلی وجہ یہی اسکی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی — نہین معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

او تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو — دیکھنے شاہد مقصود کے جوبن کو چلو
سیر کا وقت ہے گردان کے دامن کو چلو — بیٹھنا گھر مین مناسب نہین گلشن کو چلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہین مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے — ہر روش ناچتے ہین مور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہے زور گھٹا چھائی ہے — صحن گلزار مین گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتین مے کی دکانون کی خداداد ہوئین | اڑ چلین بوتلین ایسی کہ پریزاد ہوئین
خاطرین قید غم دہر سے آزاد ہوئین | بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلا کے سنائی کیسی | ہان مین ہان کوندہ کی بجلی نے ملائی کیسی
شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی | تھی تمنا جو تمھین آج بر آئی کیسی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اس طرح کا جیسے کسی محبوب کی خو | شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر سر مو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو | کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبا ہے پہلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ سے چلے | خانقہ مین ہو جو زاہد سوے میخانہ سے چلے
بقدرت ہو کہ نہو کام سے چلے یا نہ سے چلے | زور جبتک کہ چلے بادہ مستانہ سے چلے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہو زیر فلک جلوہ گری | ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہے پری
زاہد خشک بھی دیکھین گے تماشائے تری | کشت امید ہوئی بادہ پرستون کی ہری

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر | صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر

فضل خالق نے کیا کھل گئے اُمید کے در ‏ آمدہ ہرکاروں سے میخواروں کو کردین یہ خبر

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

رُخ جو ہین زرد وہ گلنار نظر آئین گے ‏ جتنے زہاد ہین میخوار نظر آئین گے
لالہ رو صاحبِ آزار نظر آئین گے ‏ زعفران زار چمن زار نظر آئین گے

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

اب نہ پوچھو کہ احوال بیان کا کیا ہے ‏ گر سکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہے ‏ یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

جتنے میکش ہین امیر انکو سنائے یہ پیغام ‏ دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
کہ انھین مے کے لیے عیش کے سامان ہین مدام ‏ فیض سے انکے سناتا ہے یہ تمکو لبِ جام

تُند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الاعظم

جب تک کہ روز عید مسرت فزا رہے ‏ جب تک کہ کعبہ قبلۂ اہلِ صفا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے ‏ مسجود جب تلک حرم کبریا رہے

قربان ہو تجھپہ عید سعادت فدا رہے
بالاے فرق سایۂ بال ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے ‏ جب تک فروغ زہرہ و نور سہا رہے

جبتک جہان مین چار عناصر کی جا رہے
جبتک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

ہمشل زمین سپہر ترے زیر پا رہے
سر پر مدام سایۂ دست خدا رہے

مسجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر
جبتک کہ معتکف رہین محراب مین بشر
جبتک نمازیون کے جھکین مسجدون مین سر
جبتک وظیفہ خوان رہین زاہد ہر سحر

یارب صف انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر مین پھولین پھلین شجر
غنچے کھلین نسیم سے جبتک کہ ہر سحر
جبتک دماغ و چشم کو دین رنگ و بو ثمر
شبنم ہو گوش گل کے لیے جبتلک گہر

خندان گل مراد بفضل خدا رہے
نخل مراد مین ثمر مدعا رہے

جبتک کہ ابرتر سے چمن فیضیاب ہو
جبتک صدف مین گوہر باآب و تاب ہو
جب تک کہ ماہ آئینۂ آفتاب ہو
جبتک کہ سنگ معدن لعل خوشاب ہو

ہر وقت درفشان کف جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

آباد جب تلک ہر جہان مین جہان علم
جبتک کہ مدرسون مین ہو جوش بیان علم
جبتک کوئی زمین ہو کوئی آسمان علم
جبتک کہ بحث علم کرین طالبان علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرز کلام عیسی اعجاز نما رہے

جبتک کہ فوج نجم پہ ہے تیغ مہر تیز
اضداد اربعہ مین رہے جبتلک ستیز
جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
جبتک دلون کو آب کرے خوف رستخیز

فرق حسود زیر سم باد پا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشور کشا رہے

جبتک جہان مین گردش لیل و نہار ہے
جبتک کہ گرم معرکۂ گیر و دار ہے
شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار ہے
کچھ چیز جب تلک کہ ہو کچھ پہ اختیار ہے

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوا رہے
اقبال حاضر در دولت سرا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہر بلبل کے دلمین داغ
پروانہ جبتلک کہ رہے عاشق چراغ
جبتک رہے فاختہ کو تمناے سرو باغ
آشفتہ عشق مہ سے رہے تا کبک کا دماغ

عارض پہ جان جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا بستۂ زلف دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین
جبتک نگاہ یار کو شاعر سنان کہین
جبتک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہین
ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین

مثل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اسکا جگر نشانۂ تیر قضا رہے

جبتک صدف مین قطرۂ نیسان گہر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے
تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہر گل گل مین رنگ و بو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہے چار سو
جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہے آب جو
جبتک کہ گل ہے جام ہر اک غنچہ ہے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے

اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

ایسا جہان مین حکم کا رسمہ کہ بٹھا دیا
اس درجہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا
نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے سہا رہے
نام اورون کے نام رہے بھی تو کیا رہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو
ہر روز زور بازوے قدرت زیادہ ہو
فرحت رہے مدام مسرت زیادہ ہو
عالم ہو زیر حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظل رسول سایۂ مشکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانون کو قوت نصیب ہے
کانون کو جبتلک کہ سماعت نصیب ہے
جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہے
آنکھون کو جبتلک کہ بصارت نصیب ہے
جان و دل امیر تجھی پر فدا رہے
اسکو کسی سے کام نہ تیری سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم تعلقہ دار سندیلہ تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و نصیر
کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر
چھپا ہے مطبع مین دیوان امیر احمد کا
کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر
کرین مطالعہ اسکا بدیدۂ انصاف
کھنچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر
جو واسطے کو ہوئی فکر از پے تاریخ
کہا زبان قلم نے طفیل فیض امیر

خاتمة الطبع

للہ الحمد و المنة کہ دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان من تصنیف انیف افصح الفصحا امیر الشعرا استاذ الاساتذ مقتدانا مولینا حضرت مفتی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی رحمة اللہ القدیر مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین باہتمام سرپرستی دعلو ہمتی معلی الالقاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بماہ دسمبر ۱۹۰۶ع بار چہارم طبع ہوا

تاریخہای طبع دیوان ہذا

از سخنور عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوانددیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

سخنوروں میں ہیں فرد و یکتا جناب مفتی امیر احمد — کلام انکا خدا ہے شاہد جہان میں مشہور عام ہے لکھ
اگر ہے کچھ فکر سال ہجری خوشی سے عاقل بیاض دلبر — تو دی تاریخ عجیب پیارا کلام معجز نظام ہے لکھ
١٣٢٢ھ

ایضاً

مفتی حسن خدا کا چھپا کیا دیوان — اسکی توصیف ہے حد سے باہر
لکھو تاریخ مسیحی عاقل — طرب آگین ہے کلام خوشتر
١٩٠٤ء

ولہ

چھپا کیا دیوان لکھنؤ سب نے دوستان — صفت اسکی کرتے ہیں جملہ سخنور
اگر فکر تاریخ سمبت ہے عاقل — تو لکھو دیوان دلکش ہے خوشتر
سمبت ١٩٦١

از شاعر ذی وقار منشی مدنموہن لال صاحب سرشار خیرآبادی علیٰ عجائب مطبع

چھپا کیا امیر سخنور کا دیوان — فصاحت میں اچھا بلاغت میں یکتا
جو سرشار ہے فکر تاریخ ہجری — تو لکھو عجب دلربا نظم زیبا
١٣٢٢ھ

از عذب البیان مولنا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

چھپا بفضل خدا سے یہ دیوان — کہ جسکی مدح میں قاصر زبان ہے — یہ تصنیف امیر نامور ہے — جو سر خیل گروہ شاعران ہے
فصاحت اور بلاغت کا ہو کیا ذکر — کہ ہر اک لفظ دیوان سے عیان ہے — نئے مضمون اعلیٰ دلنشین ہیں — اسے سمجھیگا وہ جو نکتہ دان ہے
ہوا مطبوع یہ مطبع میں اوسکے — کہ جسکا فیض عالم میں عیان ہے — جو ہفت اقلیم میں ہے نام آور — جو فخر خطۂ ہندوستان ہے
غرض چھپکر مکمل یہ ہوا جب — کہ جو خارج بحث این و آن ہے — ہوئی تب فکر سال طبع مجھکو — کہ یہ مطبوع طبع شاعران ہے
کہا ہاتف نے از راہ عنایت — تردد در تفکر رائگان ہے — اگر تاریخ کی ہے فکر حامد — تو یہ لکھدو کہ مرغوب جہان ہے
١٣٢٢ھ

ایضاً

درین آوان فرخندہ شدہ مطبوع دیوانے — ز تصنیف امیر نیک طینت پاک بنیادے
دبیر طبع حامد بہر سال انطباع او — رقم کردہ ۔ زہے احسن کلام خوب استادے

صنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد
شید نسیم دہلوی -
لیات میر تقی - مسلم الثبوت اوستاد کا
ام ہے بعد نظر ثانی صحیح ہوا -
لیات ظفر - ہر چہار جلد یہ مجموعہ دیوان
ضرت ظفر مشہور ہے -
کلیات مومن - نہایت پاکیزہ ولایتی
اغذ پر چھپا ہے
یضاً - حنائی جدید -
بہارستان سخن - اردو ناسخ و آتش
اور کی ہمطرح غزلین مع مصرع -
یوان گویا - تصنیف نیتر محمد خان
یا شاگرد خواجہ وزیر -
یوان رند - تصنیف نواب سید محمد خان
بادر لکھنوی شاگرد آتش -
یوان فدا - نہایت عمدہ تصنیف
لوی فدا حسین صاحب -
لدستہ امانت - مخمسات امانت
اعر لکھنوی کے -
یوان اسیر - منشی مظفر علی صاحب
یر شاعر نامور -
یوان غافل - تصنیف جناب منور
ن صاحب غافل ہمپایہ آتش و ناسخ -
یوان ذوق - کلیات ابراہیم
ہلوی متخلص بہ ذوق -

کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین - یہ ایک مجموعہ غز
از طبع سخن آفرین شیخ محمد علی حزی
مجموعہ مین کتب ذیل شامل ہین ۔
حضرت مصنف تواریخ سلاطین مع
آئمہ اظہار دیوان و مثنویات صغیر دل و چمن
خرابات فرہنگ نامہ و تذکرۃ العاشقین وغیرہ -
کلیات مرزا بیدل - اس کلیات مین چار
کتابین ہین - نکات بیدل - دیوان بیدل -
عناصر بیدل - دیوان بیدل
دیوان بیدل - نقل از نسخہ ولایت -
کلیات سعدی شیرازی حاوی رسائل
مفصلہ ذیل دیباچہ کلیات کریما گلستان بوستان
قصاید عربیہ قصاید فارسیہ مراثی ترجیعات طیبات
بدائع خواتیم غزلیات و صاحبیہ مفردات قطعات
رباعیات مثنویات مقطعات مطائبات ہزلیات
خائفہ کاغذ سفید مطبوعہ جدید -
کلیات نظم غالب - فارسی عالیجناب مرزا
اسد اللہ خان بہادر دہلوی کا کلیات ہے
دیوان صائب - کامل از نتائج طبع مرزا
محمد علی صاحب تبریزی مشاہیر شعرائے فارسی
کلیات عناصر و دواوین خسرو دہلوی مجموعہ
چار دیوان - دیوان تحفۃ الصغر جو کلام
صغر سن مین فرمایا - دیوان وسط الحیواۃ بکلام
جوانی - دیوان غرۃ الکمال جو کمال عمر چالیس برس مین فرمایا

...میں تصنیف فرمایا۔

...ی۔ یہ کلیات ولایت کے خطا بوا
...ہونکا اسی سے نقل ہو کر چھپا۔

...یری۔ نیشاپوری کا مع
...ح۔

...ظہیر۔ فاریابی قصائد دیوان
...رباعیات و قطعات وغیرہ۔

دیوان حافظ۔ محشی مشہور دیوان حافظ شیرازی کا ہے۔

ایضاً۔ محشی مطبوعہ جدید بہت خوشخط طبع ہوا ہے کاغذ گندہ ولایتی۔

ایضاً۔ کاغذ سفید گندہ۔

شرح دیوان حافظ۔ باحل معانی و مصطلحات صوفیہ تصنیفات مولوی سید محمد صادق علی صاحب

دیوان شمس تبریز۔ از کلام ولی نادر زادہ محمد بن ملک داد معروف بہ شمس تبریز۔

دیوان مخفی۔ تصنیف مخفی رشتی یہ استاد اہل زبان تھا شب نام تمام کلہے ولایت فارس میں۔

دیوان خواجہ قطب الدین۔ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی اوشی قدس سرہ کی تصنیفات سے نایاب ہے

دیوان خواجہ معین الدین چشتی۔ ایک ہا صفت یہ دیوان محض بعنایت ایزدی اس مطبع کو ملا تبرکاً طبع ہوا۔

دیوان حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین گیلانی مشہور بہ پیران پیر دستگیر۔

دیوان غنی۔ مصنفہ ملا محمد طاہر غنی۔

دیوان مہتاب۔ مشہور نازک فکر منشی مہتاب رائے جید

دیوان سوز دل۔ من نتائج خیالات عالیجناب راجہ رام نرائن صاحب۔

دیوان صائب۔ مشہور دیوان ہے۔

دیوان ناصر علی۔ منشی و شاعر یادگار زمانہ متاخرین قصائد مدحیہ منظام عمدہ عمدہ فارسی وارد دمین

جوہر معظم۔ دیوان مرزا محمد جان اہلی کرانی اور اسکے ساتھ منشی جواہر سنگھ جوہر تخلص کا کلام فارسی ہے

دیوان کشفی۔ مولوی سلامت اللہ مغفور کانپوری نظامی مطبع کا۔

دیوان ہلالی۔ مشہور کلام اہل زبان ہے۔

دیوان نویدی۔ فارسی ذوالیمین معتمد منتظم الطفال۔

خیال بیخودی۔ نہایت عمدہ مذاق کی کتاب تصنیفات منشی سنیل سنگھ صاحب مرحوم نبار ہی بیخود تخلص ہے۔

قند پارسی۔ مجموعہ منتخبات کلام شعرا۔ نامی مؤلفہ مولوی عبد الغفور خان صاحب بہادر متخلص بہ نساخ۔

تذکرہ حسینی۔ مؤلفہ میر حسین دوست سنبھلی بیدل شائق جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے ابتدائی ہجری سے اولیا اکرام اور اہل اللہ نظام کا تذکرہ

اختراع جدید۔ صنائع شعری از راہ کشن کمار صاحب۔